عمران سیریز
ڈیتھ گروپ
مظہر کلیم ایم اے

ناشران ------- اشرف قریشی
---------- یوسف قریشی
پرنٹر -------- محمد یونس
طابع ------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ------- -/55 روپے

چند باتیں

محترم قارئین ——————— سلام مسنون

نیا ناول "ڈیتھ گروپ" حاضر ہے۔ اس ناول میں عمران اور اس کے ساتھی ایک ایسے کیس میں الجھ جاتے ہیں جو بظاہر کوئی کیس نہ ہے۔ یہ کیس ایک معمولی سی بات سے شروع ہوا۔ لیکن اس معمولی بات نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً تگنی کا ناچ نچانے پر مجبور کر دیا۔ ایکشن اور سسپنس کا انتہائی متوازن امتزاج آپ کو یقیناً لطف دے گا۔

یوں تو قارئین کے بے شمار خطوط مجھے ملتے رہتے ہیں لیکن بعض خطوط واقعی اس قدر دلچسپ ہوتے ہیں۔ کہ جی چاہتا ہے کہ آپ کو بھی ان کی دلچسپی میں شامل کیا جائے۔

ایسا ہی ایک دلچسپ خط راؤ غلام مرتضیٰ صاحب نے خانیوال سے ہمیں لکھا ہے۔ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ میں آپ کے ناولوں کا بہت زیادہ دلدادہ ہوں۔ ہر روز رات نو بجے کے بعد میں ہوتا ہوں اور آپ کا ناول —— لیکن آج کل آپ کے ناولوں میں عمران کی حماقتیں اور قہقہے دم توڑتے جا رہے ہیں۔ عمران آج کل صرف سر سلطان کو زچ کرتا ہے یا بے چاری جولیا کے پیچھے ہاتھ دھو

کر پڑا رہتا ہے۔ جب کہ عمران احمقوں کے کلب کا صدر بھی ہے لیکن
آج کل وہ کلب نہیں جاتا۔ میری تجویز ہے کہ ناول کا تقریباً ایک
چوتھائی حصہ عمران کی حماقتوں اور قہقہوں کی نذر ہو جائے تو زیادہ
بہتر رہے گا۔ اگر آپ نے میرے خط کا جواب نہ دیا تو میں عمران
سے مدد حاصل کر کے آپ کو اغوا کر لوں گا اور پھر آپ سے اپنی مرضی
کے ناول لکھواؤں گا۔

بادٔ غلام مرتضیٰ صاحب کی خدمت میں جواباً یہی
عرض کر سکتا ہوں کہ آپ نے عمران سے مدد لے کر مجھے اغوا کرنے
کی دھمکی دی ہے تو محترم احمقوں کے کلب میں ہونے والی باتوں پر
اس طرح یقین نہیں کر لیا کرتے۔ ویسے اب جب بھی عمران سے آپ
کی ملاقات ہو اور ظاہر ہے یہ ملاقات احمقوں کے کلب میں ہی ہوتی
ہو گی تو میری طرف سے اجازت ہے کہ آپ عمران کو سامنے بٹھا کر
دس بارہ حماقتیں بھی کرا لیجیے اور سو دو سو قہقہے بھی سن لیجیے۔ اور
اگر اس معاملے میں آپ عمران کا ساتھ دینا چاہیں تو مجھے بھلا کیا
اعتراض ہو سکتا ہے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے بڑے اطمینان سے کاؤچ پر لیٹا ہوا چیونگم چبانے
کے ساتھ ساتھ ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا کہ کمرے
کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا ——— اور عمران یہ دھماکہ سنتے
ہی یوں اچھلا جیسے کاؤچ کے نیچے اچانک بم پھٹ پڑا ہو۔ اور وہ
رسالے سمیت اچھل کر دبیز قالین پر نہ صرف گرا بلکہ اس نے اتنے زور
سے ہائے ہائے کرنی شروع کر دی جیسے اس کے جسم کی تمام ہڈیاں
بیک وقت ٹوٹ گئی ہوں۔

" ہائے ہائے کرنے سے کام نہیں چلے گا۔ یہ بات اچھی طرح کان
کھول کر سن لو" ——— جولیا نے اس کے قریب آ کر زور سے چیختے
ہوئے کہا۔

" اچھا تو پھر کیسے کام چلے گا۔ آج تو بتا ہی دو۔ کام بند ہوئے
مدت گزر گئی ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ کام بند ہو جائے تو پھر کام

کے ساتھ ساتھ کاج بھی بند ہو جاتا ہے اور کاج بند ہو تو اس میں بٹن نہیں ٹک سکتا۔ اور بٹن نہ لگے تو گریبان کھلا رہ جاتا ہے اور گریبان کھلا ہو تو پولیس آوارہ گردی میں چالان کر لیتی ہے ــــ اور چالان ہو جائے تو آدمی جیل چلا جاتا ہے اور جیل چلا جائے تو ...... تو پھر کیا ہوتا ہے۔ یہ بات واقعی سوچنے کی ہے ......" ــــ عمران نے باقاعدہ سر پکڑتے ہوئے کہا۔ اور کمرہ دبے دبے قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"کمال ہے۔ اس شخص کی زبان جب چلتی ہے تو جیٹ طیارے کو بھی پیچھے چھوڑ جاتی ہے" ــــ تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

"اچھا ــــ یعنی زبان چلتی ہے۔ واہ۔ کیا کہنے۔ کام چلے نہ چلے زبان چلنی چاہیے۔ کیونکہ اگر زبان چلتی رہی تو منہ سے آواز نکلتی رہتی ہے ــــ اور منہ سے آواز نکلتی رہے تو......" ــــ عمران ایک بار پھر شروع ہو گیا۔

"بس بس ــــ اب یہ چلنے نہ چلنے کی گردان بند کرو اور اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ" ــــ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور عمران اتنی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا کہ جیسے وہ قالین پر کبھی گرا ہی نہ ہو۔

"حکم کی تعمیل ہو گی ــــ حال کی مس اور مستقبل کی مسز" ــــ عمران نے بڑے فدویانہ لہجے میں کہا۔

لیکن دوسرے لمحے وہ اچھل کر قریب کھڑے صفدر کی اوٹ میں ہو گیا۔ ورنہ جولیا کا ہینڈ بیگ اس کے منہ پر پڑتا۔

"ارے ارے ــــ یہ کام بھی مستقبل پر ہی چھوڑ دو۔ تم نے تو ابھی

سے سٹارٹ پکڑ لیا تو مستقبل قبر میں ہی آئے گا اور قبر میں چھوہارے خریدنے کے لئے رقم کہاں سے لاؤں گا" ــــ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تم واقعی پکے شیطان ہو" ــــ جولیا نے بھی بے بسی سے ہنستے ہوئے کہا۔

"پکا کہاں ہوں۔ پکا تو تنویر ہے۔ دیکھو اس کا رنگ پک کر کتنا لال ہو رہا ہے۔ ہاتھ مار کر دیکھو تو کھنکے گا بھی" ــــ عمران نے کہا۔ اور قہقہے ایک بار پھر گونج اٹھے۔

"میں تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتا۔ آئندہ میرے متعلق بکواس کی تو گولی مار دوں گا" ــــ تنویر نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"پلیز تنویر ــــ اب رنگ میں بھنگ نہ ڈالو۔ ہاں تو عمران صاحب کیس تو ختم ہو چکا ہے۔ اور واپسی کی ٹکٹیں کل کی بنی ہیں۔ اس لئے آج رات جشن منایا جائے گا۔ بھرپور جشن ــــ اور ہم یہاں اس لئے آئے ہیں کہ اس جشن کے میزبان تم ہو گے" ــــ صفدر نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

"میزبان ــــ یعنی میں میز چلاؤں گا۔ کمال ہے۔ اس ملک میں آتے ہی لوگوں کی عقل کہاں غائب ہو جاتی ہے۔ بھلا میز بھی چلتی ہے یا پھر یہ ہو سکتا ہے کہ یہاں ہوائی جہاز کو میز کہتے ہوں۔ ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے ہوائی جہاز تو میں چلا ہی لوں گا" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ میزبان کا مطلب میز چلانا کہاں سے نکل آیا" ــــ صفدر

نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں نکل سکتا۔ جب فیل بان ہاتھی چلانے والے کو کہتے ہیں۔ اور اتنی فارسی تو تمہیں آتی ہی ہو گی کہ فیل ہاتھی کو کہتے ہیں تو میزبان کا مطلب میز چلانا کیوں نہیں نکل سکتا"۔۔۔ عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا اور صفدر کا قہقہہ ایک بار پھر گونج اٹھا۔

"بہت خوب۔۔۔ اسے کہتے ہیں زبان دانی"۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سوری۔ میں مرد ہوں۔ تم اب اپنی آنکھیں ٹیسٹ کراؤ۔ بات جولیا سے کر رہے ہو اور منہ میری طرف کر لیتے ہو"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اب یہ عورت مرد کا چکر کہاں سے نکل آیا"۔۔۔ صفدر نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"زبان دانی تو مؤنث ہے اور عورت کو مؤنث ہی کہتے ہیں یار۔ اگر تمہاری عقل کا یہی حال رہا تو مطلب بتاتے بتاتے تم سے زیادہ عقلمند ہو جاؤں گا"۔۔۔ عمران نے باقاعدہ سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"سنو۔۔۔ اب زیادہ چکر بازی کی ضرورت نہیں۔ چلو ہمارے ساتھ۔ تنویر نے فیصلہ کر لیا ہے آج ہوٹل برگنزا میں سپیشل شو ہے۔ اور ہم نے یہ سپیشل شو دیکھنا ہے۔ اور آج ہی دیکھنا ہے"۔ جولیا نے آگے بڑھ کر عمران کو بازو سے پکڑ کر دروازے کی طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔

"یہ سپیشل شو مفت دکھایا جائے گا۔ واہ واقعی بڑا امیر ملک

ہے یہ کارڈ لینڈ۔۔۔ چلو دیکھ ہی لیتے ہیں۔ کیا یاد کریں گے کہ یہ کارڈ لینڈ والے کہ انہوں نے مفت شو دکھایا اور ہم دیکھنے ہی نہ گئے"۔۔۔ عمران نے فوراً ہی رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"مفت نہیں دکھا رہے۔ سو ڈالر کی ٹکٹ ہے اور یہ بھی سن لو کہ تمام سیٹیں ایڈوانس بک ہو چکی ہیں۔ لیکن ہم نے شو دیکھنا ہے"۔ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سو ڈالر کی ٹکٹ۔۔۔ ارے باپ رے۔۔۔ سو ڈالر۔۔۔ مم میرے پاس تو ایک ڈالر بھی نہیں ہے تم سو ڈالر کی بات کر رہی ہو۔ کم پر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ دیکھو سگھڑ بیویاں ہر حالت میں اپنے شوہروں کا ساتھ دیتی ہیں"۔۔۔ عمران نے پچکارتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو۔ ہم کچھ نہیں جانتے۔ ہم نے شو دیکھنا ہے چاہے تم اس پر ہزار ڈالر خرچ کر دو یا مفت دکھاؤ۔ ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں"۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھ لیجئے عمران صاحب۔۔۔ جولیا کی فرمائش ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جولیا کو دیکھنے سے فرصت ملے تو فرمائش بھی دیکھوں۔ چلو ایسا کر لیتے ہیں میں جولیا کو دیکھتا ہوں تم فرمائش دیکھنا شروع کر دو"۔ عمران نے کہا۔ اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جولیا کو دیکھنا شروع کر دیا۔

"صفدر۔۔۔ یہ اس طرح نہیں مانے گا۔ میرا خیال ہے اسے اٹھا کر کار میں ڈالتے ہیں اور لے جا کر ہوٹل کے گیٹ پر کھڑا کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد یہ اگر ہمیں اندر نہ لے جا سکا تو پھر میرا یہ فیصلہ ہے کہ

وہیں ہوٹل کے گیٹ پر ہی جوتیاں مارنا شروع کر دوں گی" ـــــ جولیا نے کہا۔

" واہ ــــ اسے کہتے ہیں جدیدیت ــــ پہلے مرد عورتوں کو اٹھا کر لے چلتے تھے اب عورتیں مردوں کو اٹھا کر لے جاتی ہیں۔ ویسے مس جولیا تمہیں مجھے اٹھا کر لے جانے کی ضرورت نہیں۔ میں تو تمہارے ساتھ سر کے بل چلنے پر تیار ہوں ــــ اس سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ تم میرے سر پر جوتیاں مار ہی نہ سکو گی۔ پیروں میں بوٹ ہوں گے اور بوٹوں پر ٹائر سول چڑھا ہوا ہے۔ اس لئے اپنی ہی نازک جوتی توڑ دو گی۔ میرا کیا جائے گا" ــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

" دیکھا ــــ میں نہ کہتا تھا کہ عمران کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ بس باتیں ہی کرنا جانتا ہے۔ مجھے اجازت دو۔ میں تو جا کر شو دیکھوں۔ میں کسی نہ کسی طرح ٹکٹ حاصل کر ہی لوں گا" ــــ تنویر نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" لو بھئی مسئلہ ہی حل ہو گیا۔ چلو سب چلتے ہیں۔ واہ جہاں تنویر جیسا سپرمین موجود ہو وہاں ٹکٹیں حاصل کرنا کون سا مشکل کام ہے" عمران نے بڑے پر خلوص لہجے میں کہا۔

" سنو عمران ــــ آخری بار کہہ رہی ہوں۔ کہ ہم نے شو دیکھنا ہے اور تم نے دکھانا ہے۔ اگر اب بھی تم نے مذاق میں ٹالا تو میں کمرے کی کھڑکی سے نیچے سڑک پر کود کر خودکشی کر لوں گی" ــــ جولیا نے ایک اور انداز اختیار کرتے ہوئے کہا۔

" خودکشی ــــ ارے مگر خودکشی تو حرام ہے۔ اور حرام موت مرنے

والے کا جنازہ بھی جائز نہیں ہوتا اور جنازہ جائز نہ ہو تو پھر...... صفدر یار کچھ تم بھی تو بولو۔ پھر کیا ہوتا ہے۔ اب سب کچھ میں ہی کہتا رہوں" ــــ عمران نے کہا۔

" اچھا ــــ یہ بات ہے۔ تو پھر دیکھو کہ میں کس طرح خودکشی کرتی ہوں" جولیا نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے سامنے کھلی کھڑکی کی طرف دوڑ پڑی۔

" ارے ارے ــــ خدا کے لئے یہ کمرہ دسویں منزل پر ہے۔ یہاں سے کودنے کے بعد آدمی مر بھی سکتا ہے اور تم مر گئیں تو ایکسٹو مجھے کچا ہی چبا جائے گا۔ یہ اور بات ہے کہ بعد میں اس کے منہ کا ذائقہ خراب ہو جائے ــــ رک جاؤ پلیز ــــ اچھا میں کوئی بندوبست کرتا ہوں" ــــ عمران نے خوف زدہ سے لہجے میں کہا۔

اور جولیا مڑ کر بڑے فاتحانہ انداز میں صفدر اور دوسرے ساتھیوں کو دیکھنے لگی۔ جیسے کہہ رہی ہو دیکھا عمران کو میرا کتنا خیال ہے۔

" ابھی تو سو ڈالر سن کر آپ کے ہوش اڑ گئے تھے۔ اب آپ کیسے راضی ہو گئے" ــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یار ہر راز کی بات نہیں پوچھا کرتے۔ دیکھو۔ ہم پانچ افراد ہیں یعنی پانچ سو ڈالر کا خرچ ہوا۔ اور مس جولیا کے مرنے کے بعد کفن دفن اور دیگر اخراجات لازماً پانچ سو ڈالر سے زیادہ آ جائیں گے اور سمجھدار وہ جو زیادہ رقم خرچ ہوتے دیکھ کر کم خرچ پر تیار ہو جائے" عمران نے راز دارانہ لہجے میں کہا

اور جولیا کا نہ صرف منہ لٹک گیا بلکہ اس کے پھیلے ہوئے کندھے

بھی سکڑ گئے۔ وہ تو یہ ظاہر کر رہی تھی کہ عمران کو اس کی زندگی اتنی عزیز ہے۔ لیکن عمران نے بجٹ کا چکر چلا کر اس کی اکڑ پہ پانی پھیر دیا تھا۔

"ٹھیک ہے میں اب نہیں دیکھتی یہ شو۔ میں جا رہی ہوں"

جولیا نے پیر پٹختے ہوئے دروازے کی طرف رخ کر لیا۔

"مس جولیا آپ بھی کمال کرتی ہیں۔ کتنی مشکل سے تو عمران صاحب راضی ہوئے ہیں۔ اور اب آپ ناراض ہو رہی ہیں۔ آپ جانتی تو ہیں عمران کی طبیعت کو"۔۔۔۔ صفدر نے اسے مناتے ہوئے کہا۔

اور جولیا جو شاید مصنوعی غصہ دکھا رہی تھی بے بسی سے ہنس دی۔

"اگر یہ میری طبیعت کو جان لیتی تو پھر مسئلہ ہی کیا ہے۔ اب تک میں اپنا جنازہ جائز کرا چکا ہوتا۔ ویسے یار صفدر ایک بات ہے یہ بڑا ترقی یافتہ ملک ہے۔۔۔۔ یہاں بڑے بڑے مشہور ڈاکٹر رہتے ہیں کیوں نہ میں اپنی طبیعت کا مکمل چارٹ بنوا کر مس جولیا کو پیش کر دوں تاکہ یہ کم بخت مس کے ساتھ "ز" کا حرف لگ سکے"

عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"بس بس۔۔۔۔ اب آپ مزید کوئی چکر نہ چلائیں۔ جلدی سے شو دیکھنے کا بندوبست کریں۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"شو۔۔۔۔ مگر یار پانچ سو ڈالر کہاں سے آئیں گے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تنویر اپنا فن دکھائے تب مجھے یقین ہے پانچ سو چھوڑ پانچ ہزار ڈالر بھی کسی نہ کسی بٹوے سے نکل ہی آئیں گے"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارا خاندانی فن ہو گا"۔۔۔۔ تنویر نے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

"چلو سو ڈالر تو بچے۔ وہ کیپٹن شکیل کہاں ہے۔ یقیناً کہیں اپنی ٹیم کے ساتھ گلی ڈنڈے کا میچ کھیل رہا ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے کیپٹن شکیل کے کیپٹن ہونے پہ طنز کرتے ہوئے کہا۔

"وہ اپنے کمرے میں ہے۔ اس نے کہا ہے کہ اگر واقعی عمران صاحب تیار ہو جائیں تو مجھے ساتھ لے لینا"۔۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو سو ڈالر اور کم ہوئے۔ میں واقعی تیار نہیں ہوں۔ صرف تیار ہو جاتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ جیسے کوئی بہت بڑا بوجھ اس کے کندھے سے اتر گیا ہو۔

"ڈالرز کی فکر تو بعد میں کریں گے عمران صاحب۔ مسئلہ ایڈوانس بکنگ کا ہے۔ ورنہ شاید ہم آپ کو تکلیف نہ دیتے۔ چندہ وغیرہ اکٹھا کر کے شو دیکھ لیتے"۔۔۔۔ صفدر نے اب صوفے پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تکلیف۔۔۔۔ کمال ہے۔ ایڈوانس بکنگ تو ہوتی ہی تکلیف سے بچنے کے لئے ہے۔ اور یہ چندے والا طریقہ واقعی بہت اچھا ہے۔ ب ظاہر ہے جب جولیا چندہ اکٹھا کرنے نکلی ہو گی تو اب اتنے بھی کور ذوق لوگ اس ملک کے نہیں ہیں کہ میرے سو ڈالر بھی کٹھے نہ ہوئے ہوں گے تو پھر میں لباس بدل لوں"۔۔۔۔ عمران

نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

"اینڈ دانس بکنگ ہم نے نہیں کرائی لوگوں نے کرا رکھی ہے۔ عمران صاحب پلیز۔ شو کا وقت قریب ہے" ۔۔۔۔ صفدر نے اس بار منت بھرے لہجے میں کہا۔

"آخر مسئلہ کیا ہے۔ کچھ مجھے بھی تو پتہ چلے۔ کبھی تم سو ڈالر کی بات کرتے ہو۔ کبھی اینڈ دانس بکنگ کی اور کبھی چندے کی۔ بتاؤ میں نے کیا کرنا ہے ۔۔۔۔ اچھا خاصا رسالہ پڑھ رہا تھا۔ بڑی خوب صورت تصویریں چھاپتے ہیں یہ ظالم ۔۔۔۔ دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک، دل کو چین اور جگر کو آرام۔ پھیپھڑوں کو سکون اور گردوں کو ......" ۔۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔

"بس بس کافی ہے۔ مجھے معلوم ہے آپ کون سا رسالہ پڑھ رہے تھے۔ لازماً کوئی سائنسی رسالہ ہوگا" ۔۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا ۔۔۔۔ کمال ہے ۔۔۔۔ یار صفدر ۔۔۔۔ تم تو اچھے خاصے نجومی بن گئے ہو۔ ذرا جولیا اور میرا زائچہ بنانا۔ ہماری شادی کے بعد کیسی رہے گی" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔ اور اگلے لمحے وہ اچھل کر دوسرے صوفے پر جا بیٹھا۔ اور جولیا کا پھینکا ہوا پیپر ٹھیک اس جگہ آکر لگا جہاں ایک لمحہ پہلے عمران موجود تھا۔

"بس بس ۔۔۔۔ بغیر زائچے کے ہی مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ اب زائچہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فیس تو بچ گئی ۔۔۔۔ کیوں جولیا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب پلیز اگر آپ واقعی سنجیدہ نہیں ہونا چاہتے تو پھر ٹھیک ہے۔ ہم چلے جاتے ہیں" ۔۔۔۔ اس بار صفدر نے جان بوجھ کر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یعنی ہم سے کیا مطلب ۔۔۔۔ بھئی تم اگر جانا چاہتے ہو تو بے شک جاؤ۔ لیکن یہ خواہ مخواہ ہم کہہ کر تم جولیا کو بھی ساتھ لے جانا چاہتے ہو۔ کچھ تو خیال کرو۔ آخر جولیا اور میرے بھی تو جذبات بروزن برسات ہیں ۔۔۔۔ اور برسات میں تم جانتے ہو۔ سانپ بچھو اپنے بلوں سے نکل آتے ہیں۔ اور خطرات بڑھ جاتے ہیں......" ۔۔۔۔ عمران کی زبان بھلا کہاں رک سکتی تھی۔

"او۔کے ۔۔۔۔ جیسے آپ کی مرضی" ۔۔۔۔ صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ارے ارے ۔۔۔۔ تم واقعی جا رہے ہو۔ یعنی کہ برسات آگئی اور تم بل سے نکل کھڑے ہوئے" ۔۔۔۔ عمران صفدر پر یہ فقرہ کسنے سے اب بھی باز نہ آیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"واقعی عمران صاحب۔ آپ سے باتوں میں جیتنا کسی کے بس میں نہیں ہے۔ آپ تو منکر نکیر بے چاروں کو بھی ایسا چکر میں ڈالیں گے کہ وہ اپنی انکوائری بھول جائیں گے" ۔۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور واپس آکر بے بسی کے انداز میں دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

"یار ۔۔۔۔ میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ کنوارے مردوں کے پاس ازراہ ترحم منکر نکیر کی بجائے منکرہ نکیرہ بھیجتے ہیں۔ تم کم از کم میرا یہ حق تو نہ مرواؤ ۔۔۔۔ اگر تمہاری بات ان منکرہ نکیرہ نے سن لی تو

انہوں نے میرے پاس آنے سے بھی انکار کر دینا ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اس بار جولیا اور صفدر دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"شو دیکھنا بھی ایک مصیبت ہی بن گیا ہے۔ پہلے ان صاحب کی بکواس سنتے رہو پھر اٹھ کر اپنے کمروں میں جا کر بیٹھ جاؤ۔ یہ نتیجہ نکلتا ہے تفریح کرنے کے ارادے کا۔ ہونہہ......" ——— جولیا نے اس بار خود کلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کون سا ہوٹل بتایا ہے" ——— اچانک عمران نے انتہائی سنجیدہ ہو کر پوچھا۔

اور جولیا اور صفدر دونوں بری طرح چونک کر عمران کو دیکھنے لگے۔ انہیں شاید یقین نہ آ رہا تھا کہ عمران واقعی سنجیدہ ہو گیا ہے۔

"ہوٹل برگنزا ——— یہاں کا بڑا مشہور ہوٹل ہے" ——— صفدر نے جلدی سے جواب دیا۔

"ہوٹل برگنزا ——— ٹھیک ہے ——— ابھی ہو جاتا ہے انتظام۔ کمال ہے یار۔ خواہ مخواہ میرا دماغ بھی کھپا دیا اور وقت بھی ضائع کیا۔ پہلے بتانا تھا کہ ہم نے شو دیکھنا ہے" ——— عمران نے یوں سر کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا جیسے سارا قصور صفدر اور جولیا کا ہو۔ اور وہ دونوں مسکرا دیئے۔ اسی لمحے تنویر دوبارہ اندر داخل ہوا۔

"کیا یہ حضرت مان گئے ہیں۔ ویسے یہ مان بھی جائیں تب بھی ہم شو نہیں دیکھ سکتے" ——— تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ کیوں" ——— صفدر اور جولیا نے بیک آواز پوچھا۔

"اس لئے کہ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ ہوٹل برگنزا کے مالکان بڑے سخت ہیں۔ وہ یہاں کے وزیر اعظم کو گھاس نہیں ڈالتے۔ ان کو کیا ڈالیں گے" ——— تنویر نے عمران کو چڑانے کے سے انداز میں کہا اور سائیڈ کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یار تنویر۔ تمہیں بھوک تو لگی ہو گی۔ ہوٹل میں کھانا بھی کھاؤ گے" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے۔ کھانے کا وقت ہو گیا ہے تو بھوک تو لگنی ہی ہے۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو" ——— تنویر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ میں تمہیں پتہ ہے رات کو کھانا نہیں کھایا کرتا۔ ایسا کرنا میرے حصے کا بھی تم کھا لینا" ——— عمران نے یوں اطمینان بھرے انداز میں کہا جیسے اس کے سر سے کوئی بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

"لیکن تمہارا مقصد کیا ہے" ——— تنویر نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں پوچھا۔

"یار تم وہ گھاس کی بات کر رہے تھے ناں۔ دیکھو اب تم وعدہ کر چکے ہو۔ اس لئے گھاس تو اب تمہیں کھانا ہی پڑے گی۔ کیوں جولیا" عمران نے کہا۔

"اچھا تو جناب محاورے کی مٹی پلید کرنے کے چکر میں ہیں" تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کا موڈ خاصا خوشگوار لگ رہا تھا۔ ورنہ ایسی باتوں پر تو وہ بے اختیار بھڑک اٹھتا تھا۔ شاید وہ یہ فیصلہ کر آیا تھا کہ اب عمران چاہے کچھ بھی کیوں نہ کرے۔ ہوٹل برگنزا میں سیٹیں حاصل نہیں کر سکتا۔ اور وہ یقیناً اسی لئے خوش تھا کہ عمران کی جولیا کے

سامنے ابھی خاصی بے عزتی ہو گی ۔

" یار تنویر پلیز خاموش رہو ۔ عمران صاحب بڑی مشکل سے سنجیدہ ہوئے ہیں ۔ اور کم از کم مجھے یقین ہے کہ ہوٹل برگنزا والے چاہے وزیر اعظم کو انکار کر دیں لیکن عمران کو انکار نہیں کر سکتے " صفدر نے کہا ۔

اور عمران اس کی بات سن کر مسکرا دیا ۔

" ایک حل اور بھی ہے ۔ ہم یہ ہوٹل ہی کیوں نہ خرید کر لیں ۔ مسئلہ تو مالکان کے سخت ہونے کا ہے جب مالکان ہی نہ رہیں گے تو سخت نرم کا چکر ہی ختم ہو جائے گا ۔۔۔ جاؤ تنویر ۔ جا کر خرید آؤ ۔ وہاں پاکیشیا چل کر تمہیں رقم ادا کر دوں گا ۔ اپنا سوپر فیاض زندہ باد " ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" سوپر فیاض سات بار بھی مر کر پیدا ہو تب بھی وہ ہوٹل برگنزا جیسے عظیم الشان ہوٹل کی ایک اینٹ بھی نہیں خرید سکتا ۔ تم پورے ہوٹل کی بات کر رہے ہو " ۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" پلیز عمران صاحب ۔۔۔ وہ سیٹیں اور سپیشل شو " ۔۔۔ صفدر نے ایک بار پھر بات بگڑنے کا خطرہ پیدا ہوتے دیکھ کر عمران کو یاد دلایا ۔

" ارے ہاں وہ سیٹیں ۔۔۔ یار ویسے میری یادداشت خاصی کمزور ہوتی جا رہی ہے ۔ ایسا نہ ہو کسی دن میں جولیا کو ہی پہچاننے سے انکار کر دوں ۔ اور جولیا بے چاری نکاح نامہ اٹھائے پھرتی رہ جائے " عمران نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ۔

" چلو صفدر ۔ اب اٹھو ۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے کا فائدہ ۔ ہم

کسی اور ہوٹل میں جا بیٹھتے ہیں ۔ اب بے بسی جو ہوئی تو اس کا کیا علاج " جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی ۔

" ارے ارے ۔۔۔ کیوں بد دعا دے رہی ہو بے بسی تو بیوہ ہوتی ہے ۔ اور ابھی تو ماشاء اللہ میں زندہ ہوں ۔ کیوں صفدر " ۔۔۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

" زندہ ہوتے تو اب تک ہمیں سیٹیں مل نہ چکی ہوتیں سپیشل شو کی " صفدر نے جواب دیا ۔

" یہ بات ہے ۔۔۔ ابھی لو " ۔۔۔ عمران نے کہا اور اٹھ کر ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا ۔

صفدر اور جولیا دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر یوں مسکرانے لگے جیسے کہہ رہے ہوں دیکھو کیسے سیدھا کیا ہے عمران کو ۔ جب کہ تنویر یوں مطمئن بیٹھا تھا جیسے اسے مکمل یقین ہو کہ عمران کو بہرحال ناکامی ہی ہو گی ۔۔۔ عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور پھر انکوائری کے نمبر گھمائے ۔

" یس انکوائری " ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی ۔

" ہوٹل برگنزا " ۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا ۔

" ون ۔ زیرو ۔ تھری ۔ زیرو ۔ ون ۔ ٹو ۔ تھری " ۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے فوراً ہی بتا دیا ۔

اور عمران نے کریڈل دبا کر نمبر گھمانے شروع کر دیئے ۔

" یس ہوٹل برگنزا " ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف

سے ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔

" ڈیتھ گروپ " ——— عمران نے یک لخت بدلے ہوئے لہجے میں کہا ۔ انداز ایسا تھا جیسے بھیڑیا غرا رہا ہو ۔ اور صفدر اور جولیا کے ساتھ ساتھ تنویر بھی ڈیتھ گروپ کا نام اور عمران کا لہجہ سن کر چونک پڑا ۔

" اوہ یس ——— سر ——— یس ——— سر ——— ہولڈ آن سر ——— میں مسٹر گڈمین سے ملاتی ہوں سر " ——— دوسری طرف سے بُری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا ۔

" یس گڈمین ۔ چیف مینجر ہوٹل برکنزا سر " ——— چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی ۔

" ڈیتھ گروپ " ——— عمران نے دوبارہ اُسی لہجے میں کہا ۔

" اوہ یس سر ——— حکم سر " ——— مینجر نے بُری طرح گڑبڑائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" سپیشل شو کی پانچ سپیشل سیٹیں ——— نمبر بتاؤ " ——— عمران نے اُسی طرح غراتے ہوئے کہا ۔

" سس ——— سس ——— سر ——— سیٹیں تو ایڈوانس بک ہو چکی ہیں سر ۔ آپ پہلے فون کر دیتے تو سر " ——— مینجر نے بُری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" سیٹوں کے نمبر بتاؤ ۔ ورنہ تم جانتے ہو ۔ تمہارے اس ہوٹل کا کیا حشر ہو گا " ——— عمران نے اور زیادہ اونچی آواز میں غراتے ہوئے کہا ۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ صفدر ۔ جولیا اور تنویر تینوں کے جسموں میں سردی کی لہر سی دوڑ گئی ۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ عمران

بات کر رہا ہے ۔

" یس سر ——— سوری سر ——— نمبر سنیئے سر ۔ سپیشل نمبرز A1 ٹو A5 سر ۔ پلیز سر کوئی ہنگامہ نہ ہو سر ۔ میں منت کرتا ہوں سر " ——— مینجر نے رو دینے والے لہجے میں کہا ۔

" ہنگامہ ——— اگر سیٹیں اچھی نہ ہوئیں تو تم لفظ ہنگامہ کے لہجے ہی بھول جاؤ گے ۔ ہمارے مہمان آ رہے ہیں انہیں سیٹوں پر کوئی تکلیف نہ ہو ۔ سنا تم نے " ——— عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا ۔

" یس سر ۔ آپ بے فکر رہیں سر ۔ کوئی تکلیف نہ ہو گی سر " دوسری طرف سے مینجر نے کہا ۔

اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا ۔

" لو بھئی تنویر ——— تمہارے گھاس کھانے کا انتظام ہو ہی گیا " عمران نے رسیور رکھتے ہی مڑ کر اپنے مخصوص احمقانہ انداز میں کہا ۔

اور وہ تینوں حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس گرگٹ کو دیکھ رہے تھے جو واقعی لمحہ بھر میں رنگ بدل لینے پر قادر تھا ۔

" یہ ڈیتھ گروپ کا کیا چکر ہے " ——— جولیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا ۔

" تمہیں آم کھانے سے مطلب ہے ۔ برف میں لگا کر کھاؤ ۔ اطمینان سے کھاؤ ۔ گٹھلیوں کے چکر میں کیوں پڑتی ہو " ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" نہیں عمران صاحب ۔ ہمیں بتلایئے تو سہی یہ آخر ڈیتھ گروپ کا

چکر کیا ہے۔ اور اس کا نام سنتے ہی سپیشل سیٹیں کیسے الاٹ ہو گئیں"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"یار ۔۔۔ دراصل گھاس کھانے کو تب ہی مل سکتی ہے جب آدمی آنکھیں کھلی رکھے۔ ورنہ تنویر کی طرح آنکھیں بند رکھنے والوں کو گھاس تو ایک طرف تھوہر بھی کھانے کو میسر نہیں ہو گی۔ مجھے یہاں آکر معلوم ہوا تھا کہ یہاں خوف ناک مجرموں کا ایک گروپ ہے۔ جسے ڈیتھ گروپ کہتے ہیں ۔۔۔ اس کی یہاں کارٹ لینڈ پر بڑی دہشت ہے۔ بس میں نے اس کا نام استعمال کیا اور تم نے دیکھا کہ جو کام وزیر اعظم نہ کر سکتا تھا وہ ڈیتھ گروپ کے نام نے کر دیا۔ چلو اب تیار ہو جاؤ ۔۔۔ میں بھی ذرا ڈھنگ کے کپڑے پہن لوں۔ آخر ڈیتھ گروپ کے مہمان ہیں کوئی مذاق تو نہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور صفدر۔ جولیا اور تنویر بھی سر ہلاتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"چلو ٹھیک ہے۔ جو کچھ بھی ہے۔ بہرحال سیٹیں تو مل گئیں۔ میں نے کہا نہیں تھا کہ عمران چاہے تو چٹکی بجاتے میں سیٹیں مل سکتی ہیں ۔۔۔ تم مان ہی نہیں رہی تھیں"۔۔۔ صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور جولیا اس طرح سر ہلاتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ جیسے اب وہ پوری طرح صفدر کی بات پر ایمان لے آئی ہو۔ تنویر کا چہرہ بہرحال لٹکا ہوا تھا ۔۔۔ شاید کام اس کی امیدوں سے

الٹ ہو گیا تھا ۔۔۔ اب ظاہر ہے۔ اس کے تو خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ کسی ڈیتھ گروپ کا چکر چلے گا۔ اور سپیشل سیٹیں الاٹ ہو جائیں گی۔ ویسے وہ عمران کی معلومات کا دل ہی دل میں قائل ہوتا جا رہا تھا۔ کہ یہ شخص واقعی ہر طرف سے خبردار رہتا ہے ۔۔۔ حالانکہ وہ مشن پر اکٹھے ہی آئے تھے اور اکٹھے ہی رہ کر انہوں نے اپنا مشن مکمل کیا۔ لیکن ان کے کانوں میں اس ڈیتھ گروپ کی بھنک تک نہ پڑی جب کہ عمران کو اس کے متعلق پوری معلومات حاصل تھیں۔

بڑے سے ہال نما کمرے میں دس بارہ جوڑے رقص
میں مصروف تھے۔ بڑی جذبات خیز قسم کی موسیقی سے ہال گونج رہا
تھا ___ ان جوڑوں میں مردوں نے سیاہ رنگ کے چست لباس
پہنے ہوئے تھے۔ جب کہ عورتیں تقریباً نیم عریاں تھیں۔ اُسی لمحے
ہال کے کونے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور خاصے سڈول
اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا ___ اس کی آنکھوں میں
سانپ کی سی چمک تھی۔ جب کہ چہرے پر زخموں کے اتنے نشانات
تھے کہ شاید اصل چہرہ ان نشانات میں ہی چھپ گیا تھا۔ یہی وجہ تھی
کہ وہ شکل وصورت سے خاصا بھیانک اور دہشت ناک لگ رہا
تھا ___ اس کے دونوں سائیڈوں پر ہولسٹر لٹک رہے تھے۔
جن میں بھاری دستوں والے ریوالور صاف نمایاں تھے۔ اس کے
پیچھے دو گینڈے نما آدمی بڑے مودبانہ انداز میں چل رہے تھے۔

ان دونوں کے ہاتھوں میں ہلکی لیکن جدید ساخت کی مشین گنیں تھیں۔
ان کے اندر داخل ہوتے ہی رقص یک لخت تھم گیا۔

"گڈ ___ تو ڈانس ہو رہا ہے۔ لیکن سنا ہے آج ہوٹل برگنزا
میں کوئی سپیشل شو ہے۔ بڑا ہی ہنگامہ خیز شو۔ آج وہ کیوں نہ دیکھیں"
آگے آنے والے نے اونچی آواز میں کہا۔ اس کے لہجے میں درشتی
اور سختی نمایاں تھی ___ حالانکہ وہ اپنی طرف سے بڑے دوستانہ
انداز میں بات کر رہا تھا۔

"اوہ ___ گڈ باس ___ ویری گڈ ___ میں نے بھی سنا ہے۔
آج وہاں بڑا ہنگامہ خیز شو ہے" ___ رقص کرنے والے نوجوانوں
میں سے ایک نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر ہارپر اسے ہنگامہ خیز کہہ رہا ہے تو پھر یہ واقعی ہنگامہ خیز ہو
گا" ___ باس نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔ وہ اپنی طرف سے
مسکرا رہا تھا۔ لیکن اس کے مسکرانے کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی
بھیڑیا غصے سے دانت نکوس رہا ہو۔

"لیکن باس۔ وہاں تو ایڈوانس بکنگ ہو چکی ہو گی" ___ ایک
اور نوجوان نے کہا۔

لیکن دوسرے لمحے زوردار تھپڑ کی آواز کے ساتھ ہی وہ بُری
طرح چیختا ہوا فرش پر جا گرا ___ باس کا ہاتھ اس کے فقرہ مکمل ہونے
سے پہلے ہی بجلی کی طرح گھوما تھا۔

"یہ لاسٹ وارننگ ہے ڈرٹی بوائے۔ اب اگر تم نے ڈیتھ گروپ
کی توہین کی تو گولی مار دوں گا" ___ باس نے غراتے ہوئے کہا۔

"سس ـــــ سوری باس۔ میرا یہ مطلب نہ تھا" ـــــ نوجوان نے گال پر ہاتھ رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ خوف سے زرد پڑ گیا تھا۔

"تمہارا جو بھی مطلب تھا تم نے یہ فقرہ کہہ کر ڈیتھ گروپ کی توہین کی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ ڈیتھ گروپ کو وہ لوگ سیٹیں مہیا کرنے سے انکار کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں ـــــ جلتے ہو ایک لمحے میں ہال میں موجود ہر شخص خون میں نہایا پڑا ہو گا" ـــــ باس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور نوجوان شرمندہ سے انداز میں سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

"ان عورتوں کو اب دفع کرو۔ میں ہوٹل کے منیجر سے بات کرتا ہوں" باس نے غراتے ہوئے کہا۔

اور اس کی بات سنتے ہی رقص کرنے والی عورتیں اس بری طرح دروازے کی طرف بھاگیں جیسے اگر انہیں ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو ان پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

باس تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا۔ ہال کے کونے میں رکھے ہوئے صوفوں کی طرف بڑھ گیا۔ باقی مرد بھی اس کے پیچھے چلنے لگے۔ صوفوں کے درمیانی میز پر ٹیلی فون پڑا ہوا تھا۔

"ہوٹل برگنزا کے نمبر ملاؤ چارلس" ـــــ باس نے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــــ پیچھے کھڑے ہوئے ایک گینڈے نما آدمی نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔ اور نمبر

پریس کرنے لگا۔

"یس ـــــ برگنزا ہوٹل" ـــــ چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

اور چارلس نے رسیور باس کی طرف بڑھا دیا۔

"ایڈورڈ ہادر ڈیتھ گروپ باس سپیکنگ ـــــ کہاں ہے تمہارا سور منیجر۔ کیا نام ہے اس کا بڈمین" ـــــ باس نے بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"گڈمین سر ـــــ میں ان سے رابطہ کراتی ہوں سر" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والی لڑکی نے بری طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"یس۔ گڈمین۔ چیف منیجر ہوٹل برگنزا اٹنڈنگ" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے چیف منیجر کی آواز سنائی دی۔

"نیچی آواز میں بات کرو سور کے بچے۔ تمہیں بتایا نہیں گیا کہ تم ڈیتھ گروپ کے باس ایڈورڈ ہادر سے بات کر رہے ہو۔ پھر تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم میرے سامنے اونچی آواز میں بات کرو" ایڈورڈ ہادر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"سس ـــــ سس ـــــ سوری سر۔ میں سمجھا سر کہ لڑکی بھول گئی ہے سر۔ کیونکہ سر۔ آپ کے مہمانوں کو تو ہم نے کوئی تکلیف نہیں دی سر۔ ان کا استقبال تو سر ہم نے وی۔ آئی۔ پی کی طرح کیا ہے سر۔ آپ بے شک ان سے پوچھ لیں سر ہم نے سب سے اچھی سیٹیں انہیں مہیا کی ہیں سر" ـــــ منیجر نے

بُری طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا بک رہے ہو۔ کیا تم میں اب اتنی جرأت ہو گئی ہے کہ تم ایڈورڈ ہاورڈ کا مذاق اڑاؤ"۔۔۔۔۔۔ باس کا غصہ اب پورے عروج پر پہنچ گیا تھا۔

"س س سر۔۔۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں سر۔ آپ بے شک اپنے مہمانوں سے پوچھ لیں"۔۔۔۔۔ منیجر نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"پھر وہی بکواس۔۔۔ کیسے مہمان۔۔۔ کس کے مہمان۔۔۔ کیا بک رہے ہو۔۔۔ کیا تم نشے میں ہو۔ یا خودکشی کرنا چاہتے ہو"۔۔۔۔ باس نے چیختے ہوئے کہا۔

"س س۔۔۔ سر۔۔۔ ابھی ایک گھنٹہ پہلے سر آپ نے فون نہیں کیا تھا سر۔ کہ آپ کے مہمان آ رہے ہیں۔ پانچ سپیشل سیٹیں چاہئیں اور سر میں نے سپیشل سیٹیں الاٹ کر دیں۔۔۔ ابھی دس منٹ پہلے سر آپ کے مہمان پہنچے ہیں"۔۔۔۔۔ منیجر کی حیرت اور خوف سے پھٹی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ کس نے فون کیا تھا۔ میں نے تو فون نہیں کیا"۔۔۔۔ اس بار باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم میں سے تو کسی نے فون نہیں کیا"۔۔۔۔ اچانک باس نے مڑ کر پیچھے کھڑے ہوئے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نو باس۔۔۔ ہم تو شام سے یہاں ہیں۔ ویسے بھی سر ہم آپ کی اجازت کے بغیر کیسے فون کر سکتے تھے"۔۔۔۔۔ سب نے

بیک آواز ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں جناب۔ فون آیا تھا۔ ڈیتھ گرد دیپ کے نام سے"۔۔۔۔۔ منیجر نے کہا۔

"کتنے لوگ ہیں اور کون لوگ ہیں۔ کیا تم انہیں پہچانتے ہو"۔ باس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"نو سر۔۔۔۔ میں انہیں کیسے پہچان سکتا ہوں۔ ان میں سے ایک عورت ہے۔ اس کی قومیت تو شاید سوئس ہے۔ باقی چار مرد ہیں۔ ایشیائی لگتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو بالکل ہی احمق سا آدمی ہے۔۔۔۔ وہ بڑی عجیب سی حرکتیں کر رہا ہے۔ ہم تو سر آپ کے مہمان ہونے کی وجہ سے اس کی حرکتیں مجبوراً برداشت کر رہے ہیں"۔۔۔۔۔ منیجر نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں ہکلاہٹ نہ تھی۔

"ایک سوئس عورت اور چار ایشیائی مرد۔۔۔ ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے۔ کتنا وقت رہتا ہے شو شروع ہونے میں"۔۔۔۔ باس نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"سر۔۔۔ ابھی آدھا گھنٹہ رہتا ہے"۔۔۔۔۔۔ منیجر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے کافی وقت ہے۔۔۔۔۔ اور سنو۔۔۔ ان لوگوں کو کچھ نہیں بتانا۔ ہم خود تمام بندوبست کر لیں گے"۔۔۔۔۔ ایڈورڈ ہاورڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔۔۔ بے فکر رہیں سر"۔۔۔۔۔۔ منیجر نے جواب دیا اور اس نے زور سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"ہوں —— تو اب نقلی ڈیتھ گروپ بھی بننے لگے ہیں۔ لیکن یہ کوا
لوگ ہو سکتے ہیں۔ ایشیائی لوگوں میں تو بہرحال اتنی عقل اور جرأ
ہو ہی نہیں سکتی کہ وہ اس قسم کا فراڈ کریں۔ یہ میرے خیال میں
اس سوئس عورت کا کیا دھرا ہو گا —— ٹھیک ہے یہی ہو گا ا
اسے بہرحال اس کی سزا بھگتنی ہو گی" —— ایڈورڈ ہاورڈ نے
زور سے صوفے کی سائیڈ پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"باس —— ان سب کو گولیوں سے اڑا دینا چاہیئے"
پیچھے کھڑے چارلس نے کہا۔

"وہ تو انہوں نے اڑنا ہی ہے۔ لیکن میں صرف یہ دیکھنا چاہ
ہوں کہ آخر کس میں اتنی جرأت پیدا ہوئی ہے کہ وہ اس طرح ہمارے
نام کو استعمال کرے" —— باس نے انتہائی غصیلے لہجے میں ک
اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"سنو۔ اس شو میں ہنگامہ نہیں ہونا چاہیئے۔ جو پارٹی ہمارے
نام کا اتنا احترام کرے اسے خراب نہیں ہونا چاہیئے۔ اس
شو کے درمیان کوئی ہنگامہ نہیں ہو گا —— البتہ ان لوگوں کو
وہاں موجود ہیں سزا بھی ملے گی۔ اس لئے اب تم نے ایسا کرنا
کہ شو ختم ہونے کے بعد اس لڑکی کو اغوا کر کے یہاں لے آؤ
اور اس کے ساتھیوں کو گولی مار دو" —— باس نے کہا۔

"باس —— اس کا مطلب ہے ہمیں شو ختم ہونے کا انتظار
ہو گا" —— ایک نوجوان نے کہا۔

"ہاں —— بالکل —— جب شو ختم ہو جائے اور یہ لوگ باہر

تو کسی بھی مناسب جگہ پر انہیں گولیوں سے اڑا دینا اور اس لڑکی
کو اٹھا کر میرے پاس لے آنا —— جاؤ" —— باس نے کہا اور
وہ سب سر جھکائے واپس مڑ گئے۔

"بب —— بب —— باس —— وہ سپیشل شو" —— ایک
نوجوان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یو شٹ اپ —— پہلے کام پھر تفریح" —— باس نے کہا اور
تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تو یہ تھا وہ شو جس کے لئے تم سب بے چین تھے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے اس عورت کے پاس لباس خریدنے کے لئے پیسے نہ تھے —— چنانچہ اس نے پیسے بنانے کے لئے یہ سارا دھندہ کیا ہے" —— عمران نے ہوٹل پر گزرا سے نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"تم بد ذوق آدمی ہو۔ تمہیں کیا معلوم رقص کیا ہوتا ہے" تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو یہ رقص تھا۔ واہ۔ اس سے اچھا رقص تو مچھلی کرتی ہے جب اسے پانی سے باہر نکال لیا جائے۔ واہ کیا خوب صورت آئیڈیا ہے فش ڈانس —— تنویر تم اپنے آپ کو وہ مچھلی تصور کر لو۔ اور ذرا فش ڈانس کر کے تو دکھاؤ۔ اگر خوب صورت ہوا تو پھر یہ سیکرٹ سروس والا دھندہ چھوڑ کر یہی کام کر لیتے ہیں" —— عمران

نے کہا۔

لیکن پھر اس سے پہلے کہ تنویر عمران کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک فائرنگ کی زوردار تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی چیخیں ابھریں۔ اور عمران نے اپنے دائیں ہاتھ پر چلنے والے تنویر کی چیخ سنی۔ وہ تیزی سے نہ صرف پلٹا بلکہ لاشعوری طور پر وہ زمین پر غوطہ مار کر گر گیا —— اور اس کا یہی غوطہ اس کی جان بچا گیا۔ کیونکہ گولیوں کی بوچھاڑ اس کے سر سے گزر گئی۔ اور پیچھے موجود دو افراد چیختے ہوئے ڈھیر ہو گئے۔ اسی لمحے جولیا کی چیخ سنائی دی اور عمران تیزی سے اچھلا۔

"وہ جولیا کو اغوا کر کے لے جا رہے ہیں" —— کیپٹن شکیل کی تیز آواز ایک سائیڈ سے سنائی دی۔

اسی لمحے عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے ایک مشین گن بردار چیختا ہوا پشت کے بل زمین پر گرا اور عمران نے اٹھ کر اپنی کار کی طرف دوڑ لگا دی —— کیونکہ جولیا کو اب نیلے رنگ کی کار میں ڈال کر لے جایا جا رہا تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ کار کی طرف دوڑا۔ دو آدمی اچانک اٹھ کر بھاگے اور عمران ان سے ٹکرا کر نیچے گر پڑا —— جولیا کو لے جانے والی کار ہوٹل کے پھاٹک سے باہر غائب ہو چکی تھی۔ ہر طرف بھگدڑ سی مچ گئی تھی۔ لوگوں کے چیخنے چلانے کی آوازیں ہر طرف سے سنائی دینے لگی تھیں۔ تقریباً دس بارہ افراد ادھر ادھر زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے جب کہ کئی افراد ساکت ہو چکے تھے —— صفدر تنویر کو سہارا دے کر اٹھا

رہا تھا۔ گولی تنویر کے بازو میں لگی تھی۔ جب کہ کیپٹن شکیل اس کار کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ فائرنگ کرنے والا اکیلا تھا۔ اس لئے اس کے گرتے ہی فائرنگ بند ہوگئی تھی۔

عمران دوڑتا ہوا اس فائرنگ کرنے والے کی طرف بڑھا۔ مشین گن بردار کا جسم اب آہستہ آہستہ حرکت کر رہا تھا۔ وہ نزاع کے عالم میں تھا۔

"تمہارا تعلق کس سے ہے" ـــــ عمران نے اس کے کان کے قریب چیختے ہوئے کہا۔

"ڈیتھ گروپ ـــ باس ایڈورڈ ہاورڈ" ـــــ مرتے ہوئے آدمی نے رک رک کر کہا۔

"تم نے لڑکی کو کہاں لے جانا تھا۔ جلدی بولو" ـــــ عمران نے دوبارہ چیختے ہوئے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر" ـــــ اس آدمی کے لب تھرتھرائے اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔

"آجائیے عمران صاحب۔ ابھی پولیس پہنچنے والی ہے" اسی لمحے صفدر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور عمران تیزی سے مڑا۔ صفدر کار یہاں تک لے آیا تھا۔ تنویر بازو کو پکڑے پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ کیپٹن شکیل بھی واپس دوڑتا ہوا کار کی طرف آرہا تھا ـــــ پھر وہ اور عمران اکٹھے ہی تیزی سے کار میں سوار ہوئے اور صفدر نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔ بُری طرح بھگدڑ کی وجہ سے ہر شخص جدھر منہ آتا اٹھائے

بھاگا جا رہا تھا۔ کئی کاریں بے تحاشا انداز میں گیٹ کی طرف دوڑی جا رہی تھیں۔ صفدر نے بڑی مہارت سے ڈرائیونگ کرتے ہوئے کار دوسری کاروں سے آگے نکال لی۔

"تھرٹی سکس ریونیو چلو صفدر۔ جلدی" ـــــ عمران نے پھاٹک سے باہر آتے ہی چیخ کر کہا۔

اور صفدر نے تیزی سے کار دائیں طرف موڑی اور دوسرے لمحے کار آندھی اور طوفان کی طرح آگے بڑھتی چلی گئی۔

"یہ کون لوگ تھے۔ حملہ تو ہم پر ہی ہوا ہے۔ یہ اتفاق تھا کہ میں بوٹ کا تسمہ باندھنے کے لئے جھکا اور گولیاں میرے اوپر سے نکل گئیں ورنہ تو......" ـــــ صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں بھی بس اچانک ہی پارکنگ کے ستون کی اوٹ میں آگیا جب کہ عمران صاحب اس لئے بچ گئے کہ پہلا برسٹ براہِ راست ان پر پڑنے کی بجائے ان کے پیچھے آنے والے تین افراد کو چاٹ گیا ـــــ البتہ تنویر زد میں آگیا۔ اور اگر عمران صاحب فوراً اس مشین گن والے کو گولی نہ مار دیتے تو وہ ہمیں زندہ بچ کر نہ جانے دیتا" ـــــ کیپٹن شکیل نے تیز تیز لہجے میں کہا وہ ساتھ ساتھ رومال کی مدد سے پیچھے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر کے بازو پر پٹی بھی باندھتا جا رہا تھا تاکہ زیادہ خون کا اخراج نہ ہو جائے۔

"یہ ڈیتھ گروپ کی کارروائی ہے۔ اور وہ جولیا کو اپنے ہیڈ کوارٹر لے گئے ہیں" ـــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ ان کا ہیڈ کوارٹر" ـــــ صفدر اور

کیپٹن شکیل نے بیک آواز ہو کر پوچھا۔ جولیا کے اس طرح اغوا ہو جانے کی وجہ سے ان کے چہروں پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

" اسی کا تو پتہ کرنا ہے۔ کیپٹن شکیل تم کار کے پیچھے بھاگے تھے اس کا نمبر " ——— عمران نے مڑ کر کیپٹن شکیل سے پوچھا۔

" اس پر نمبر پلیٹ ہی نہیں تھی۔ اچانک آدمیوں کے درمیان میں آجانے سے کار نکل گئی۔ ورنہ شاید میں اسے جانے نہ دیتا۔ پھر میرے پاس اسلحہ بھی نہ تھا " ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

" عمران صاحب ——— تھرٹی سکس ریڈیو پر کیا ہے " ——— صفدر نے جلدی سے پوچھا۔

" جہاں تک میری معلومات ہیں وہاں ایک بار ہے الفریڈ بار۔ اس کے مالک الفریڈ کا تعلق ڈیتھ کرد سے ہے۔ اب وہی بتائے گا کہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے " ——— عمران نے زہر خند لہجے میں کہا۔ اور سب نے سر ہلا دیئے۔

تنویر گاڑی کی پشت سے سر ٹکائے خاموش بیٹھا تھا لیکن اس کا چہرہ بھی غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

" یہ لوگ جولیا کو کیوں اغوا کر کے لے گئے ہیں " ——— صفدر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

" اچار ڈالیں گے اس کا۔ اس میں کھٹاس زیادہ ہے " عمران نے ایسے لہجے میں کہا کہ صفدر بے اختیار سہم گیا۔

تھوڑی دیر بعد کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد تھرٹی سکس

ریڈیو پر پہنچ گئی۔ چونکہ عمران اپنی منزل بتا چکا تھا اس لئے صفدر نے الفریڈ بار ڈھونڈھنا شروع کر دیا ——— اور تھوڑی دیر بعد اُسے الفریڈ بار کا بورڈ ایک عمارت پر نظر آگیا۔ اس نے کار اس کے سامنے جا کر روک دی۔ وہاں اور کاریں بھی موجود تھیں۔

" کیپٹن شکیل ——— تم تنویر کو لے جا کر کسی ڈاکٹر سے اس کی مرہم پٹی کراؤ اور پھر سیدھے ہوٹل چلے جاؤ۔ میں اور صفدر باقی کارروائی کریں گے " ——— عمران نے کار سے اترتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا بار کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد صفدر بھی اس کے پیچھے پہنچ گیا۔

عمران بار میں داخل ہوتے ہی سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر پر ایک گنجے سر والا پہلوان نما آدمی کھڑا تھا۔ بار میں زیادہ رش نہ تھا۔ زیادہ تر میزیں خالی تھیں۔

" الفریڈ کہاں ہے " ——— عمران نے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے ہی سخت لہجے میں اس گنجے سے مخاطب ہو کر کہا۔

" باس کا پوچھ رہے ہو ——— کیوں کیا کام ہے تمہیں " گنجے نے غور سے عمران اور صفدر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" اُسے کہو کہ ڈیتھ کرد کا اہم پیغام ہے۔ سیکرٹ " عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" ڈیتھ کرد ——— اوہ ——— مگر تم تو ایشیائی ہو تمہارا ڈیتھ کرد سے کیا تعلق ہو سکتا ہے " ——— گنجے نے بری طرح چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"سنو ۔۔۔ وقت ضائع مت کرو۔ باس کے سخت ترین آرڈرز ہیں"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے"۔۔۔ گنجے نے کہا اور تیزی سے کاؤنٹر کے نچلے حصے میں پڑا ہوا انٹرکام اٹھا کر اوپر رکھا اور اس کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"باس ۔۔۔ دو ایشیائی آئے ہیں۔ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ ڈیتھ گروپ کا کوئی پیغام لے کر آئے ہیں"۔۔۔ گنجے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایشیائی اور ڈیتھ گروپ کا پیغام"۔۔۔ دوسری طرف سے چونکتے ہوئے پوچھا گیا۔

"یس باس ۔۔۔ میں نے بھی اسی لئے ان سے حیران ہو کر پوچھا تھا۔ لیکن وہ کہتے ہیں دیر مت کرو۔ باس کے سخت ترین آرڈرز ہیں"۔۔۔ گنجے نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ دونوں کو بھیج دو"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور گنجے نے رسیور رکھ دیا۔

"ساتھ والی راہداری میں چلے جاؤ۔ آخری کمرہ ہے باس کا"۔۔۔ گنجے نے راہداری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور عمران سر ہلاتا ہوا اس راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے تھا۔ عمران اس گنجے پر ہاتھ ڈالنے سے صرف اس لئے

رک گیا تھا کہ وہ فضول وقت ضائع نہ کرنا چاہتا تھا۔ اور ظاہر ہے اس گنجے سے الجھنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔

آخری کمرے کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر زور سے دستک دی۔

"یس۔ کم ان"۔۔۔ اندر سے وہی بھاری آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھل گیا۔ عمران اور صفدر دونوں اندر داخل ہوئے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ خود بخود ان کی پشت پر بند ہو گیا ۔۔۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس کے آخری کونے پر ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک بلڈاگ شکل والا بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔

"کون لوگ ہو تم"۔۔۔ اس بھاری جسم والے نے ان کو دیکھتے ہی سخت لہجے میں کہا۔ لیکن عمران کوئی جواب دیئے بغیر آگے بڑھتا گیا۔

"ڈیتھ گروپ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے الفریڈ"۔۔۔ عمران نے میز کے قریب پہنچ کر بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"مگر کیوں"۔۔۔ الفریڈ نے چونک کر جواب دیا۔

لیکن اسی لمحے عمران نے میز پر پڑا ہوا گلدان اٹھا کر پوری قوت سے الفریڈ کے منہ پر مارا اور الفریڈ چیختا ہوا کرسی سمیت پیچھے دیوار سے جا لگا ۔۔۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے بھاری وجود رکھنے کے باوجود الفریڈ کسی گیند کی طرح فضا میں اٹھتا ہوا سائیڈ کی دیوار

سے جا ٹکرایا ۔ لیکن اس بار وہ سنبھل گیا چنانچہ اس نے نیچے گرتے
ہوئے انتہائی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکال لیا تھا ۔ لیکن یہ
اس کی بدقسمتی تھی کہ عمران اس وقت انتہائی جارحانہ موڈ میں تھا ۔
چنانچہ عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھلا ۔۔۔۔ اور اس کی ایک لات
تو اٹھتے ہوئے الفریڈ کے اس ہاتھ پر پڑی جس میں ریوالور تھا اور
اور دوسرا پیر پوری قوت سے اس کے چہرے سے ٹکرایا ۔ اور
الفریڈ کے حلق سے پھنسی پھنسی سی چیخ نکلی ۔۔۔۔ الفریڈ کا چہرہ عمران
کے پیر اور دیوار کے درمیان کچلا گیا تھا ۔ عمران ضرب لگا کر قلابازی
کھا کر پلٹا اور الفریڈ ایک بار پھر چیختا ہوا فضا میں اچھلا اور دھڑام
سے فرش پر آگرا ۔۔۔۔ اس کے ہاتھ سے نکل کر دور گرنے والے
ریوالور کو صفدر نے جھپٹ کر اٹھا لیا ۔

اس بار الفریڈ اس بری طرح گرا تھا کہ کوشش کے باوجود وہ
فوری طور پر نہ اٹھ سکا اور عمران نے اچھل کر ایک پیر اس کی گردن
پر رکھا اور دوسرا اس کی ناف پر ۔

" خبردار ۔ اگر حرکت کی تو گردن کی ہڈی توڑ دوں گا " ۔۔۔۔ عمران
نے چیختے ہوئے کہا ۔

اور الفریڈ کا چہرہ جو عمران کے پیر کی ضرب کی وجہ سے پہلے ہی
کچلا گیا تھا اور زیادہ مسخ ہو گیا ۔ اس نے شاید عمران کی ٹانگ پر ضرب
لگانے کے لئے بازوؤں کو سمیٹنا چاہا ۔۔۔۔ لیکن گردن پر بے پناہ
دباؤ کی وجہ سے اس کے بازو خود بخود ڈھیلے ہو کر فرش پر کٹے ہوئے
شہتیروں کی طرح گر گئے ۔

" بولو ہیڈ کوارٹر کہاں ہے ۔۔۔۔ جلدی بولو ۔ ورنہ ...... "
عمران کا لہجہ اس قدر خونخوار ہو گیا کہ ایک سائیڈ پر کھڑا صفدر بھی
بے اختیار کانپنے لگا ۔

" ب ۔۔۔ ب ۔۔۔ بتاتا ہوں ۔ سکس ریونیو گلی نمبر ۲ ۔ ہاور
گیم ہاؤس کے نیچے " ۔۔۔۔ الفریڈ نے اس طرح رک رک کر جواب
دیا جیسے اسے سانس لینے میں شدید دشواری محسوس ہو رہی ہو ۔

" کیا نام ہے باس کا ۔ جلدی بتاؤ " ۔۔۔۔ عمران نے گردن پر
رکھے پیر کو ذرا سی حرکت دی تو الفریڈ اس بری طرح تڑپا جیسے اس
کی روح جسم سے باہر نکلنے کے لئے بری طرح پھڑک رہی ہو ۔

" ایڈورڈ ہاور " ۔۔۔۔ الفریڈ کے حلق سے ایسی آواز نکلی جیسے
انسان کے حلق سے موت کے آخری لمحات میں غرغراہٹ سی
نکلتی ہے ۔ اور دوسرے لمحے عمران نے پیر کو گردن پر رکھے رکھے
تیزی سے گھوما ۔۔۔۔ اور اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا ۔ الفریڈ چند
لمحوں تک تڑپتا رہا پھر ساکت ہو گیا ۔ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ
گئی تھی ۔

عمران تیزی سے میز کی طرف لپکا اور اس نے اس پر پڑے
ہوئے ڈائریکٹ ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر پہلے انکوائری کے نمبر
پریس کئے ۔

" یس انکوائری " ۔۔۔۔ دوسری طرف سے فوراً ہی پوچھا گیا ۔

" ایڈورڈ ہاور کا ذاتی نمبر دو " ۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے
کہا ۔

"اوہ ۔۔۔ یس۔ ڈبل تھری ڈبل فور ڈبل فائیو" ۔۔۔ دوسری طرف سے جلدی سے جواب دیا گیا۔

اور عمران نے کریڈل دبا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہارڈ گیم ہاؤس" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"ایڈورڈ ہارڈ سے بات کراؤ۔ میں چیف کمشنر انٹیلی جنس آرتھر بول رہا ہوں جلدی ملاؤ" ۔۔۔ عمران نے یک لخت بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ یس سر ۔۔۔ ایک منٹ ہولڈ کریں" ۔۔۔ دوسری طرف سے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ اور پھر ایک منٹ سے کچھ زیادہ وقت کے بعد ایک جھلائی ہوئی آواز رسیور میں ابھری۔

"یس ہارڈ سپیکنگ ۔۔۔ کیا بات ہے آرتھر کیوں ڈسٹرب کیا ہے۔ میں ایک اہم کام میں مصروف تھا" ۔۔۔ دوسری طرف سے بھاری اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور عمران سمجھ گیا کہ کارٹ لینڈ کا چیف کمشنر انٹیلی جنس آرتھر بھی ڈیتھ گروپ کا پے رولڈ ہے۔ اس نے تو صرف رعب کے لئے آرتھر کا نام لے دیا تھا ۔۔۔ اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ ڈیتھ گروپ اس حد تک پاور فل ہو گا۔ ویسے وہ آرتھر کو چونکہ اچھی طرح جانتا تھا اس لئے اس کا لہجہ اختیار کرنا اس کے لئے کوئی بڑی بات نہ تھی۔ جس کیس کے لئے وہ ٹیم لے کر کارٹ لینڈ کے بلاوے پر سرکاری طور پر آیا تھا۔ اس کیس میں آرتھر نے ہی اُسے اسسٹ کیا تھا۔

"اگر وہ اہم کام اس سوئس لڑکی سے متعلق ہے جسے تمہارے آدمی ہوٹل برگنزا سے اغوا کر کے لے آئے ہیں تو پھر سن لو میرے آنے تک کوئی گڑبڑ نہ کرنا ۔۔۔ معاملہ تمہاری سمجھ سے بھی بہت اونچا ہے" ۔۔۔ عمران نے اس بار آرتھر کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اس کی اطلاع کیسے ملی۔ کیسا معاملہ" ۔۔۔ اس بار ہارڈ نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"سنو ۔۔۔ تم نے اس لڑکی کے ساتھ کوئی زیادتی تو نہیں کی۔ پہلے یہ بتا دو" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ابھی کی تو نہیں لیکن اب کرنے والا ہوں۔ ابھی تو وہ لڑکی بیہوش ہے۔ لیکن مجھے تفصیل بتاؤ یہ کون لڑکی ہے۔ اور یہ کہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ہارڈ اپنا مارا ہوا شکار ضرور کھاتا ہے ۔۔۔ چاہے یہ کسی وائسرائے کی لڑکی ہی کیوں نہ ہو" ۔۔۔ ایڈورڈ ہارڈ نے تیز اور جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ مجھے معلوم ہے۔ لیکن اگر تم نے اس لڑکی کے ساتھ میرے آنے سے پہلے کوئی زیادتی کی تو پھر شاید اس دنیا میں کوئی آدمی بھی ڈیتھ گروپ کو نہ بچا سکے ۔۔۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ میرے آنے تک اُسے کچھ نہ کہو۔ سمجھ گئے" ۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یہ آج تم نئی بات کر رہے ہو۔ بہرحال آجاؤ۔ لیکن میں تمہیں زیادہ سے زیادہ دس منٹ دے سکتا ہوں۔ لڑکی بے حد خوبصورت ہے اس لئے اس سے زیادہ میں نہیں رک سکوں گا" ۔۔۔ ہارڈ نے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"چلو صفدر۔ جلدی واپس" ___ عمران نے رسیور کریڈل پر پٹختے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔ دروازہ لاک نہ تھا۔ اُسے شاید میز پر لگے ہوئے کسی بٹن سے صرف کھولا اور بند کیا جاتا تھا۔ لاک نہ کیا جا سکتا تھا ___ اس لئے عمران کے اُسے کھینچتے ہی وہ کھل گیا۔ وہ دونوں راہداری سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتے ہال میں آئے اور پھر کاؤنٹر کی طرف دیکھے بغیر وہ سیدھے بار کے مین گیٹ سے باہر نکل گئے۔

ایڈورڈ نے رسیور تو رکھ دیا لیکن اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ چیف کمشنر انٹیلی جنس آرتھر کے فون نے اُسے ذہنی طور پر الجھا دیا تھا۔ کہ لڑکی کا تعلق حکومت کی اعلیٰ سطح سے ہے ___ حالانکہ اس سے پہلے وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ یہ لڑکی کسی عام مجرم گروہ کی رکن ہو گی اور اس نے ڈیتھ پاور کی شہرت کو سیٹیں حاصل کرنے کے لئے اختیار کیا ہو گا ___ لیکن اس کے آدمی باٹی کی وہاں موت اور لڑکی کو لے آنے والوں کا بیان کہ لڑکی نے بے پناہ جدوجہد کی اور بڑی مشکل سے اُس کے سر پر پے در پے ضربات لگا کر اُسے بے ہوش کیا گیا ___ اور اس کے بعد چیف کمشنر کا فون یہ سب کچھ بتا رہا تھا کہ معاملہ اتنا سیدھا نہیں ہے جتنا وہ اب تک سمجھ رہا تھا۔

"کنیڈی" ___ ایڈورڈ نے ایک طرف کھڑے نوجوان سے

مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ـــــ نوجوان جس کا نام کنیڈی تھا بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اس لڑکی کو فوراً نمبر ٹو میں شفٹ کر دو۔ مجھے یہ کوئی خاص چکر لگ رہا ہے" ـــــ ایڈورڈ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــــ کنیڈی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے کے دروازے سے باہر نکل گیا۔

ایڈورڈ نے لڑکی کو دیکھا تھا اور لڑکی کو دیکھتے ہی اس کی عیاشانہ طبیعت بے اختیار بھڑک اٹھی تھی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی اقدام کرتا چیف کمشنر کا فون آ گیا ـــــ اور اسے یہ فون سننے کے لئے واپس دفتر میں آنا پڑا۔ بہرحال اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جب تک اصل چکر کا پتہ نہیں چلتا وہ لڑکی کو واپس نہیں کرے گا۔ اس لئے اس نے لڑکی کو ایک اور خفیہ اڈے پر بھیجنے کا حکم دے دیا تھا ـــــ اب اسے آرتھر کا انتظار تھا۔ ابھی اسے آرتھر کا فون سنے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ ایڈورڈ چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ ایڈورڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس الفریڈ بار سے کاؤنٹر مین وکی کا فون ہے وہ آپ کو کوئی اہم اطلاع دینا چاہتا ہے" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والی لڑکی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کنکٹ کرو" ـــــ ایڈورڈ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہیلو چیف باس ـــــ میں وکی بول رہا ہوں الفریڈ بار سے"

چند لمحوں بعد ایک گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ـــــ کیا بات ہے۔ کیوں فون کیا ہے۔ الفریڈ نے کیوں فون نہیں کیا" ـــــ ایڈورڈ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"باس۔ الفریڈ کو قتل کر دیا گیا ہے" ـــــ وکی نے کہا۔

"الفریڈ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ کب۔ کس نے یہ جرأت کی ہے کہ وہ میرے ساتھی کو قتل کرے" ـــــ ایڈورڈ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"باس یہی بات بتانے کے لئے تو میں نے فون کیا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے دو ایشیائی کاؤنٹر پر پہنچے۔ انہوں نے کہا کہ ان کا تعلق ڈیتھ کر ڈیپ سے ہے ـــــ اور وہ الفریڈ کے نام آپ کا اہم پیغام لے کر آئے ہیں۔ میں نے باس الفریڈ سے بات کی تو انہوں نے دفتر میں بلا لیا۔ وہاں تھوڑی دیر یہ دونوں رہے اور پھر نکل کر انتہائی تیزی سے بار سے چلے گئے جس پر مجھے حیرت ہوئی ـــــ میں نے باس کو کال کیا۔ لیکن کوئی جواب نہ ملنے پر میں دفتر گیا تو باس کو قتل کر دیا گیا تھا۔ ان کا چہرہ کچلا ہوا تھا۔ گردن کی ہڈی ٹوٹ چلی تھی اور لاش فرش پر پڑی ہوئی تھی ـــــ ہیڈ کوارٹر کے آرڈرز کے مطابق چونکہ باس کے دفتر میں خفیہ ٹیپ لگایا گیا ہے۔ اور فون کال چیکنگ سسٹم بھی ہے۔ چنانچہ میں نے فوری چیک کیا تو پتہ چلا کہ ان دونوں ایشیائیوں نے باس کے پاس جاتے ہی ڈیتھ کر ڈیپ کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ پوچھا ـــــ باس پر تشدد کیا۔ باس نے بتا دیا جس کے بعد

باس کی گردن کی ہڈی توڑ دی گئی اور اہم ترین بات جو فون کال چیک کرنے پر سامنے آئی کہ اسی وقت باس کے دفتر کے فون سے پہلے انکوائری کو فون کر کے آپ کا ذاتی نمبر پوچھا گیا ـــــ اس کے بعد دوبارہ اس نمبر پر آپ سے بات کی گئی بات کرنے والا چیف کمشنر انٹیلی جنس آرتھر تھا۔ حالانکہ کمرے میں وہ دونوں ایشیائی تھے ـــــ چیف کمشنر وہاں موجود ہی نہ تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان ایشیائیوں میں سے ایک نے باس کے دفتر سے آرتھر کے لہجے اور اس کے نام پر آپ سے بات کی اور اس کے بعد وہ نکل کر چلے گئے" ـــــ ڈکی نے پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا تم نشے میں ہو" ایڈورڈ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ ڈکی کی بات واضح طور پر اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں باس۔ ٹیپ موجود ہے۔ میں ہیڈ کوارٹر بھجوا دیتا ہوں" ـــــ ڈکی نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ تم نے ان ایشیائیوں کو دیکھا ہے ان کو شہر میں تلاش کر کے ہیڈ کوارٹر رپورٹ کرو" ـــــ ایڈورڈ نے کہا۔ اور پھر تیزی سے رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

اسی لمحے کینیڈی اندر داخل ہوا۔

"باس ـــــ حکم کی تعمیل ہو چکی ہے۔ لڑکی نمبر ٹو میں پہنچ چکی ہے" کینیڈی نے کہا۔

"سنو ـــــ میں خود نمبر ٹو میں جا رہا ہوں۔ دو ایشیائیوں نے

جو یقیناً اس لڑکی کے ساتھی ہیں۔ الفریڈ بار پہنچ کر الفریڈ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اور اس سے ہیڈ کوارٹر کا پتہ معلوم کیا ہے۔ تم ہیڈ کوارٹر کے ہر آدمی کو چوکنا کر دو ـــــ وہ ایشیائی یقیناً ادھر آئیں گے۔ تو انہیں بلیک روم میں پہنچا دینا۔ اور اگر آرتھر خود آئے بھی۔ آرتھر جانتے ہو چیف کمشنر انٹیلی جنس کی بات کر رہا ہوں۔ زیرو روم پہنچا کر پہلے مجھے اطلاع دینا ـــــ کسی بھی صورت میں پہلے مجھ سے فون پر بات کی جائے۔ اور کسی کو نہ بتایا جائے کہ میں نمبر ٹو میں ہوں"

ایڈورڈ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ اور کینیڈی کے سر ہلاتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے کمرے سے نکلا اور پھر راہداری میں سے ہوتا ہوا وہ ایک لفٹ کے ذریعے ایک بڑی سی سرنگ میں پہنچ گیا۔ جہاں نیلے رنگ کی کار موجود تھی ـــــ نمبر ٹو۔ اس سرنگ کے اختتام پر ایک علیحدہ کوٹھی تھی۔ جس کا بظاہر ہیڈ کوارٹر سے کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ اب فوراً اس لڑکی کو ہوش میں لا کر اس سے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا ـــــ کیونکہ ڈکی کے فون کے بعد صورت حال بہت زیادہ پیچیدہ ہو گئی تھی۔ اس ایشیائی کے آرتھر کے لہجے میں بات کرنے سے ظاہر تھا کہ یہ لوگ وہ نہیں ہیں جو ایڈورڈ انہیں سمجھ رہا تھا۔

کار چلاتے ہوئے یہی بات سوچتا ہوا ایڈورڈ نمبر ٹو میں پہنچ گیا۔ جیسے ہی اس نے کار نمبر ٹو کے پورچ میں روکی۔ برآمدے میں موجود دو مسلح افراد فوراً ہی چوکنا ہو گئے۔

"وہ لڑکی کہاں ہے" ـــــ ایڈورڈ نے کار سے باہر نکلتے ہی پوچھا۔

"زیرو روم میں باس"۔۔۔۔ ایک نے آگے بڑھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم جانسن میرے ساتھ آؤ۔ اور ڈاکر تم یہیں ٹھہرو گے"

ایڈورڈ نے جواب دینے والے سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اندرونی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ جانسن اس کے پیچھے تھا۔

زیرو روم کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو سامنے ہی ایک چوڑی بنچ پر وہ سوئس لڑکی بے ہوش پڑی تھی۔ اس کے سر پر خون جمنے کے آثار موجود تھے۔۔۔ یہ خون ان چوٹوں کی وجہ سے نکلا تھا جو اُسے بے ہوش کرنے کی غرض سے اس کے سر پر رسید کی گئی تھیں۔

"اس کو ہوش میں لے آؤ۔ پانی ڈالو اس کے منہ پر"

ایڈورڈ نے غور سے لڑکی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔۔۔ جانسن نے جواب دیا اور مشین گن کاندھے سے لٹکا کر وہ ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ وہاں سے پانی لا سکے۔ جانسن جب پانی کا جگ لے کر باتھ روم سے واپس آیا تو اس سے پہلے کہ وہ پانی لڑکی پر ڈالتا۔ ایڈورڈ نے اُسے روک دیا۔

"ٹھہرو۔۔۔ پہلے اس کے ہاتھ اور پیر رسیوں سے باندھ دو۔ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ لڑکی خاصی جاندار اور خطرناک ہے۔ اور میں نے اس سے بہت کچھ پوچھنا ہے"۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا۔

"یس باس"۔۔۔ جانسن نے کہا اور پانی کا جگ وہیں فرش پر رکھ کر وہ کمرے کی ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری

میں سے رسی اٹھائی اور واپس آ کر اس نے بے ہوش لڑکی کو الٹا کر کے اس کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ دیئے۔۔۔ اور پھر اُسی رسی سے اس نے اس کے دونوں پیر باندھے اور پھر اُسے سیدھا کر دیا۔

"ہاں اب اس پر پانی ڈالو"۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا۔

اور جانسن نے جگ اٹھا کر جگ میں موجود تمام پانی لڑکی کے چہرے اور سر پر انڈیل دیا۔ لڑکی کے جسم میں بے اختیار جھرجھری سی پیدا ہوئی۔۔۔ اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ چند لمحے تو وہ آنکھیں کھولے ساکت پڑی رہی۔ پھر اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن ہاتھ اور پیر بندھے ہونے کی وجہ سے وہ پوری طرح اٹھ کر نہ بیٹھ سکی بلکہ دوبارہ بنچ پر گر گئی۔

"اس کا لباس پھاڑ دو جانسن۔ اس کا بدن خوب صورت ہے اور خوب صورت بدن کو لباس سے چھپا دینا بدذوقی ہے"۔۔۔ ایڈورڈ نے بڑے پرسکون لہجے میں کہا۔

اور جانسن سر ہلاتا ہوا لڑکی کی طرف بڑھا۔

"ٹھہرو۔۔۔ کون ہو تم"۔۔۔ لڑکی نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"بتلاتے ہیں۔ پہلے تمہارے جسم کی رعنائیاں تو سامنے آئیں" ایڈورڈ نے شیطانی انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے جانسن نے ہاتھ اس کے گریبان کی طرف بڑھایا تاکہ جھٹکے سے اس کے اسکرٹ کو پھاڑ سکے۔۔۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر

سائیڈ میں گرا اور اس کے ساتھ ہی لڑکی بھی پشت کے بل بنچ سے نیچے
آگری۔ اس کے ہاتھ بڑھاتے ہی یک لخت لڑکی نے اپنے
نچلے جسم کو قوس کی صورت میں حرکت دی ___ اور اس کی بندھی
ہوئی ٹانگیں پوری قوت سے جانسن کی سائیڈ پر لگیں اور جانسن اچھل
کر سائیڈ کے بل فرش پر گرا۔ لڑکی بھی اس طرح اچھلنے کی وجہ سے
نیچے آگری تھی۔

"واہ ___ بہت خوب ___ واقعی تم خاصی جاندار ہو"
ایڈورڈ نے بے اختیار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا
جیسے اُسے لڑکی کی یہ حرکت پسند آئی ہو۔

لڑکی نیچے گرتے ہی ایک بار پھر اچھلی۔ اور دوسرے لمحے ایڈورڈ
کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹتا گیا۔ لڑکی نے حیرت انگیز
انداز میں پیروں پر اچھل کر چھلانگ لگائی تھی ___ اور جس طرح کوئی
پرندہ فضا میں اڑتا ہے۔ اس طرح اس نے اچھل کر ایڈورڈ کے سینے
پر سر کی ٹکر ماری۔ اور ایڈورڈ کے چیخ مار کر پیچھے ہٹتے ہی وہ نیچے گرتی
ہوئی یک لخت کروٹ بدل گئی ___ لیکن اسی لمحے جانسن اچھل کر
اس پر آگرا۔ اور اس نے اپنے جسم کا پورا بوجھ لڑکی پر ڈال کر اُسے
بے بس کر دیا۔

"اسے اٹھا کر بنچ پر ڈالو۔ اب میں پہلے اس کے جسم کو روندوں
گا پھر اس سے بات کروں گا" ___ ایڈورڈ نے غصے سے چیختے
ہوئے کہا۔

اور اس کا حکم سنتے ہی جانسن جیسے ہی اٹھنے لگا وہ بری طرح چیختا

ہوا الٹ کر لڑکی کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا فرش پر جا گرا۔ اس
کے دباؤ کے ڈھیلے ہوتے ہی لڑکی نے یک لخت گھٹنے سکیڑ کر اس
کی ناف پر پوری قوت سے ضرب لگا کر اُسے اپنے سر پر سے اچھال
دیا تھا ___ اور جانسن کے اس طرح گرتے ہی وہ لڑکی ایک بار پھر
اچھل کر کھڑی ہونے لگی ہی تھی کہ ایڈورڈ نے بڑھ کر پوری قوت سے
اس کے پہلو پر لات ماری اور لڑکی کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ فرش
پر گر کر تڑپنے لگی ___ ایڈورڈ پر تو جیسے وحشت کا دورہ سا پڑ گیا۔
اس نے اچھل اچھل کر اس کی پسلیوں پر بھرپور ٹھوکریں مارنی شروع کر
دیں اور چند لمحوں بعد اس نے جب اپنے آپ کو بمشکل روکا تو لڑکی کا
جسم ایک بار پھر ساکت ہو چکا تھا ___ وہ پسلیوں پر مسلسل اور شدید
ضربیں کھانے کی وجہ سے بے ہوش ہو چکی تھی۔

"یہ تو بندھی ہونے کے باوجود اس قدر خطرناک ہے۔ تو کھلی ہونے
پر کیا اودھم مچائے گی۔ ایسا کرو اسے ستون سے اچھی طرح باندھ دو"
ایڈورڈ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

اور جانسن نے اٹھ کر لڑکی کو اٹھایا اور اُسے ستون کے ساتھ
لا کر پہلے اس کی رسیاں کھولیں اور پھر اُسے ستون کے ساتھ کھڑا
کر کے وہی رسی اس نے اس کے جسم اور ستون کے گرد لپیٹ کر
اچھی طرح باندھ دی ___ اب لڑکی کے ہاتھ اور پیر تو آزاد تھے لیکن
جسم پوری طرح ستون سے بندھ گیا تھا۔ شاید کمرے میں دوسری
رسی نہ تھی۔ اس لئے اُسے مجبوراً ایسا کرنا پڑا تھا۔ ایڈورڈ خاموش کھڑا
یہ سب کچھ ہوتے دیکھ رہا تھا ___ اس لڑکی نے بندھے ہونے کے

باوجود جس انداز میں جدوجہد کی تھی۔ اس نے اُسے سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ وہ کسی خاص چکر میں اپنے آپ کو الجھا بیٹھا ہے۔ آج تک اس نے سینکڑوں افراد کے ساتھ لڑائیاں لڑی تھیں ــــ پورے کارٹ لینڈ میں اس کے مقابلے میں لڑنے والا کوئی نہ تھا۔ لیکن اس لڑکی کا انداز کچھ ایسا انوکھا تھا کہ اُس کے لاشعور میں بار بار یہ خیال ابھر رہا تھا کہ یہ لڑکی عام لڑکی تو ایک طرف عام مجرم بھی نہیں ہے۔ اس قسم کا انداز صرف سپیشل قسم کے سیکرٹ ایجنٹوں کا ہی ہو سکتا ہے ــــ لیکن کسی سیکرٹ ایجنٹ کا ڈیتھ گروپ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

"اب اسے تھپڑ مار مار کر ہوش میں لے آؤ" ــــ ایڈورڈ نے چند لمحے سوچنے کے بعد جانسن سے کہا۔ جو اب ایک طرف خاموش کھڑا تھا۔ اس نے اب فیصلہ کر لیا تھا کہ اسے روندنے سے پہلے وہ اس کی حقیقت اگلوائے گا۔

"یس باس" ــــ جانسن نے کہا اور آگے بڑھ کر زور سے لڑکی کے چہرے پر تھپڑ مارا۔ اور پھر اس نے جیسے لڑکی کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ اس کے مارنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ صرف اُسے ہوش میں ہی نہیں لے آنا چاہتا بلکہ ان تھپڑوں کے ذریعے وہ اپنی انتقامی حس بھی ساتھ ہی پوری کر رہا ہے۔

لڑکی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے لبوں سے خون کی پتلی سی لکیر بہہ کر گردن تک چلی گئی تھی۔ شاید زوردار تھپڑوں کی وجہ سے اس کا گال اندر سے پھٹ گیا تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا لڑکی" ــــ ایڈورڈ نے ہاتھ کا اشارہ کر کے جانسن کو مزید تھپڑ مارنے سے روکتے ہوئے لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا نام جولیانا فٹز واٹر ہے۔ اور سن لو اب اگر تم نے اپنے ناپاک ہاتھ میرے جسم کی طرف بڑھائے تو تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دیا جائے گا" ــــ لڑکی نے بڑے خونخوار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جولیا ــــ گڈ ــــ اچھا نام ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ ہوٹل برگنزا میں سپیشل شو کی سیٹیں حاصل کرنے کے لئے کس نے ڈیتھ گروپ کا نام استعمال کیا تھا۔ تم نے یا تمہارے ان ایشیائی ساتھیوں نے" ایڈورڈ نے دو قدم آگے بڑھاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا تعلق ڈیتھ گروپ سے ہے" ــــ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ میں ڈیتھ گروپ کا چیف ایڈورڈ ہارڈ ہوں۔ اور میرے گروپ کا نام استعمال کرنے کے جرم میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو عبرت ناک سزا دی جا سکتی ہے" ــــ ایڈورڈ نے بھیڑیئے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہارے گروپ کا نام لے کر ہم نے سیٹیں حاصل بھی کر لیں اور شو دیکھ لیا تو اس میں کون سی قیامت آ گئی" ــــ جولیانا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"قیامت تو آ گئی ہے۔ کم از کم تم جیسی خوب صورت حسینہ میرے

قدموں میں آ پہنچی ہے۔ تمہارے خوب صورت جسم کے ساتھ ساتھ تمہاری دلیری مجھے بے حد پسند آئی ہے ۔۔۔ مجھے ایسی عورتیں پسند نہیں ہیں جو میرے سامنے پہنچتے ہی بھیگی بلیاں بن جاتی ہیں ۔ مجھے تو تم جیسی عورت پسند ہے جو کٹکھنی بلی کی طرح جدوجہد کرتی ہے ۔ غراتی ہے پنجے مارتی ہے "۔۔۔ ایڈورڈ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

" سنو ایڈورڈ صاحب ۔۔۔ اب بھی وقت ہے کہ تم مجھے آزاد کر دو ۔ اور خود کو بھی اور اپنے اس گروپ کو بھی بچا لو ۔ ہمیں تم جیسے کمہ حیثیت کے مجرموں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے ۔ تم جیسے لوگ تو ہمارے سامنے تنکوں سے بھی حقیر ہوتے ہیں ۔۔۔ تھرڈ ریٹ بدمعاش ۔ اور ہماری تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے ۔ اس لئے اب بھی وقت ہے ۔ لیکن اگر تم نے وقت ضائع کر دیا تو پھر تم اور تمہارا گروپ حقیر چیونٹیوں کی طرح مسل کر رکھ دیا جائے گا "۔۔۔ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

" واہ ۔۔۔ اس کو دلیری کہتے ہیں ۔ تم شاید دنیا میں واحد انسان ہو جو ڈیتھ گروپ کو حقیر کہہ کر بھی دوسرا سانس لے رہی ہو ۔ ورنہ زبان سے لفظ بعد میں ادا ہوتے ہیں اور زبان پہلے کاٹ دی جاتی ہے ۔۔۔ تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم کوئی عام عورت نہیں ہو ۔ بلکہ شاید سیکرٹ ایجنٹ ٹائپ کی کوئی چیز ہو ۔ اگر ایسا بھی ہے تب بھی تمہیں ڈیتھ گروپ کے متعلق شدید غلط فہمی ہے ۔ ڈیتھ گروپ عام مجرموں کا ٹولہ نہیں ہے بین الاقوامی حیثیت کی تنظیم ہے جس کی

جڑیں بہت سے ملکوں میں پھیلی ہوئی ہیں اور ہمارے اشارے پر ملکوں کی قسمتیں بدل جاتی ہیں ۔ تمہارا تعلق کس ملک سے ہے "
ایڈورڈ نے بڑے فاخرانہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

" ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے "۔۔۔ جولیا نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پاکیشیا سے ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ تو یہ تم تھے جنہوں نے تھرڈ آرمی کا خاتمہ کیا ہے ۔ اوہ ویری گڈ چانس ۔۔۔ میں تو خود تمہاری تلاش میں تھا "۔۔۔ ایڈورڈ نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" تمہارا تھرڈ آرمی سے کیا تعلق ہے وہ تو اسرائیلی گروپ تھا ۔ جو کارٹ لینڈ کی حکومت کا تختہ الٹنا چاہتا تھا ۔ کیونکہ کارٹ لینڈ نے پاکیشیا کو ایٹم کی جدید ترین ٹیکنالوجی منتقل کرنے کا معاہدہ کیا تھا "۔۔۔ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے ۔ بالکل ایسا ہی تھا ۔ لیکن تھرڈ آرمی کا چیف میرا دوست تھا ۔ اس کی امانت میرے پاس موجود ہے ۔ اور میں نے وہ امانت نہ صرف اسرائیل پہنچانی ہے بلکہ اپنے دوست کا انتقام بھی لینا ہے ۔۔۔ کاش وہ مجھے اصل حالات بتا دیتا تو شاید میں اسے اتنی آسانی سے نہ مرنے دیتا ۔ اس نے مجھے تمہارے متعلق تمام تفصیل بتا دی تھی ۔ مجھے یقین ہے جب میں تمہاری لاشوں سمیت وہ امانت اسرائیل کے حوالے کروں گا تو وہ مجھے منہ مانگا معاوضہ دیں گے ۔۔۔ مجھے آرتھر کے ذریعے معلوم ہو گیا تھا کہ تم نے کارٹ لینڈ

سے واپس جانے کے لئے کل کی فلائٹ میں ٹکٹیں بک کرائی ہیں اور میں نے اس جہاز کو ہی اڑانے کا تمام بندوبست کر لیا تھا — مجھے معلوم نہ تھا کہ تم اس طرح میرے ہتھے چڑھ جاؤ گے۔ ویری گڈ" — ایڈورڈ نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

" وہ تھرڈ آرمی کا چیف واقعی احمق تھا جس نے وہ امانت تم جیسے تھرڈ ریٹ بدمعاش کے حوالے کر دی تھی" — جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ابھی تمہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ ڈیتھ گروپ کیا ہے۔ جانسن" ایڈورڈ نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور آخر میں وہ جانسن سے مخاطب ہو گیا۔

" یس باس" — جانسن نے جواب دیا۔

" تم مشین گن لے کر ایک کونے میں کھڑے ہو جاؤ۔ میں اب اس کھٹکنی بلی کو روند کر اپنے مشن کا آغاز کرنے والا ہوں۔ اگر یہ زیادہ آنکھ مچولی کرنے لگی تو میں تمہیں حکم دوں گا تم اسے گولیوں سے بھون ڈالنا" — ایڈورڈ نے یک لخت تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس" — جانسن نے کہا اور پیچھے ہٹتا ہوا دیوار کے ساتھ جا کر لگ کر کھڑا ہو گیا۔

ایڈورڈ بڑے فاتحانہ انداز میں جولیا کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ بالکل اس کے سامنے جا کر رک گیا۔ اس کی تیز اور پرہوس نظریں جولیا پر جمی ہوئی تھیں۔

" خوب صورت — بے حد خوب صورت — تم جیسی لڑکیوں کا

تو کسی کی بیوی ہونا چاہیئے۔ یہ سیکرٹ ایجنٹی تمہارا کام نہیں ہے" ایڈورڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ہاتھ آگے بڑھایا مگر دوسرے لمحے وہ اوہ کی آواز نکالتا ہوا پیچھے ہٹتا گیا۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے شدید تکلیف کے آثار نمایاں ہوئے — کیونکہ جولیا نے یک لخت اپنی جوتی کی باریک ٹو اس کی پنڈلی پر مار دی تھی۔ رسیاں چونکہ گھٹنوں سے اوپر تک بندھی ہوئی تھیں اس لئے وہ ٹانگ چلانے میں آزاد تھی۔

" تمہاری یہ جرات" — ایڈورڈ نے یک لخت چیختے ہوئے کہا اور پھر جیسے اس پر وحشت کا دورہ سا پڑ گیا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے جولیا کے قریب پہنچا اور اس نے جولیا کی گردن پر دونوں ہاتھ رکھ کر زور سے دبانا شروع کر دیا — جولیا ایک لمحے تک تو اس سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتی رہی۔ لیکن پھر یک لخت اس کی گردن ڈھلک گئی۔

" ارے یا تو اتنی بہادری تھی یا پھر اتنی کمزوری — عورت آخر عورت ہی ہے" — ایڈورڈ نے فاتحانہ انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے جلدی سے رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔ جیسے جیسے رسیاں کھلتی جا رہی تھیں جولیا کا جسم ڈھیلا ہو کر نیچے کو گرتا جا رہا تھا — جب ایڈورڈ نے آخری رسی کھولی تو جولیا ریت کی خالی ہوتی بوری کی طرح فرش پر ڈھیر ہو گئی۔

" ہا — ہا — ہا — اب ایڈورڈ کو کون روک سکتا ہے" ایڈورڈ نے تیزی سے جھک کر جولیا کے گریبان کی طرف ہاتھ بڑھایا

اور دوسرا لمحہ اس پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑا۔ جولیا یک لخت بجلی کے جھماکے سے بھی زیادہ تیزی سے تڑپی اور اس پر جھکا ہوا ایڈورڈ اس کی دونوں ٹانگوں پر اٹھتا ہوا فضا میں بلند ہوا ــــــ اور ایک زوردار دھماکے سے دیوار کے ساتھ کھڑے جانسن سے جا ٹکرایا۔ اور جولیا قلابازی کھاتی ہوئی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ لیکن ایڈورڈ واقعی لڑنا جانتا تھا ــــــ جانسن سے ٹکرا کر وہ جیسے ہی نیچے گرا دوسرے لمحے وہ بالکل اسی طرح قلابازیاں کھاتا ہوا اچھل کر کھڑی ہوتی جولیا کے سامنے آکھڑا ہوا جیسے گیند دیوار سے ٹکرا کر واپس آتی ہے۔ اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"تمہاری موت میرے ہاتھوں لکھی ہے کمینے" ــــــ جولیا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اور اس نے یک لخت اچھل کر ایڈورڈ پر چھلانگ لگائی۔ ایڈورڈ بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹا۔ لیکن شاید جولیا کے اصل ارادے کا اندازہ ہی نہ لگا سکا تھا ــــــ اس نے یہی سمجھا تھا کہ جولیا اس پر حملہ کر رہی ہے۔ حالانکہ جولیا کا اصل ٹارگٹ جانسن اور اس کی مشین گن تھی۔ وہ اس کی سائیڈ سے اڑتی ہوئی سیدھی جانسن سے آٹکرائی ــــــ اور دوسرے لمحے جانسن نہ صرف چیختا ہوا ایک طرف جا گرا بلکہ اس کے ہاتھ میں موجود مشین گن بھی جولیا کے ہاتھ میں پہنچ چکی تھی۔ جانسن نے گرتے ہی دوبارہ اچھل کر جولیا پر حملہ کرنا چاہا لیکن جولیا نے اس پر فائر کھول دیا ــــــ اور جانسن گولیوں کی بوچھاڑ کی زد میں آگیا لیکن جولیا کو بھی اس چوک کی بھاری قیمت اٹھانی پڑی۔ اسے چاہیے تھا کہ وہ پہلے ایڈورڈ پر فائر کرتی۔

چنانچہ اس سے پہلے کہ وہ گن کا رخ ایڈورڈ کی طرف پھیرتی۔ ایڈورڈ اچھل کر اس پر آگرا۔ اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے فرش پر لڑھکتے چلے گئے ــــــ جیسے ہی جولیا سنبھلی اس نے ایڈورڈ کو ایک طرف اچھالنے کی کوشش کی لیکن ایڈورڈ یک لخت بُری طرح اچھلا اور اس نے دونوں گھٹنے پوری قوت سے جولیا کے اپنے نیچے آجانے والے بازو پر مارے ــــــ اور جولیا کے حلق سے چیخ سی نکل گئی۔ اس کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ ایڈورڈ نے ایک بار پھر اچھلنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے جولیا کی دونوں ٹانگیں سمٹیں اور ایڈورڈ چیختا ہوا سائیڈ کے بل نیچے گرا ــــــ اور جولیا نے دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن کو گھما کر اس کے سر پر پوری قوت سے مار دیا ایڈورڈ کے حلق سے چیخ نکلی۔ لیکن وہ وحشیانہ انداز میں جولیا پر جھپٹا اور دوسرے لمحے جولیا اس کے دونوں ہاتھوں پر اٹھتی ہوئی فضا میں بلند ہو کر قوس کی صورت میں سامنے والی دیوار کی طرف بڑھی۔ وہ جس جگہ گر رہی تھی وہاں اس کمرے کا اکلوتا دروازہ تھا ــــــ مشین گن جولیا کے ہاتھ سے نکل چکی تھی ایڈورڈ نے جولیا کو اچھلتے ہی اٹھ کر مشین گن کی طرف دوڑ لگا دی۔

اور شاید یہ جولیا کی خوش قسمتی تھی کہ جیسے ہی وہ اڑتی ہوئی دروازے پر گری اسی لمحے دروازہ کھلا اور جولیا دروازے میں نمودار ہونے والے ایک آدمی سے ٹکرا کر اسے لیتی ہوئی باہر جا گری ــــــ اس آدمی کے حلق سے چیخ سی نکلی۔ لیکن اب کم از کم جولیا اتنا تو جانتی تھی کہ ایڈورڈ اس دوران مشین گن اٹھا چکا ہو گا۔ اس لئے نیچے گرتے ہی

وہ ایک بار پھر اچھلی اور دوسرے لمحے اس نے سامنے والی راہداری میں دوڑ لگا دی۔ راہداری خاصی لمبی تھی ـــــ ابھی جولیا آدھے راستے تک ہی پہنچی تھی کہ ایڈورڈ مشین گن سمیت دروازے میں نمودار ہوا۔ لیکن اسی لمحے جولیا سے ٹکرا کر گرنے والا آدمی بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اور چونکہ وہ بالکل دروازے کے سامنے گرا تھا ـــــ اس لئے جیسے ہی وہ اٹھا دروازے سے دوڑ کر نکلنے والا ایڈورڈ اس سے ٹکرا گیا اور وہ دونوں ٹکرا کر نیچے گرے۔ اتنی دیر میں جولیا راہداری کراس کر کے ایک برآمدے میں پہنچ گئی ـــــ برآمدے کے سامنے پورچ میں نیلے رنگ کی کار کھڑی تھی۔ اور اس کے بعد ایک چھوٹا سا لان اور پھر کوٹھی کی چار دیواری تھی۔ جولیا کا ایک بازو بے جان ہو کر جھول رہا تھا۔ لیکن جولیا بے تحاشا دوڑتی ہوئی لان کراس کر کے چار دیواری کے قریب پہنچی ـــــ اور دوسرے لمحے اس کے پیروں نے زمین چھوڑ دی اور وہ جیسے فضا میں اڑتی ہوئی چھوٹی دیوار کے اوپر سے ہو کر دوسری طرف سڑک پر جا گری اسی لمحے اندر سے فائرنگ کی تیز آوازیں ابھریں لیکن جولیا اب محفوظ ہو چکی تھی ـــــ نیچے گرتے ہوئے جولیا نے پیراٹروپنگ انداز میں قلا بازی کھائی۔ اس طرح وہ سڑک پر پہلو یا پشت کے بل گرنے سے نہ صرف بچ گئی بلکہ اس کے قدم بھی زمین پر جم گئے ـــــ یہ کوٹھیوں کی درمیانی سڑک تھی۔ اور اس وقت وہاں ٹریفک موجود نہ تھا۔ جولیا سیدھی کھڑی ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی دائیں طرف بڑھی۔ اسے معلوم تھا کہ وہ لوگ ابھی سڑک پر پہنچ جائیں گے ـــــ اس لئے دوسری کوٹھی کی حدود شروع

ہوتے ہی اس کا جسم ایک بار پھر فضا میں بلند ہوا اور اس کا ہاتھ ایک لمحے کے لئے دوسری کوٹھی کی چھوٹی دیوار پر جما اور دوسرے لمحے جولیا اس کوٹھی کے اندر لان میں کھڑی ہوئی تھی ـــــ یہ چھوٹی سی کوٹھی تھی۔ جس کے پورچ میں سرخ رنگ کی ایک سپورٹس کار کھڑی تھی۔ جولیا دیوار کے ساتھ چمٹ کر نیچے ہو کر بیٹھ گئی۔ دیوار اور لان کے درمیان توت کے اونچے اونچے پودوں کی باڑ سی بنی ہوئی تھی۔ جولیا اس باڑ کی وجہ سے کوٹھی کے اندر موجود افراد کی نظروں سے بھی بچی ہوئی تھی۔

اسی لمحے اسے باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور پھر اس کوٹھی کا پھاٹک ایک دھماکے سے کھلا۔ اور ایڈورڈ مشین گن اٹھائے اندر داخل ہوا ـــــ جولیا چونکہ کونے میں تھی۔ اس لئے وہ پھاٹک کا پٹ سامنے آ جانے کی وجہ سے فوری طور پر ایڈورڈ کی نظروں میں نہ آئی تھی۔

شاید پھاٹک کے دھماکے سے کھلنے کی آواز سن کر ایک عورت کوٹھی کے برآمدے میں نمودار ہوئی۔ ایڈورڈ کو مشین گن اٹھائے دیکھ کر اس کے حلق سے چیخ سی نکلی۔

"خبردار۔ بھون دوں گا۔ صرف یہ بتا دو کہ وہ عورت جو ابھی اس کوٹھی میں کودی ہے کہاں ہے" ـــــ ایڈورڈ نے بجلی کی سی تیزی سے اس عورت کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"عورت ـــــ مم ـــــ مم ـــــ مجھے نہیں معلوم۔ میں تو کچن میں تھی" اس عورت نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو۔ میرا تعلق ڈیتھ گروپ سے ہے۔ سمجھیں۔ میں تمہارے پورے گھر کو بم سے اڑا دوں گا۔ بتاؤ اُسے تم نے کہاں چھپا رکھا ہے" ——— ایڈورڈ نے اس کے سر پر پہنچتے ہوئے بُری طرح چیخ کر کہا۔

"م ——— م ——— میں سچ کہہ رہی ہوں۔ مجھے نہیں معلوم۔ میں اکیلی ہوں" ——— عورت نے انتہائی خوف زدہ لہجے میں کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی وہ چیختی ہوئی برآمدے کے فرش پر گر پڑی۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔ میں نے اُسے خود اس کوٹھی میں کودتے ہوئے دیکھا ہے" ——— ایڈورڈ نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس عورت کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا اندر گھس گیا۔

جولیا اس کے نظروں سے ہٹتے ہی تیزی سے پنجوں کے بل بھاگتی ہوئی باڑ کی آڑ لے کر پھاٹک تک پہنچی۔ اور دوسرے لمحے وہ پھاٹک کے سائیڈ سے نکل کر پھاٹک میں سے ہوتی ہوئی سڑک پر آ گئی ——— اُسی لمحے اُسے ایک مسافر بس سامنے سے آتی ہوئی دکھائی دی۔ جولیا دوڑ کر سڑک کے درمیان آئی اور اس نے ایک ہاتھ اٹھا کر بس کو رکنے کا اشارہ کیا ——— بس اس کے قریب آ کر رک گئی۔ جولیا بجلی کی سی تیزی سے بس میں سوار ہو گئی۔ بس میں چند ہی سواریاں تھیں۔ اس کے سوار ہوتے ہی ڈرائیور نے بس آگے بڑھا دی۔ چونکہ یہاں بسوں میں کنڈیکٹر نہیں ہوتے تھے ——— اس لئے جولیا بس میں سوار ہوتے

ہی تیزی سے ایک سیٹ میں اس طرح دبک گئی کہ باہر سے اُسے نہ دیکھا جا سکے۔ البتہ اس کی نظریں ڈرائیور کے اوپر لگے ہوئے بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں ——— جس میں سے اُسے ڈرائیور کی تیز نظریں اپنا جائزہ لیتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ دوسری سواریوں نے پہلے تو چونک کر جولیا کی طرف دیکھا لیکن پھر وہ کندھے جھٹک کر دوبارہ اپنے اپنے خیالوں میں مست ہو گئے ——— جولیا کا مسلا ہوا لباس اور الجھے ہوئے بال اور اس کا ایک بے جان بازو اور اس کے چہرے پر پھیلے ہوئے عجیب سے تاثرات سے صاف نمایاں تھا کہ جولیا غیر معمولی حالات کا شکار ہے ——— ایسی حالت میں اگر وہ پاکیشیا میں کسی بس میں سوار ہوتی تو شاید اُسے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا۔ بس میں سوار ہر آدمی لازماً انکوائری آفیسر بن چکا ہوتا۔ لیکن یہاں کارٹ لینڈ کا معاشرہ ایسا تھا کہ ہر شخص صرف اپنے کام سے مطلب رکھتا تھا ——— اس لئے کسی نے اس سے ایک سوال تک نہ کیا۔ البتہ ڈرائیور بس چلانے کے ساتھ ساتھ اُسے بدستور ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن جولیا کو اس کی پرواہ نہ تھی۔ وہ تو بس اس ایڈورڈ سے ایک بار بچ کر نکل جانا چاہتی تھی۔

جب بس کالونی سے نکل کر شہر کی طرف جانے والی سڑک پر مڑی تو جولیا سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ اس نے ہاتھ جیب میں ڈالا کہ شاید کوئی سکہ مل جائے جو وہ کرایے کے طور پر بس کے گیٹ کے ساتھ لگے ہوئے باکس میں ڈال دے۔ لیکن جیبیں خالی تھیں۔

ایک سٹاپ پر پہنچتے ہی بس جیسے رکی۔ ایک بوڑھی سی عورت

اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھی۔ لیکن اس کے دروازے تک پہنچنے سے پہلے ہی جولیا یک لخت سیٹ سے اٹھی اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کراس کر کے نیچے سڑک پر پہنچ گئی۔ اُسے سامنے ہی دو ٹیکسیاں کھڑی نظر آ رہی تھیں ——— وہ بس سے اتر کر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر ایک ٹیکسی کے قریب پہنچی۔ اور دوسرے لمحے وہ ٹیکسی کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو چکی تھی۔

"شیرٹن ہوٹل ——— جلدی پلیز" ——— جولیا نے تیز لہجے میں اپنی طرف مڑتے ہوئے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ڈرائیور نے سر ہلا کر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"مادام ——— ناراض نہ ہوں تو میں پوچھ سکتا ہوں۔ آپ کو کیا پریشانی ہے" ——— ڈرائیور نے کار آگے بڑھاتے ہوئے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

"میرے پیچھے چند غنڈے لگ گئے تھے۔ میں بڑی مشکل سے ان سے جان بچا کر نکلی ہوں۔ پلیز ذرا جلدی چلو۔ اور اگر ہو سکے تو مجھے ہوٹل فون کرا دو" ——— جولیا نے کہا۔

"اوہ ——— بالکل ——— ٹیکسی میں فون موجود ہے۔ لیکن شاید آپ کا بایاں بازو بھی ٹوٹ چکا ہے۔ میں آپ کو ہسپتال نہ لے چلوں" ڈرائیور نے کہا۔

"نہیں ——— ٹوٹا نہیں۔ تم فکر نہ کرو۔ تم ایسا کرو شیرٹن ہوٹل کے کمرہ نمبر بارہ ملا دو" ——— جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ڈیش بورڈ کھولا اور اس میں موجود

ٹیلی فون کے ڈائل پر شیرٹن ہوٹل کے نمبر پریس کئے اور مائیک ہاتھ میں لے لیا۔

"شیرٹن ہوٹل" ——— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"روم نمبر بارہ ملوا دیں" ——— ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور مائیک جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

"یس" ——— چند لمحوں بعد ہی جولیا کے کانوں میں کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"میں ٹیکسی سے فون کر رہی ہوں۔ آپ ہوٹل کی بیرونی لابی میں آ جائیں۔ میں ابھی وہاں پہنچنے والی ہوں" ——— جولیا نے اپنا اور کیپٹن شکیل کا نام لئے بغیر کہا اور مائیک کے ساتھ لگا ہوا بٹن پریس کر کے مائیک واپس ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔

تقریباً دس منٹ کی مزید ڈرائیونگ کے بعد ٹیکسی ہوٹل شیرٹن کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو کر آؤٹ لابی میں جا کر رک گئی۔ کیپٹن شکیل لابی میں موجود تھا۔

"تھینک یو ڈرائیور ——— کرایہ میرا ساتھی دیتا ہے" ——— جولیا نے کہا اور دروازہ کھول کر نیچے اتر گئی۔

کیپٹن شکیل اس وقت تک قریب پہنچ چکا تھا۔

"کرایہ دے دیں" ——— جولیا نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے پرس نکالا اور

ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ اور فون کال کی ادائیگی کی اور واپس جولیا کی طرف مڑ گیا۔ جو تیز تیز قدم اٹھاتی لفٹ کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔
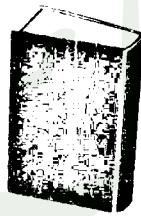
"آپ وہاں سے اب آرتھر کے میک اپ میں جائیں گے" صفدر نے الفریڈ بار سے باہر نکل کر کار میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"اتنا وقت نہیں ہے۔ میں صرف تھوڑا سا وقت چاہتا تھا تاکہ وہ لوگ جولیا کو تنگ نہ کریں" ـــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

"اسلحے کا کیا ہو گا" ـــــ صفدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"اسلحہ اب انہی سے چھیننا پڑے گا" ـــــ عمران نے کہا۔ اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سکس ریونیو شہر کے بالکل دوسرے کنارے پر تھا۔ اس لئے صفدر

کو ٹریفک کی مقررہ سپیڈ سے کار چلاتے ہوئے وہاں تک پہنچنے میں دس منٹ سے زیادہ لگ گئے۔ تیز رفتاری کا ایسے موقعے پر فائدہ کی بجائے نقصان ہی ہونا تھا ـــــ کیونکہ مقررہ رفتار سے زیادہ ہوتے ہی پولیس کی گاڑی ان کے پیچھے لگ جاتی اور پھر چالان اور جرمانے میں کافی وقت ضائع ہو جاتا۔

"گیم ہاؤس سے کچھ پہلے گاڑی روک لینا" ـــــ عمران نے سکس ریونیو پہنچتے ہی کہا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ اور پھر تھوڑا سا آگے جانے کے بعد انہیں گلی نمبر ۲ کا بورڈ نظر آ گیا جس میں ہارڈ گیم ہاؤس تھا۔ صفدر نے ادھر ادھر پارکنگ کی جگہ تلاش کی ـــــ اور پھر ان کی خوش قسمتی کہ ذرا سے فاصلے پر انہیں پارکنگ کا نہ صرف بورڈ نظر آ گیا بلکہ وہاں گاڑی ٹھہرانے کی گنجائش بھی تھی۔ گاڑی رکتے ہی عمران نیچے اتر آیا صفدر بھی نیچے اترا اور اس نے کار لاک کر دی ـــــ اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہارڈ گیم ہاؤس کی طرف بڑھنے لگے۔ ہارڈ گیم ہاؤس دو منزلہ شاندار عمارت تھی۔ جس کے صدر دروازے پر مشین گنوں سے مسلح افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے ـــــ لوگ گیم ہاؤس میں آ جا رہے تھے۔ لیکن جیسے ہی یہ دونوں وہاں پہنچے ایک مسلح گارڈ نے آگے بڑھ کر ان کا راستہ روک لیا۔

"کارڈ پلیز" ـــــ گارڈ نے انہیں غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں چیف کمشنر انٹیلی جنس آرتھر نے بھیجا ہے ہم نے چیف باس کو ایک ضروری پیغام دینا ہے" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔۔۔۔ اچھا ۔۔۔۔ آئیے میں آپ کو چیف باس تک پہنچا دوں "
گارڈ نے سپاٹ لہجے میں کہا اور واپس صدر دروازے کی طرف مڑ گیا لیکن عمران نے اُسے دوسرے گارڈ کے قریب سے گزرتے ہوئے مخصوص انداز میں اشارہ کرتے دیکھ لیا۔

" ہوشیار رہنا صفدر ۔۔۔۔ یہاں میرے خیال میں الفریڈ کے قتل کی اطلاع پہنچ چکی ہے " ۔۔۔۔ عمران نے اردو میں صفدر سے کہا۔ لہجہ دبا ہوا تھا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

کیم ہاؤس میں خاصا رش تھا۔ اور ہر طرف مشین گنوں سے مسلح افراد بڑے چوکنے انداز میں پہرہ دے رہے تھے۔ کاؤنٹر کے پاس ایک نوجوان کھڑا تھا ۔۔۔۔ اس کی نظریں گیٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ عمران اور صفدر کو گارڈ کے ساتھ آتے دیکھ کر وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔

" سر یہ چیف کمشنر انٹیلی جنس مسٹر آرتھر کا خصوصی پیغام لے کر آئے ہیں چیف باس سے ملنا چاہتے ہیں " ۔۔۔۔ گارڈ نے اس نوجوان کے قریب جا کر بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ اچھا ۔۔۔ آئیے " ۔۔۔۔ نوجوان نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ اور ایک راہداری کی طرف مڑ گیا۔

عمران اور صفدر خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑے۔ عمران ذرا آگے تھا اور صفدر اس کے پیچھے۔

راہداری کراس کر کے وہ ایک دروازہ سے ہوتے ہوئے سیڑھیاں اترتے گئے۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا۔

" اس دروازے سے چلے جائیے سامنے باس کا آفس ہے "۔

سیڑھیوں کے قریب پہنچتے ہی نوجوان نے رک کر قدرے نرم لہجے میں کہا۔

" تم ہمارے ساتھ چلو مسٹر " ۔۔۔۔ عمران نے یک لخت نوجوان کا بازو پکڑ کر اُسے آگے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

نوجوان دو قدم آگے بڑھا اور پھر تیزی سے مڑا۔ لیکن دوسرے لمحے عمران کی لات چلی اور نوجوان کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر فضا میں بلند ہو گیا جسے صفدر نے بڑی پھرتی سے جھپٹ لیا ۔۔۔۔ اسی لمحے عمران نے اچھل کر زور سے نوجوان کے سینے پر پہلو کی ٹکر ماری تو نوجوان چیختا ہوا دروازے سے ٹکرایا اور دروازہ اس کے ٹکرانے سے نہ صرف کھل گیا بلکہ نوجوان پشت کے بل اندر جا گرا ۔۔۔۔ عمران اور صفدر بھی لپک کر دروازہ کراس کر گئے۔ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جو ہر قسم کے ساز و سامان سے خالی تھا۔ نوجوان فرش پر گر کر تیزی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ عمران نے جھپٹ کر اس کا گریبان پکڑا ۔۔۔۔ اور دوسرے لمحے نوجوان فضا میں بلند ہوتا ہوا سائیڈ کی دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا۔ اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ دیوار سے ٹکرا کر وہ ابھی اٹھا بھی نہ تھا کہ عمران اس کے سر پر پہنچ گیا ۔۔۔۔ اور دوسرے لمحے نوجوان کے پہلو پر عمران کی زوردار لات لگی اور نوجوان اس طرح چیخنے اور تڑپنے لگا جیسے اس کی روح ایک لمحے میں پرواز کر جائے گی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس تڑپتے ہوئے نوجوان کی گردن پر مخصوص انداز میں پیر رکھ دیا ۔۔۔۔ اور نوجوان کا تڑپتا ہوا جسم یک لخت ساکت ہو گیا۔ اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہونے لگا۔

" جو پوچھتا ہوں صحیح بتاؤ ورنہ ایک جھٹکے میں گردن ٹوٹ جائے گی "

عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی پیر کو ذرا سی حرکت دی تو نوجوان کا جسم ایک لمحے کے لئے پارے کی طرح تڑپا پھر ساکت ہو گیا۔

"ب ب ــــ ب ــــ ب ــــ ب ــــ بتاتا ہوں"ــــ نوجوان کے حلق سے پھنسے پھنسے لہجے میں نکلا۔

"ایڈورڈ ہاور کہاں ہے اور وہ سوئس لڑکی جسے تم ہرگنزا ہوٹل سے لے آتے تھے کہاں ہے"ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"نمبر ٹو میں ــــ دونوں نمبر ٹو میں"ــــ نوجوان نے اسی طرح پھنسے پھنسے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ہمارے متعلق کیا بتایا گیا تھا"ــــ عمران نے کہا۔ اور نوجوان نے بتایا کہ پہلے باس نے لڑکی کو نمبر ٹو میں پہنچانے کا حکم دیا۔ پھر خود بھی چلا گیا اور کہا کہ ایشیائی آئیں اور آرتھر کا حوالہ دیں تو انہیں یہاں زیرو روم میں بند کر کے اسے اطلاع دی جائے ــــ اور اگر آرتھر خود آئے تب بھی یہی کیا جائے۔ چنانچہ میں نے سب کو چوکنا کر دیا اور ہر ایشیائی سے کارڈ مانگا اس طرح آپ لوگ آ گئے ہیں ــــ نوجوان نے رک رک کر تفصیل بتائی۔

"یہ نمبر ٹو کہاں ہے"ــــ عمران نے پوچھا اور نوجوان نے تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے ــــ تم اب ہمارے ساتھ باہر چلو گے اور ہمیں نمبر کے دوسرے مین گیٹ کی طرف لے جاؤ گے اور یہ سن لو اگر تمہارے چیف باس کو پہلے اطلاع مل گئی تو تمہاری روح ایک لمحے میں پرواز کر جائے گی"ــــ عمران نے کہا۔ اور نوجوان نے سر ہلا دیا۔ اس کی

حالت اب بے حد خراب ہو چکی تھی۔ عمران نے پیر ہٹا لیا۔ اور جھک کر نوجوان کو گردن سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔

"جیسے میں نے کہا ہے ویسا ہی ہونا چاہیئے ورنہ"ــــ عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے غرا کر کہا۔ اور نوجوان کا جسم واضح طور پر کانپنے لگا۔

"چلو آگے بڑھو"ــــ عمران نے اسے دروازے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا اور خود اس کے ساتھ لگ کر چلنے لگا۔ صفدر خاموشی سے پیچھے چل پڑا۔ البتہ اس نے اس نوجوان سے جھپٹا ہوا ریوالور عمران کے ہاتھ میں دے دیا ــــ کیونکہ اس کے پاس الفریڈ کا ریوالور پہلے ہی موجود تھا۔ عمران نے خاموشی سے ریوالور جیب میں ڈال لیا۔

نوجوان گردن مسلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ عمران اور صفدر اس سے ایک قدم پیچھے تھے۔

"خیال رکھنا میں ابھی آیا"ــــ نوجوان نے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور کاؤنٹر مین نے سر ہلا دیا۔ نوجوان تیزی سے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

صدر دروازے سے نکل کر وہ عمران اور صفدر کو ہمراہ لئے کافی آگے چل کر دائیں سائیڈ کی روڈ پر مڑا اور پھر اس کو کراس کر کے وہ بائیں طرف کو مڑ گیا۔ لیکن ادھر مڑتے ہی وہ ٹھٹھک کر رکا۔

"باس تو جا رہا ہے وہ نیلے رنگ کی کار میں"ــــ نوجوان نے دور سے ایک نیلے رنگ کی کار کو پھاٹک سے نکل کر مخالف سمت میں مڑ کر جاتے دیکھ کر کہا۔

"آگے چلو جلدی" ——— عمران نے اُسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹا اور
پھر وہ اُسے ساتھ لیے دوڑتا ہوا اس پھاٹک تک پہنچ گیا۔ جس سے
کار نکلی تھی۔ پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ اندر کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ
تینوں جیسے ہی راہداری میں پہنچے۔ انہوں نے ایک آدمی کو راہداری
کے آخری سرے پر پڑا ہوا دیکھا ——— اس کا جسم گولیوں سے چھلنی
تھا۔ اور پھر جب وہ دروازہ کراس کر کے ہال کمرے میں پہنچے تو وہاں
بھی اسی طرح کی ایک لاش پڑی ہوئی تھی۔ جو گولیوں سے چھلنی تھی۔ ایک
ستون کے ساتھ رسی پڑی تھی اور کوئی ذی روح وہاں موجود نہ تھا۔

"جانسن اور ڈاگر دونوں ختم ہو چکے ہیں۔ لڑکی تو یہاں نہیں ہے
باس شاید اُسے ساتھ لے گیا ہے" ——— نوجوان نے پریشان
لہجے میں کہا۔

"وہ کہاں جا سکتا ہے" ——— عمران نے ریوالور نکال کر نوجوان کے
پہلو سے لگاتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں۔ اس کے بے شمار اڈے ہیں۔ میں تو صرف ہیڈ کوارٹر
میں رہتا ہوں۔ یہاں کا انچارج جانسن تھا" ——— نوجوان نے
جواب دیا۔

"تو پھر چھٹی کرو" ——— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور ٹریگر
دبا دیا۔

نوجوان چیخ مار کر اچھلا اور پہلو کے بل فرش پر گرا۔ اُسی لمحے
عمران نے دوسرا فائر کیا اور گولی نوجوان کے دل میں گھس گئی۔

"آؤ صفدر" ——— عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے

کی طرف دوڑ لگا دی۔

"یہاں شدید جدوجہد کے آثار ہیں۔ شاید جولیا فرار ہونے میں
کامیاب ہو گئی ہے" ——— صفدر نے عمران کے ساتھ دوڑتے
ہوئے کہا۔

"ہاں ——— لگتا تو ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسا نہ ہو"
عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں بھاگتے ہوئے
پھاٹک کراس کر کے باہر سڑک پر آ گئے۔ اُسی لمحے عمران کی نظریں
دائیں طرف فٹ پاتھ پر پڑیں تو وہ چونک پڑا۔

"ادھر آؤ ——— جولیا شاید ادھر بھاگی ہے" ——— عمران نے
کہا اور تیزی سے فٹ پاتھ پر دوڑنے لگا۔ فٹ پاتھ پر دیوار کے ساتھ
ہلکی سی گرد پر فلیٹ زنانہ ایڑی کے نشانات موجود تھے۔ جن کا فاصلہ
بتا رہا تھا کہ اس جوتے والی بھاگ رہی ہے۔ نشانات ساتھ والی کوٹھی
کے آغاز کے ساتھ ہی ختم ہو گئے۔

"اگر یہ جولیا ہے تو یقیناً اس کوٹھی میں کود گئی ہے" ——— عمران
نے کہا اور تیزی سے اس کوٹھی کے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ پھاٹک
کھلا ہوا تھا۔ اندر پورچ میں سرخ رنگ کی سپورٹس کار موجود تھی۔
وہ تیزی سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے جیسے ہی پورچ میں پہنچے انہیں
اندر سے کسی عورت کے کراہنے کی آواز سنائی دی ——— یہ آواز ایک
کمرے سے آ رہی تھی۔ عمران جلدی سے دروازہ کھول کر اندر داخل
ہوا تو قالین پر ایک نوجوان عورت پڑی ہوئی تھی اس کا سر خون آلود
تھا ——— اور جسم پر بھی تشدد کے نشانات تھے۔ وہ آنکھیں بند کیے

کراہ رہی تھی۔

"صفدر۔ تم باقی کوٹھی دیکھو۔ میں اسے دیکھتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے تیزی سے عورت کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور صفدر سر ہلاتا ہوا دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے جلدی سے ایک سائیڈ پر رکھی میز پر موجود پانی کا جگ اٹھایا۔ اس کی تہہ میں تھوڑا سا پانی موجود تھا۔ اس نے وہ جگ لا کر پانی اس عورت کے چہرے پر ڈال دیا۔۔۔ اور عورت نے ہلکی سی چیخ مار کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھوں میں شدید دہشت کے آثار نمایاں تھے۔

"مجھے مت مارو۔ وہ عورت یہاں نہیں آئی۔ مجھے مت مارو"۔ عورت نے بری طرح دہشت زدہ لہجے میں کہا۔

"کون عورت۔۔۔ محترمہ آپ پر کس نے تشدد کیا ہے۔ ہم آپ کے دوست ہیں"۔۔۔ عمران نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"کوٹھی میں اور کوئی نہیں ہے"۔۔۔ اسی لمحے صفدر نے واپس آتے ہوئے کہا۔

"صفدر۔۔۔ گلاس پانی کا لے آؤ۔ اس بے چاری پر خاصا تشدد کیا گیا ہے"۔۔۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا جو قریب ہی تھا۔

عورت ایک بار پھر غش کھا گئی۔ عمران نے جھک کر اسے فرش سے اٹھایا اور صوفے پر لٹا دیا۔ اسی لمحے صفدر گلاس میں پانی لے کر آ گیا۔

"اسے پلاؤ"۔۔۔ عمران نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ ویسے اس عورت کے فقرے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا اس کے اندازے کے مطابق اس کوٹھی میں داخل ہوئی ہو گی۔ اور وہ ایڈورڈ ہارڈ نے اسی کی تلاش میں اس پر تشدد کیا ہو گا۔۔۔ لیکن جولیا شاید اندر آنے کی بجائے باہر سے ہی نکل گئی ہو گی۔ یہی وجہ تھی کہ عمران کے انداز میں اب قدرے اطمینان سا پیدا ہو گیا تھا۔

صفدر نے عورت کو پانی پلایا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"محترمہ آپ حوصلہ رکھیں۔ ہم آپ کے دوست ہیں"۔۔۔ عمران نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

اور عورت کے چہرے پر پہلی بار اطمینان کے آثار پیدا ہوئے۔

"آپ کون ہیں۔۔۔ وہ ظالم کہاں ہے"۔۔۔ عورت نے کراہتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"ہم ٹیلی فون کرنے آئے تھے۔ لیکن آپ کی کراہیں سن کر اندر آ گئے آپ پر کس نے تشدد کیا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔۔۔ نجانے وہ کون تھا۔ سفاک اور ظالم آدمی۔ اس کا چہرہ ہی بے حد دہشت زدہ کرنے والا تھا۔ اس کا چہرہ زخموں کے نشانات سے بھرا ہوا تھا۔۔۔ وہ مجھ سے پوچھ رہا تھا کہ کوئی عورت اندر آئی ہے۔ اور میں نے اسے چھپا لیا ہے۔ میں نے اسے بڑا یقین دلایا کہ کوئی عورت اندر نہیں آئی۔ لیکن نجانے وہ پاگل کیسا تھا اس نے مجھ پر تشدد شروع کر دیا۔۔۔ وہ اپنے آپ کو ڈیتھ گروپ سے متعلق بتا رہا تھا۔ وہ گھر کو بم سے اڑانے کا کہہ رہا تھا"۔۔۔ عورت نے رک رک

کہ خود ہی ساری بات بتا دی۔

" اوہ شکر ہے آپ اس ظالم کے ہاتھوں بچ گئیں۔ آپ پولیس کو اطلاع کریں گی۔ میں فون کر دوں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

" نہیں نہیں ۔۔۔ وہ ڈیتھ گروپ کا آدمی تھا۔ تو پولیس مجھے نہیں بچا سکے گی۔ میری جان بچ گئی یہی غنیمت ہے۔ پلیز آپ کا بے حد شکریہ"۔۔۔ عورت نے دوبارہ دہشت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ بہرحال ہم ایک فون کرنے آئے تھے۔ اگر آپ اجازت دیں تو"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔۔۔ ہاں ۔۔۔ ضرور ۔۔۔ پلیز ضرور کریں۔ آپ نے میری مدد کی ہے۔ مجھ پر احسان کیا ہے۔ میں آپ کی مشکور ہوں"۔۔۔ عورت نے کہا۔

" ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ ہمارا فرض تھا"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ایک سائیڈ ٹیبل پر موجود فون کی طرف بڑھ گیا۔ رسیور اٹھا کر اس نے شیرٹن ہوٹل کے نمبر ڈائل کئے۔

" یس ۔۔۔ شیرٹن ہوٹل"۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

" روم نمبر بارہ ملوا دیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

دوسری طرف سے چند لمحے خاموشی رہی پھر کیپٹن شکیل کی آواز ابھری۔

" یس"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" جولیا پہنچ گئی ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" اوہ عمران صاحب ۔۔۔ آپ ۔۔۔ جولیا ابھی ابھی پہنچی ہے۔ اس کے بائیں بازو کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے۔ اور اس کی حالت بے حد خستہ ہے۔ میں اسے ابھی ڈاکٹر کے پاس لے جانے ہی والا تھا"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے تیز لہجے میں کہا۔

" اسے فون دو"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ جولیا کے بازو کی ہڈی کے ٹوٹنے کا سن کر اس کے چہرے کے عضلات یک لخت سخت ہو گئے تھے۔

" یس"۔۔۔ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز رسیور پر ابھری۔

" جولیا ۔۔۔ تم صحیح سلامت نکل آنے میں کامیاب ہو گئی ہو نا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ہاں عمران ۔۔۔ میں بچ کر نکل آئی ہوں۔ ورنہ وہ لوگ تو پاگل تھے اور سنو۔ ان کا وہ چیف بتا رہا تھا کہ تھرڈ آرمی کے باس نے اس کے پاس کوئی امانت رکھوائی تھی۔ وہ اس کا دوست تھا۔ اور یہ بھی سن لو کہ اس نے ہمارے جہاز کی سیٹوں کا پتہ چلا لیا تھا۔ اور وہ کل اس جہاز کو ہی اڑانے والا تھا"۔۔۔ جولیا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" اچھا ۔۔۔ پھر تو ہمارا شو دیکھنا اچھا رہ گیا۔ بہرحال تم فکر نہ کرو۔ اب اس کی شامت آ گئی ہے۔ تمہاری ہڈی ٹوٹنے کا بدلہ اس کا پورا گروپ دے گا۔ اور سنو۔ تمہاری ان سیٹوں اور جہاز والی بات سے مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ تم نے اس پر اپنی حقیقت کھول دی ہو گی ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ کیپٹن شکیل اور تنویر کے ساتھ فوری طور پر ہوٹل چھوڑ دو۔

فرنٹ سائیڈ سے مت جانا بلکہ ایمرجنسی ڈور استعمال کرنا۔ اور
وہاں سے سامان بھی ہٹالو اور ایجرٹن روڈ کی کوٹھی نمبر سکسٹی پہنچ جا
میں اب وہیں پہنچ رہا ہوں" ——— عمران نے کہا۔

"کیوں ——— ہوٹل کیوں چھوڑ دیں" ——— جولیا نے حیران ہوتے
ہوئے کہا۔

"یہ گروپ یہاں بے حد منظم ہے۔ اس نے جلد ہی تمہیں اس
ہوٹل میں ڈھونڈھ لینا ہے۔ اس لئے تم فوراً ہی جگہ چھوڑ دو۔ اور
بے فکر رہو ——— وہاں کوٹھی پہنچ کر میں خود تمہاری ہڈی جوڑ دوں گا۔
عورتوں کی ہڈیاں توڑنے اور سوری جوڑنے کا فن مجھے بہت آتا ہے"
عمران نے کہا اور جلدی سے رسیور رکھ دیا۔

عورت اس دوران باتھ روم میں جا چکی تھی۔

"آؤ صفدر ——— اب نکل چلیں۔ جولیا بخیریت پہنچ گئی ہے۔ فی الحال
اتنا ہی کافی ہے" ——— عمران نے کہا۔ اور تیزی سے دروازے کی طرف
بڑھ گیا۔

"بخیریت کہاں پہنچی ہے۔ ہڈی تو بے چاری کی ٹوٹ ہی گئی ہے"
صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹوٹی ہوئی ہڈی دوبارہ جڑ سکتی ہے صفدر۔ لیکن گئی ہوئی عزت
دوبارہ نہیں آسکتی۔ اور اگر عورت کی عزت محفوظ ہے تو سمجھو جسم
کی ساری ہڈیاں بھی ٹوٹ جائیں تب بھی وہ بخیریت ہے"
عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور صفدر نے بے اختیار ایسے
سر ہلایا جیسے بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔

کوٹھی سے باہر نکل کر وہ دونوں ہی تیز تیز قدم اٹھائے سائیڈ روڈ
کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ وہ چکر کاٹ کر اپنی کار کی طرف جانا چاہتے
تھے۔

ایڈورڈ بڑی بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا۔
وہ لڑکی جولیا جس طرح اس کے ہاتھوں سے نکل گئی تھی۔ اس نے
اس کے جسم میں آگ سی بھڑکا دی تھی ——— وہ نمبر ٹو سے نکل کر سیدھا
گیم ہاؤس پہنچا تھا تاکہ اگر وہ ایشیائی براہِ راست یا آرتھر کے میک اپ
میں وہاں پہنچے ہوں تو وہ ان کی گردنیں توڑ کر انتقام لے سکے۔ نمبر ٹو سے
وہ چاہتا تو کار کے ذریعے اسی سرنگ کے راستے ہیڈ کوارٹر پہنچ سکتا
تھا ——— لیکن اسے معلوم تھا کہ اگر وہ ایشیائی گیم ہاؤس پہنچے ہوں گے
تو اس کے حکم کے مطابق کینیڈی نے انہیں گیم ہاؤس کے زیر زمین روم
میں رکھا ہوا ہو گا۔ اور ہیڈ کوارٹر سے گیم ہاؤس پہنچنے میں زیادہ وقت

نکل سکتا تھا۔ اس لئے وہ کار لے کر باہر سے ہی گیم ہاؤس کی طرف چل پڑا تھا۔ لیکن یہاں آکر اس نے ایک عجیب خبر سنی تھی۔ کہ دو ایشیائی آرتھر کے حوالے سے وہاں پہنچے اور کنیڈی انہیں لے کر ریسٹ روم میں گیا ——— لیکن تھوڑی دیر بعد وہ انہیں واپس لے کر گیم ہاؤس کے صدر دروازے سے باہر نکلا اور دائیں طرف پیدل چلا گیا۔ اور اس کے بعد سے اس کی کوئی اطلاع نہیں ہے اور نہ ہی ابھی تک کوئی ایشیا آیا ہے۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"باس ——— کنیڈی نمبر ٹو کے ہال میں مردہ پڑا ہے۔ اسے ریوالور کی گولیوں سے نشانہ بنایا گیا ہے" ——— نوجوان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا بک رہے ہو۔ کنیڈی وہاں کیسے پہنچ گیا۔ میں ابھی تو وہاں سے خود آیا ہوں۔ تمہیں تو میں نے اس لئے بھیجا تھا کہ تم جانسن اور ڈاگر کی لاشیں ٹھکانے لگا دو" ——— ایڈورڈ نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں باس" ——— نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے کنیڈی ان ایشیائیوں کو ساتھ لے کر وہاں پہنچا تھا۔ لیکن کس وقت۔ میں ابھی تو وہاں سے آیا ہوں" ایڈورڈ نے سمجھ میں نہ آنے والے انداز میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتا۔ میز پر پڑے ہوئے

ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس" ——— ایڈورڈ نے انتہائی جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"باس ——— میں جیکی بول رہا ہوں۔ میں نے اس لڑکی کے بارے میں معلوم کر لیا ہے۔ وہ ایک بس میں بیٹھ کر ایلون تھرٹی سٹاپ پر اتری۔ اور وہاں سے ٹیکسی میں بیٹھ کر شیرٹن ہوٹل گئی ہے۔ راستے میں اس نے ٹیکسی میں سے ہی ہوٹل شیرٹن فون کیا ——— بارہ نمبر کمرے میں۔ اور جب لڑکی وہاں پہنچی تو ایک لمبا تڑنگا ایشیائی باہر اس کے انتظار میں موجود تھا۔ کرایہ اس ایشیائی نے دیا۔ میں نے روم نمبر بارہ چیک کیا ہے۔ وہ خالی پڑا ہے ——— سامان بھی غائب ہے۔ جب کہ کاؤنٹر والوں کو ان کے جانے کی اطلاع نہیں ہے۔ میں نے ہال میں بھی پوچھ گچھ کی ہے۔ وہاں بھی کسی ویٹر نے انہیں جاتے ہوئے نہیں دیکھا" ——— جیکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہوں ——— تم نے معلوم کیا کہ انہوں نے کتنے کمرے بک کرائے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ کسی اور کمرے میں شفٹ ہو گئے ہوں" ایڈورڈ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"یس باس ——— ان کے پاس چار کمرے تھے۔ بارہ سے پندرہ تک۔ میں نے چاروں کمرے چیک کئے ہیں۔ چاروں خالی پڑے ہیں۔ وہ شاید ایمرجنسی ڈور سے نکل گئے ہیں" ——— جیکی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— تم اپنے گروپ کو الرٹ کر دو۔ میں ان ایشیائیوں

کو ہر صورت میں ڈھونڈھنا چاہتا ہوں ۔ سنا تم نے ۔ ہر صورت میں"
ایڈورڈ نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا ۔

"یس باس ـــــ میں ابھی ان کی تلاش شروع کر دیتا ہوں"
جیکی نے جواب دیا ۔ اور ایڈورڈ نے زور سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا ۔

"تم ابھی کیوں کھڑے ہو ـــــ گٹ آؤٹ" ـــــ ایڈورڈ نے سر اٹھا کر نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑ کر کہا ۔ اور نوجوان اس قدر تیزی سے مڑ کر کمرے سے نکل گیا جیسے بجلی چمکی ہو ۔

ایڈورڈ چند لمحے کھڑا ہونٹ کاٹتا رہا ۔ پھر اچانک اُسے آرتھر کا خیال آ گیا ۔ جہاز کی سیٹوں کے بارے میں بھی اُسے آرتھر نے ہی بتایا تھا ـــــ اور اس نے اس جہاز کو اڑانے کا بندوبست کر لیا تھا ۔ اس نے آرتھر کو جان بوجھ کر ٹٹولا تھا ۔ کیونکہ اُسے یہی اطلاع ملی تھی کہ آرتھر ان کا ساتھ دے رہا ہے ۔ آرتھر کو ایڈورڈ کی اصل حیثیت کا علم ہی نہ تھا ـــــ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ آرتھر خاندانی طور پر جرمن ہے اور یہودیوں کا سخت دشمن ہے ۔ اس نے ان ایشیائیوں کے بارے میں بھی ویسے ہی سرسری طور پر بات کی تھی اور پھر آرتھر خود ہی ان کی تعریفیں کرنے لگا کہ وہ لوگ انتہائی عقلمند، چالاک اور ذہین ہیں ـــــ انہوں نے دیکھتے ہی دیکھتے تھرڈ آرمی کا تختہ الٹ دیا ۔ حالانکہ یہی تھرڈ آرمی حکومت کارٹ لینڈ کے لئے دردِ سر بن چکی تھی ۔ اس پر ایڈورڈ نے ان ایشیائیوں سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا تو اس نے بتایا کہ اس نے ان کے لئے کل جہاز کی سیٹیں بک کرائی ہیں ـــــ اگر وہ ملنا

چاہے تو کل اس کے ساتھ ایئرپورٹ چلا چلے وہاں وہ ان سے ملاقات کرا دے گا ۔ ایڈورڈ نے ان کی رہائش گاہ کا پتہ معلوم کرنا چاہا لیکن آرتھر نے اُسے بتایا کہ ان کی رہائش گاہ کا اُسے بھی صحیح طور پر معلوم نہیں ہے ۔ وہ اتنی تیزی سے رہائش گاہیں بدلتے ہیں کہ صحیح پتہ ہی نہیں چلتا ـــــ اس پر ایڈورڈ نے یہ پروگرام بنایا تھا کہ ان کے پیچھے بھاگنے کی بجائے اس جہاز کو ہی کیوں نہ اڑا دیا جائے لیکن درمیان میں ہوٹل برگنز کے سپیشل شو کا چکر چل پڑا ـــــ اور اس طرح وہ براہِ راست ان لوگوں سے ٹکرا گیا ۔ اس نے منرٹو میں جولیا کو بھی اصل بات کی ہوا نہ لگنے دی تھی صرف امانت کا ذکر کیا تھا اور یہ بات بھی بس خود بخود اس کے منہ سے نکل گئی تھی اور اسے سنبھالنے کے لئے اس نے تھرڈ آرمی کے چیف سے دوستی کا بہانہ بنا لیا تھا ـــــ حالانکہ اصل بات یہ نہ تھی ۔ تھرڈ آرمی کے چیف کو تو وہ جانتا تک نہ تھا اس سے اس کی کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی ۔ یہ تو اُسے اسرائیل کی طرف سے باقاعدہ ہائر کیا گیا تھا کہ وہ آرتھر کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دے ـــــ کیونکہ اسرائیلی حکام کا خیال تھا کہ تھرڈ آرمی کے خاتمے کے بعد عمران اور اس کے ساتھی اطمینان سے آرام کر رہے ہوں گے اور انہیں یہ خیال بھی نہ ہو گا ۔ کہ کوئی مقامی گروپ ان پر حملہ کر سکتا ہے ـــــ ایڈورڈ در بنیادی طور پر یہودی تھا ۔ لیکن اس کے یہودی ہونے کے بارے میں کوئی نہ جانتا تھا ۔ اور وہ اپنے آپ کو کارٹ لینڈ کا مقامی باشندہ ہی کہتا تھا ۔ البتہ اس کے خفیہ تعلقات اسرائیل کے اعلیٰ حکام کے ساتھ تھے اور وہ انہیں کارٹ لینڈ کے بارے میں اہم معلومات مہیا کرتا رہتا تھا ۔

اسی وجہ سے اسرائیلی حکام نے فوری طور پر اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کی ایک کوشش کا حکم دے دیا تھا۔ جہاں تک امانت کا تعلق تھا وہ ایک مائیکرو ٹیپ تھا جس میں اس جدید ترین ایٹمک ٹیکنالوجی کی تفصیلات موجود تھیں جو ایک خفیہ معاہدہ کے تحت کارٹ لینڈ پاکیشیا کو سپلائی کرنے والا تھا ــــــ تھرڈ آدمی کے چیف نے یہ تفصیلات ایک فائل سے اڑائیں اور پھر انہیں مخصوص کیمرے کی مدد سے مائیکرو ٹیپ میں محدود کر لیا اور چونکہ اس کے بعد تھرڈ آدمی نے کارٹ لینڈ کے ان اعلیٰ حکام کو ختم کرنا تھا جو پاکیشیا سے ہمدردی رکھتے تھے اور جن کی وجہ سے یہ معاہدہ ہوا تھا ــــــ لیکن تھرڈ آدمی کا سراغ لگا لیا گیا۔ اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ تھرڈ آدمی نے ان کی تفصیلات حاصل کر لی ہیں۔ یہ سراغ لگانے والا چیف کمشنر انٹیلی جنس آرتھر تھا۔ چنانچہ آرتھر کے آدمیوں نے تھرڈ آدمی کا پیچھا شروع کر دیا ــــــ اور خاص طور پر انہوں نے تمام سفارت خانوں کی نگرانی شروع کر دی تاکہ یہ ٹیپ کسی سفارت خانے کے ذریعے ملک سے باہر نہ جائے۔ چنانچہ اسرائیلی حکام کی خفیہ ہدایات پر تھرڈ آدمی نے یہ ٹیپ ایڈورڈ تک پہنچا دیا تاکہ ایڈورڈ اپنے ذرائع سے یہ ٹیپ اسرائیل پہنچا دے ــــــ لیکن اس دوران پاکیشیا سیکرٹ سروس کو وہاں بلا لیا گیا اور اس کے بعد تھرڈ آدمی کا انتہائی تیزی سے خاتمہ کر دیا گیا۔ ایڈورڈ نے اس صورت حال سے گھبرا کر وہ ٹیپ ایک خفیہ لاکر میں محفوظ کر دیا ــــــ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اگر ٹیپ اس کے کسی آدمی سے برآمد ہو گیا تو پھر کارٹ لینڈ کی سرکاری ایجنسیاں اس کے پورے گروپ کے خاتمے پر تل جائیں گی۔ اور اعلیٰ حکام

سے اس کی ٹرانسمیٹر پر بات ہوئی تو اسرائیلی حکام نے صورت حال کے تحت اسے نئی پلاننگ دی۔ کہ وہ اس ٹیپ کی ادھوری نقل تیار کر کے کسی طرح آرتھر تک پہنچا دے ــــــ تو کارٹ لینڈ والے مطمئن ہو جائیں گے۔ اس طرح ٹیپ کی تلاش ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ یہی کیا اور فوری طور پر اصل ٹیپ کی ادھوری نقل بنوا کر اپنے آدمی کو کار کے ایکسیڈنٹ میں زخمی کر دیا ــــــ ٹیپ اس کی جیب میں تھا۔ اس آدمی نے بیان دیا کہ اس کا تعلق اسرائیل سے ہے۔ اور وہ ایک خفیہ ٹیپ ایک لاکر سے نکال کر ایک اور آدمی کے حوالے کرنے جا رہا تھا کہ کار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ــــــ چنانچہ اس کی اطلاع آرتھر تک پہنچ گئی۔ آرتھر نے وہ ٹیپ برآمد کر لی۔ اور اس طرح وہ لوگ اس طرف سے مطمئن ہو گئے۔ اور اس کے بعد ہی آرتھر سے پتہ چلا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس واپس جا رہی ہے ــــــ حالانکہ اصل ٹیپ اس کے پاس محفوظ تھی۔ آرتھر تک جو ٹیپ پہنچی تھی وہ بالکل ادھوری تھی۔ اس میں مکمل تفصیلات موجود نہ تھیں۔ جب کہ اصل ٹیپ جس میں مکمل تفصیلات موجود تھیں وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کے بعد اسرائیل پہنچانا تھا ــــــ اور وہاں سے بھاری رقم وصول کرنی تھی۔ اس نے جہاز اڑانے کا انتظام کر لیا تھا لیکن درمیان میں ان پاکیشیا والوں سے براہِ راست ٹکراؤ ہو گیا اور جوش میں وہ امانت کا ذکر بھی کر بیٹھا اب اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ وہ لڑکی جولیا اس طرح نکل جانے میں کامیاب بھی ہو جائے گی ــــــ اسے معلوم تھا کہ اس جولیا کے ذریعے اس امانت کا پتہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چل جائے گا۔ اور

اس کے بعد یہ لوگ لازماً اس کے پیچھے لگ جائیں گے۔ جہاز اڑانے
والی بات بھی وہ جولیا کو بتا چکا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے اب یہ
بات بھی ختم ہو گئی۔

"میں ان کو اب بتا دوں گا کہ میں صرف ایک مقامی غنڈہ اور بدمعاش
نہیں ہوں بلکہ میں ان کے لئے موت کا پیامبر ہوں"۔۔۔۔ ایڈورڈ
نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اُسے خیال آ گیا کہ نقلی آرتھر
کے ساتھ بات کرتے وقت اس نے ایسا لہجہ اختیار کیا تھا۔ جس سے
صاف ظاہر ہو گیا تھا کہ اس کے تعلقات آرتھر کے ساتھ ہیں اور ہو
سکتا ہے کہ آرتھر کے ذریعے وہ لوگ اُسے کسی جال میں پھنسائیں۔ اب
اسے ہر صورت میں ہوشیار رہنا تھا۔۔۔۔ یہ بات سوچتے ہوئے
اچانک اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ اُسے بارٹر کا خیال آ
گیا۔ بارٹر ڈیتھ گروپ کے شعبہ منشیات سے منسلک تھا۔ منشیات
کی سمگلنگ اور اس سے متعلقہ تمام کاروبار بارٹر کے سپرد تھا۔ اور
بارٹر کسی زمانے میں منجھا ہوا سیکرٹ ایجنٹ رہ چکا تھا۔ اس کا تعلق
کارٹ لینڈ کی ایک خفیہ ایجنسی سے تھا۔۔۔۔ بعد میں یہ ایجنسی توڑ دی
گئی اور بارٹر ڈیتھ گروپ میں شامل ہو گیا۔ بارٹر کی بے پناہ صلاحیتوں
کی وجہ سے ایڈورڈ نے اُسے منشیات کے شعبے کا انچارج بنا دیا تھا۔
اور تب سے ڈیتھ گروپ کی منشیات کی سمگلنگ میں بڑی حیثیت قائم
ہو گئی تھی۔۔۔۔ اور اب تو مافیا کے اعلیٰ احکام بھی ڈیتھ گروپ کی
صلاحیتوں کے قائل ہو گئے تھے۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ
بارٹر کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پیچھے لگا دے۔ اُسے یقین تھا کہ

بارٹر ان کا صحیح مدمقابل ثابت ہو گا۔ یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے ٹیلیفون
کی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے بارٹر کے مخصوص
نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔۔۔۔ بارٹر سپیکنگ"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد بارٹر کی آواز
سنائی دی۔

"ایڈورڈ سپیکنگ"۔۔۔۔ ایڈورڈ نے قدرے تحکمانہ لہجے
میں کہا۔

"اوہ۔۔۔۔ یس باس"۔۔۔۔ بارٹر بہرحال اس کا ماتحت تھا اس
لئے ایڈورڈ کی آواز سنتے ہی اس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"بارٹر۔۔۔۔ تمہارے مطلب کا ایک کام سامنے آیا ہے۔ تم
ایسا کرو کہ فوراً ڈی فارم پہنچ جاؤ میں وہیں آ رہا ہوں۔ وہاں بیٹھ کر
اس کے متعلق تفصیلات طے کر لیں گے"۔۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اور میز کے کنارے
لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"برجر کو بلاؤ جلدی"۔۔۔۔ ایڈورڈ نے تیز لہجے میں کہا اور نوجوان
مڑ کر باہر نکل گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک غنڈوں جیسا لباس پہنے
ہوئے بھاری بدن کا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ برجر تھا۔ ریم ہاؤس
کا انچارج۔

"یس باس"۔۔۔۔ برجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کینیڈی ہلاک ہو چکا ہے۔ اور میں ایک خصوصی مشن پر فوری طو
ملک سے باہر جا رہا ہوں۔ اب ہیڈ کوارٹر اور گیم ہاؤس کو تم نے
سنبھالنا ہے" ـــــ ایڈورڈ نے برجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ـــــ برجر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ضرورت پڑنے پر زیرو تھری ٹرانسمیٹر پر تم سے رابطہ قا
رکھوں گا۔ اب تم جا سکتے ہو" ـــــ ایڈورڈ نے کہا اور برجر سر ہلا
ہوا واپس مڑ گیا۔ ایڈورڈ نے جان بوجھ کر برجر سے ملک سے باہر
جانے کے لئے کہا تھا تاکہ اگر آرتھر اس سے پوچھے یا وہ ایشیائی
اس کے ذریعے اس کا پتہ چلانے کی کوشش کریں تو انہیں یہی پتہ
چلے کہ وہ ملک سے باہر جا چکا ہے ـــــ اب وہ بارٹم سے مل کر
پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بھرپور ٹکراؤ کی منصوبہ بندی کرنا چاہتا
تھا اس لئے وہ اٹھ کر پچھلے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے کار سنٹرل انٹیلی جنس کی شاندار اور وسیع و
یض عمارت کے اندر بنی ہوئی پارکنگ میں روکی۔ وہ اس وقت
امی میک اپ میں تھا ـــــ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ مین گیٹ
طرف بڑھ گیا۔ وہ آرتھر سے ملنے آیا تھا۔ اور اس نے میک اپ
لئے کر لیا تھا تاکہ آرتھر تک پہنچنے سے پہلے اس کی شناخت نہ
سکے ـــــ مین گیٹ سے آگے ایک اور پھاٹک تھا جو بند تھا۔
ر ایک سائیڈ پر ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس میں ایک میز کے پیچھے
ب ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی تیز نظریں دروازے پر
ی ہوئی تھیں ـــــ اس کے سامنے میز پر ایک ٹیلی فون اور ایک
نسمیٹر بھی موجود تھا۔

"ہیلو" ـــــ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے میٹھے لہجے
ں کہا۔

"ہیلو ۔۔۔ فرمائیے" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اچھا فرماتے ہیں ذرا دم تو لے لینے دیجئے۔ آپ تو یہاں اطمی
سے کرسی پر ڈٹے بیٹھے ہیں۔ مجھے پارکنگ سے پیدل چل کر آنا پ
ہے ۔۔۔ اور جتنی بڑی عمارت ہے۔ شاید اور کتنا پیدل چلنا پڑے
عمران نے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر اطمینان سے بیٹھتے ہو
کہا۔ اور وہ ادھیڑ عمر آدمی اب غور سے عمران کو دیکھنے لگا۔

"آپ پلیز اتنے غور سے مجھے نہ دیکھئے ورنہ چیف کمشنر تک
پہنچنے میں آدھا رہ جاؤں گا۔ سنا ہے غور سے دیکھنے پر آدمی کا
کم ہو جاتا ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو آپ چیف کمشنر سے ملنا چاہتے ہیں۔ سوری وہ اس وقت
ضروری کام میں مصروف ہیں۔ آپ پھر کبھی آئیے" ۔۔۔ ادھیڑ
نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔ شاید اسے یقین ہو گیا
عمران ذہنی مریض ہے۔ اس لئے وہ اب اس سے پیچھا چھڑانا چا
تھا۔

"میں اس ضروری کام کے سلسلے میں ان سے ملنا چاہتا ہوں
مجھے ڈاکٹر او۔ٹی کہتے ہیں۔ او۔ٹی تو آپ جانتے ہی ہوں گے۔ قبض
اکسیر دوا ہے ۔۔۔ بس کیا کریں۔ اصل نام تو کچھ اور تھا لیکن ا
دوا کی مشہوری کے بعد لوگوں نے مجھے ہی ڈاکٹر او۔ٹی کہنا شرو
کر دیا۔ اور اب آپ سے کیا چھپانا۔ او۔ٹی میری ہی ایجاد ہے
ویسے آپ نے بھی او۔ٹی تو استعمال کی ہی ہو گی۔ کیسی دوا ہے
عمران کی زبان چل پڑی۔

"مجھے کبھی قبض کی دوا کی ضرورت نہیں پڑی اور نہ میں نے کبھی
ٹی کا نام سنا ہے۔ اور سنو۔ میں نے تمہیں بہت برداشت
لیا ہے ۔۔۔ اس لئے اب تم چلتے پھرتے نظر آؤ ورنہ ....."
ران کی توقع کے عین مطابق ادھیڑ عمر کی قوت برداشت جواب
ے ہی گئی تھی۔

"سوری۔ آپ غلط سمجھے ہیں۔ او۔ٹی چل پھر کر نہیں بیچتا۔ بلکہ او۔ٹی
ھے چلاتی پھراتی رہتی ہے۔ اب دیکھیں آپ کے چیف کمشنر صاحب
پنے دفتر اور لیٹرین کے درمیان مسلسل چل پھر رہے ہیں۔ انہوں
ے آدھا فون مجھے اپنے دفتر سے کیا اور باقی آدھا لیٹرین سے چنانچہ
ے او۔ٹی کی سپیشل خوراک لے کر آنا پڑا ۔۔۔ آخر چیف کمشنر ہیں۔
پ جیسے ہیٹیچر کے افسر تو نہیں ہیں" ۔۔۔ عمران نے اسے مزید
ڑاتے ہوئے کہا۔

اور اپنے متعلق ہیٹیچر کا لفظ سن کر ادھیڑ عمر کا چہرہ غصے سے سرخ
و گیا۔

"یو گٹ آؤٹ نانسن" ۔۔۔ ادھیڑ عمر یک لخت بری طرح
یخ پڑا۔

"سوچ لو۔ اگر میں آؤٹ ہو گیا تو او۔ٹی بھی ساتھ ہی آؤٹ ہو
بلئے گی۔ اور پھر تمہارا چیف کمشنر لیٹرین سے کبھی بھی آؤٹ نہ ہو
سکے گا ۔۔۔ جب اسے پتہ چلا کہ تم نے ڈاکٹر او۔ٹی کو آؤٹ کر دیا
ہے تو ہو سکتا ہے تم زندگی سے ہی آؤٹ ہو جاؤ" ۔۔۔ عمران نے
بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم جانتے ہو یا نہیں" ـــ ادھیڑ عمر نے انتہائی غصیلے لہجے میں
کہا۔ لیکن اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
"یس ـــ ٹوڈی فرام آؤٹ گیٹ" ـــ ادھیڑ عمر نے ایک
جھٹکے سے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔
"ٹوڈی ـــ ڈاکٹر او۔ ڈی تو ابھی تک نہیں پہنچے۔ اگر وہ آئیں تو ا
فوراً میرے پاس بھجوا دینا" ـــ دوسری طرف سے چیف کمشنر آ
کی آواز سنائی دی۔
"ڈ ـــ ڈ ـــ ڈاکٹر۔ او۔ ڈی۔ یس سر۔ وہ یہاں بیٹھے ہیں
لیکن وہ تو سر ایمرجنسی کی بات کر رہے ہیں" ـــ ٹوڈی
گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"آئے بیٹھے ہیں۔ اور تم نے انہیں وہیں بٹھا رکھا ہے نا
تمہیں ایمرجنسی کے متعلق بتایا بھی ہے انہوں نے۔ تب بھی تم انہ
وہیں بٹھائے ہوئے ہو ـــ میں تمہارا جواب طلب کروں گا۔ نا
فوراً بھیجو۔ فوراً" ـــ آرتھر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔
"یس سر ـــ یس سر۔ میں سمجھ گیا سر۔ ابھی سر"
ٹوڈی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ اور رسیور کریڈل
رکھ کر فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔
"آئیے ڈاکٹر صاحب۔ میں آپ کو خود چھوڑ آؤں۔ باس واقعی
ایمرجنسی میں ہے" ـــ ادھیڑ عمر ٹوڈی نے بری طرح بوکھلا
ہوئے انداز میں کہا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ واقعی آرتھر کا م
خراب ہو گیا ہے۔ اور اس پر ایمرجنسی طاری ہے جب کہ اس

تو عزت افزائی کے طور پر براہِ راست معدہ خراب کہنے کی بجائے
ایمرجنسی کا لفظ استعمال کیا تھا۔ اب آرتھر کو کیا معلوم کہ عمران اسے
کیا چکر دیئے بیٹھا ہے۔
"لیکن ڈاکٹر او۔ ڈی کسی کا پابند نہیں ہے مسٹر اب تو میں
اپنی مرضی سے جاؤں گا۔ ذرا ایمرجنسی مزید شدید ہو لے" ـــ عمران
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور اطمینان سے کرسی پر بیٹھا رہا۔
"اوہ ڈاکٹر ـــ فار گاڈ سیک۔ فوراً چلیں۔ ورنہ باس مجھے کچا چبا
جائے گا۔ پلیز" ـــ ٹوڈی نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں
کہا۔
"اچھا ـــ تو یہ عادت کب سے پڑی ہے اسے" ـــ عمران نے
طویل سانس لیتے ہوئے یوں کہا جیسے حکیم نے کسی پرانے مرض کی
بنیاد تلاش کر لی ہو۔
"عادت ـــ کون سی عادت ـــ پلیز چلیں" ـــ ٹوڈی نے
بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ عمران کو
جبری اٹھا کر لے جائے۔
"یہی کچا چبانے والی۔ اسے بہرحال یہ عادت چھوڑنی پڑے گی۔
ورنہ او۔ ڈی تو کیا ٹوڈی بھی کچھ نہ کر سکے گی" ـــ عمران نے ادھیڑ
عمر کے نام کو ساتھ گھسیٹتے ہوئے کہا۔
"ارے ارے ـــ میں تو محاورتاً بات کر رہا تھا۔ پلیز ڈاکٹر آپ
کیوں میری موت کا سامان کر رہے ہیں" ـــ ٹوڈی اب واقعی
پاگل پن کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ آپ مجھ پر سراسر الزام لگا رہے ہیں۔ ایک ڈاکٹر کے لئے اس سے بڑی توہین کیا ہو سکتی ہے کہ اُسے کہا جائے کہ وہ موت کا سامان کرتا ہے — میں کوئی گورکن تو نہیں ہوں۔ میں اس پر زبردست احتجاج کرتا ہوں اور احتجاجاً واک آؤٹ نہیں بلکہ گٹ آؤٹ ہو رہا ہوں۔ اور ویسے بھی تم نے مجھے پہلے گٹ آؤٹ کہا ہی تھا — چلو تمہاری لاج بھی رہ جائے گی آخر تم بھی تو افسر ہو" — عمران اب پوری طرح اُسے زچ کرنے پر تل گیا تھا۔

" اوہ اوہ — خدایا — میں کس مصیبت میں پھنس گیا۔ اوہ پلیز ڈاکٹر — خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو۔ باس انتہائی سخت آدمی ہے۔ اور اس تکلیف کے دوران تو وہ پاگل ہو رہا ہو گا" ٹوڈی نے اب باقاعدہ اپنے بال نوچتے ہوئے کہا۔

" ایک شرط ہے۔ باس کے علاج کی رقم تمہیں دینی ہو گی۔ اب وہ بڑا افسر ہے۔ ہو سکتا ہے مجھے ٹرخا دے۔ اس لئے اوپر کی سپیشل ڈوز کی قیمت کے ساتھ میری وزٹ فیس یہ تمہیں ادا کرنی ہو گی — ورنہ میں واپس جا رہا ہوں۔ مجھ سے اس نے پوچھا تو میں کہہ دوں گا آپ کے ٹوڈی صاحب نے مجھے گٹ آؤٹ کر دیا تھا" عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

" فیس — اوہ — میں ڈبل فیس دوں گا۔ آپ چلیں تو سہی" ٹوڈی نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تو پھر نکالو۔ میں ادھار کا قائل نہیں ہوں۔ پچاس ڈالر دوا کی قیمت اور پانچ سو ڈالر میری وزٹ فیس۔ پانچ سو پچاس ڈالر" — عمران نے کہا۔

" پانچ سو پچاس ڈالر" — ٹوڈی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور نیم بے ہوش سا ہو کر کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کا چہرہ اب بے بسی سے پھڑکنے لگا تھا۔

" پانچ سو پچاس ڈالر۔ میری چار ہفتوں کی تنخواہ۔ ناممکن۔ میں کیسے دے سکتا ہوں" — ٹوڈی نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

" ڈاکٹر — میرے پاس تو اس پورے ہفتے کے لئے صرف دس ڈالر ہیں۔ یہ لے لو ڈاکٹر۔ میں باقی ہفتہ بھوکا رہ جاؤں گا۔ کچرے سے ڈبل روٹی کے ٹکڑے اٹھا کر کھا لوں گا۔ لیکن میری نوکری تو سلامت رہ جائے گی" — ٹوڈی نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور جیب سے بٹوہ نکال کر اس میں موجود اکلوتا دس ڈالر کا نوٹ اس طرح نکال کر عمران کی طرف بڑھایا جیسے وہ اپنی زندگی کی آخری پونجی تک جوئے پر لگا رہا ہو۔

" اچھا چلو دس ڈالر ہی سہی" — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں اس کے ہاتھ سے دس ڈالر کا نوٹ لیا۔ اور ٹوڈی کا ہاتھ بے جان ہو کر میز پر گر گیا۔ شاید اب تک اس کا خیال تھا کہ ڈاکٹر مذاق کر رہا ہے — اس لئے دس ڈالر کا نوٹ بچ جائے گا۔ لیکن عمران نے جب واقعی اس کے ہاتھ سے نوٹ لے لیا۔ تو اس کا چہرہ لٹک گیا۔ آنکھیں بجھ سی گئیں۔

" ارے — یہ تو جعلی نوٹ ہے۔ کمال ہے۔ اب پولیس والے

بھی جعلی نوٹ دینے لگے "——عمران نے نوٹ ہاتھ میں پکڑ کر چونکتے ہوئے کہا۔

"ج——ج——جعلی——کیا کہہ رہے ہیں"——کرسی پر بیٹھا ہوا ٹوڈی اس طرح اچھلا جیسے اس کے پیر میں اچانک بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔

"خود دیکھ لو۔ اگر یقین نہ آئے تو پھر یہ نوٹ دیکھ لو یہ اصلی ہیں" عمران نے جیب سے سو ڈالر کا نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مم——مگر یہ تو سو ڈالر کا ہے"——ٹوڈی نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے سو ڈالر کے نوٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اس جیسی حیثیت کے ملازم کے لئے سو ڈالر کا نوٹ تو بہت بڑا نوٹ تھا۔

"ڈالر تو ہیں۔ چلو تم انہیں ملاتے رہو۔ میں ذرا تمہارے باس کے پاس ہو آؤں"——عمران نے بڑے بے نیازانہ انداز میں اندرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"مم——مم——مگر آدھے گھنٹے بعد میری ڈیوٹی آف ہو جائے گی۔ آپ یہ رکھ لیں"——ٹوڈی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ گھر جا کر اچھی طرح ملا لینا۔ اور ویسے بھی ڈاکٹر اور۔ ٹی کی یہ توہین ہے کہ وہ کسی کو کوئی چیز دے اور پھر واپس بھی لے لے۔ اب یہ تمہارا ہو گیا"——عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اور ٹوڈی ہاتھ میں سو ڈالر کا نوٹ پکڑے منہ کھولے کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ اُسے شاید یقین نہ آرہا تھا کہ اس خود غرض معاشرے میں ایسا بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی کسی کو اس قدر بے نیازی سے سو ڈالر دے دے——اس کے دو ہفتوں کی تنخواہ۔ لیکن اب اُسے کیا معلوم کہ ڈاکٹر اور۔ ٹی کارٹ لینڈ کی بجائے پاکیشیا کے معاشرے سے متعلق ہے۔ جہاں دوسروں کی مدد بے غرضی سے کی جاتی ہے۔

عمران چونکہ آرتھر کا کمرہ پہلے سے ہی جانتا تھا۔ اس لئے وہ خود ہی آرتھر کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے بند دروازے پر دستک دینے کی بجائے اُسے دھکیلا اور اندر داخل ہو گیا۔

"تت——تت——تم——کون ہو۔ کیسے اندر آئے"——آرتھر جو میز کے پیچھے بیٹھا رسیور ہاتھ میں اٹھائے ہوئے تھا بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ظاہر ہے اس نے عمران کو اس میک اپ میں کبھی نہ دیکھا تھا۔ اور عمران کم از کم میک اپ کے فن میں اتنا ماہر تو ضرور تھا کہ اس کا کیا ہوا میک اپ اب آرتھر تو نہ پہچان سکتا تھا۔

"مسٹر ٹوڈی سے سو ڈالر واپس نہ لے لینا۔ بے چارہ غریب آدمی ہے"——عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"اوہ——تو یہ تم ہو——اچھا اچھا"——آرتھر نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے مسکرا کر کہا اور ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"وہ بے چارہ ٹوڈی پاگل ہو رہا ہے کہ تم نے اُسے سو ڈالر بغیر کسی وجہ کے دے دیا ہے"——آرتھر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا کہ آرتھر تو چیف باس ہے۔ میری فیس اور دوا کی

قیمت ادا کر ہی دے گا۔ اس سے سو ڈالر زیادہ لے لوں گا۔ کسی غریب
کا تو بھلا ہو ہی جائے گا" ---- عمران نے مسکرا کر کرسی پہ بیٹھتے
ہوئے کہا۔

"فیس اور دوا کی قیمت ---- کیا مطلب ---- میں سمجھا نہیں"
آرتھر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ اس میں سمجھنے کی کیا بات ہے۔ کیا یہاں ڈاکٹر وزٹ
پہ آتے تو اُسے فیس نہیں دی جاتی۔ اور پھر قبض کی دوا تو بغیر قیمت
کے تو نہیں مل سکتی" ---- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ---- تو تم نے یہ چکر چلا رکھا ہے۔ تبھی ٹوڈی مجھ سے پوچھ رہا
تھا کہ اب آپ کی طبیعت کیسی ہے" ---- آرتھر نے بُری طرح ہنستے
ہوئے کہا۔

"بھئی اب بغیر کسی وجہ کے تو ڈاکٹر چیف کمشنر انٹیلی جنس کے پاس
نہیں آتا" ---- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ تمہیں آخر سوجھی کیا ہے۔ اب کیس تو ختم ہو گیا اب یہ
میک اپ اور یہ بدلا ہوا نام۔ تم نے جب فون پہ مجھے بتایا کہ تم ڈاکٹر
او۔ ڈی کے نام سے مجھے ملنے آ رہے ہو تو میں بڑا حیران ہوا"
آرتھر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تم حیران ہوئے بس اتنا ہی کافی ہے۔ اب تم یہ بتا دو کہ تھرڈ آدمی
کے چیف کے پاس جو مائیکرو ٹیپ تھی اور جو تمہیں ایک ایکسیڈنٹ
شدہ آدمی کے پاس سے ملی تھی ---- کیا وہ اصل ٹیپ تھی۔ میرا مطلب
ہے مکمل" ---- عمران نے یک لخت سنجیدہ ہو کر پوچھا۔

"اصل ---- مکمل ---- کیا مطلب ---- میں سمجھا نہیں" ---- آرتھر
نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ تھرڈ آدمی کے چیف نے وہ ٹیپ یہاں اپنے
ایک دوست کو امانتاً دی تھی اور اس کا وہ دوست تمہارا بھی گہرا
دوست ہے ---- اس لئے پوچھ رہا تھا کہ کہیں دوستی کے چکر میں تم پاکیشیا
کے لئے کوئی غلط کام تو نہیں کر دیا۔ معاف کر دیا نہ معاف کرو۔ یہ تمہاری
مرضی ہے۔ لیکن یہ سن لو کہ جہاں پاکیشیا کے مفادات کو معمولی سی
ضرب پہنچنے کا بھی امکان ہو۔ وہاں میں دوستی اور خون کے رشتوں کی
بھی پرواہ نہیں کرتا" ---- عمران کا لہجہ کاٹ کھانے والا تھا۔

"یہ تت ---- تت ---- تم کیا کہہ رہے ہو عمران۔ میں بالکل نہیں سمجھا
کیسا دوست اور کیسا نقصان۔ مجھے تفصیل بتاؤ۔ پلیز۔ اور یقین کرو کہ
میں نے کبھی اپنے ملک سے غداری کا سوچا تک نہیں ---- اور جب
میرا ملک پاکیشیا کے ساتھ مخلص ہے تو میں کس طرح پاکیشیا کے
مفادات کو نقصان پہنچا سکتا ہوں" ---- آرتھر نے ہونٹ کاٹتے
ہوئے جواب دیا۔

عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"ڈیتھ گروپ کو جانتے ہو" ---- عمران نے کہا۔

"ڈیتھ گروپ ---- ہاں اچھی طرح جانتا ہوں۔ مقامی غنڈوں کا گروپ
ہے۔ اکثر منشیات۔ قتل اور غنڈہ گردی میں ملوث رہتا ہے۔ لیکن یہ
دھندے میرے دائرہ اختیار میں نہیں آتے۔ یہ پولیس کا کام ہے"
آرتھر نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"دائرہ اختیار میں نہ آنے کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم ان غنڈوں سے اس حد تک دوستی کر لو کہ وہ تمہیں اپنا ماتحت سمجھنے لگ جائیں۔ کتنی رقم لیتے ہو تم ان سے"۔۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔

"رقم ڈیتھ گروپ سے۔ بالکل نہیں۔ میں نے کبھی ان سے کوئی رقم نہیں لی۔ اور میری کوئی دوستی بھی نہیں۔ صرف ایڈورڈ ہاورڈ جو کہ اس ڈیتھ گروپ کا چیف ہے۔ اس سے تعلقات ضرور ہیں۔۔۔۔ اور وہ بھی اس لئے کہ ایک موقع پر اس نے اپنی جان پر کھیل کر میرے بیٹے کو ایک غیر ملکی مجرم کے ہاتھوں سے بچایا تھا۔ تب سے اس کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہیں۔۔۔۔ لیکن میں نے کبھی اس سے نہ ہی کوئی غلط کام کرایا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی مفاد اٹھایا ہے۔ ویسے ایڈورڈ ہاورڈ کے اپنے تعلقات یہاں کے انتہائی اعلیٰ حکام کے ساتھ انتہائی دوستانہ ہیں اس لئے اس پر کوئی ہاتھ نہیں ڈالتا"۔۔۔۔ لیکن بات کیا ہے۔ پلیز مجھے کھل کر بتاؤ"۔۔۔۔ آرتھر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"تو پھر سنو کہ وہ اصل مائیکرو ٹیپ اب بھی ایڈورڈ ہاورڈ کے پاس ہے اور اس نے کل اس جہاز کو جس پر تم نے ہماری ٹکٹیں بک کرائی ہیں۔ تباہ کرنے کی باقاعدہ پلاننگ کر رکھی تھی۔۔۔۔ اور ظاہر ہے سوائے تمہارے اور کسی کو ان ٹکٹوں کی بکنگ کا علم نہیں۔۔۔۔ کیونکہ یہ ہمارے اصل نام پر نہیں ہیں۔ جب کہ تمہارا بیان تھا کہ تمہیں وہ مائیکرو ٹیپ مل چکا ہے۔۔۔۔ اب بتاؤ میں تمہاری بات پر اعتبار کر دوں یا نہ کر دوں"۔۔۔۔ عمران نے سخت اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اوہ یہ کیسے ممکن ہے۔ اوہ ہاں، تم یقیناً ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اب مجھے یاد آ گیا ہے۔ اس نے کل ہی خواہ مخواہ تھرڈ آرمی کا ذکر کر ڈالا اور پھر میں نے اسے غیر متعلق سمجھتے ہوئے تمہاری تعریفیں کیں تو اس نے تم لوگوں سے ملنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔۔۔۔ اس پر میں نے کہہ دیا کہ کل فلاں جہاز پر ان کی سیٹیں بک ہیں۔ میں تمہیں ایئر پورٹ ساتھ لے جا کر ملا دوں گا۔ اب مجھے یاد آ رہا ہے۔ اس نے تمہارا ٹھکانہ پوچھنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن میں ٹال گیا۔۔۔۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ جسے میں ایک مقامی غنڈہ سمجھ رہا ہوں وہ دراصل ایسا ہو گا۔ لیکن عمران یہ تو بتاؤ تمہیں ان تفصیلات کا کیسے علم ہوا"۔۔۔۔ آرتھر نے کہا۔ اس کا چہرہ خجالت اور شرمندگی سے سیاہ پڑ گیا تھا۔

"تم کیا سمجھتے ہو کہ میں واقعی تمہارے بیان سے کہ تمہیں مائیکرو ٹیپ مل گیا ہے۔ مطمئن ہو گیا تھا۔ ایسی بات نہیں ہے مجھے معلوم ہے کہ اسرائیلی اتنی آسانی سے جان دینے والے نہیں ہیں۔۔۔۔ اور پھر مجھے ایڈورڈ ہاورڈ کا کلیو مل گیا۔ میں نے جان بوجھ کر ایک ایسی حرکت کی۔ کہ ایڈورڈ ہاورڈ اشتعال میں آ کر ہم پر چڑھ دوڑا۔ اور اس نے انتقامی کارروائی کے طور پر جولیا کو اغوا کر لیا۔۔۔۔ پھر جولیا نے اسے اپنی بے بسی کا احساس دلاتے ہوئے اصل بات اگلوا لی۔ اس کے بعد جولیا فرار ہو کر واپس آ گئی"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے ایڈورڈ ہاورڈ اب اپنی حیثیت سے اونچا اڑ رہا ہے۔ میں اسے کیا اس کے پورے گروپ کو کچل کر رکھ دوں گا"۔۔۔۔ آرتھر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے

ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ عمران خاموش بیٹھا
رہا۔ وہ تو آیا اسی مقصد کے لئے تھا کہ آرتھر کے ذریعے ایڈورڈ ہارڈ
کا اصل ٹھکانہ معلوم کرے ___ کیونکہ صفدر کو اس نے گیم ہاؤس بھیجا
تھا۔ اس نے واپس آکر رپورٹ دی تھی کہ ایڈورڈ ہارڈ روپوش
ہو چکا ہے۔ اور اس کے آدمی سب سے یہی کہہ رہے ہیں کہ وہ
ملک سے باہر چلا گیا ہے ___ ظاہر ہے عمران جانتا تھا کہ ڈیتھ گرڈ
تھرڈ ریٹ غنڈوں کا گروپ ہے۔ ان سے ٹکرانے کا کوئی فائدہ نہ تھا
اس لئے وہ اصل آدمی پر ہی ہاتھ ڈالنا چاہتا تھا۔ اور اس کے روپوش
ہو جانے کے بعد اسے ٹریس کرنے کے لئے آرتھر کا ہی کلیو باقی رہ
گیا تھا۔

"یس ___ ہارڈ گیم ہاؤس" ___ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے
آواز سنائی دی۔

"چیف کمشنر سنٹرل انٹیلی جنس آرتھر سپیکنگ ___ ایڈورڈ ہارڈ
سے بات کراؤ" ___ آرتھر نے انتہائی سخت اور تحکمانہ لہجے میں بات
کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر ___ چیف باس تو ملک سے باہر چلے گئے ہیں۔ آپ
مسٹر برجر سے بات کر لیں وہ ان کے بعد انچارج ہیں" ___ دوسری
طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"برجر ___ لیکن گیم ہاؤس کا انچارج تو کینیڈی تھا وہ کہاں ہے"
آرتھر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"سر۔ کینیڈی بھی باس کے ہمراہ ہی گئے ہیں۔ اب مسٹر برجر

انچارج ہیں" ___ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"برجر سے بات کراؤ" ___ آرتھر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب
دیا۔

"یس سر۔ برجر بول رہا ہوں" ___ چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ
سی آواز سنائی دی۔

"برجر ___ ایڈورڈ کہاں ہے" ___ آرتھر نے انتہائی سخت لہجے
میں کہا۔

"وہ اچانک ملک سے باہر چلے گئے ہیں جناب" ___ برجر نے
جواب دیا۔

"کب گئے ہیں اور کہاں گئے ہیں" ___ آرتھر نے تقریباً ڈانٹ
کر پوچھا۔

"آج صبح گئے ہیں۔ اور جناب۔ وہ کبھی یہ بتا کر نہیں جاتے کہ وہ
کہاں گئے ہیں اور کب واپس آئیں گے" ___ برجر نے تفصیل سے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ میں دیکھ لیتا ہوں" ___ آرتھر نے جواب دیا
اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"وہ یقیناً تمہارے خوف سے ملک سے ہی فرار ہو گیا ہے"
آرتھر نے رسیور رکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ بتاؤ آرتھر۔ کہ تمہیں کتنا عرصہ ہو گیا ہے۔ انٹیلی جنس میں آئے
ہوئے" ___ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"مجھے ___ کیوں ___ دس بارہ سال تو ہو گئے ہیں" ___ آرتھر نے

چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کیا ہے۔ اس سے بہتر تھا کہ تم بچوں کے نیپکن بیچنے کی کوئی دکان کھول لیتے۔ بچے تو پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں —— تمہاری دکان چل نکلتی۔ اس تھرڈ کلاس غنڈے نے تمہیں بتایا کہ وہ ملک سے باہر ہے اور تم نے یقین کر لیا۔ کیا تمہاری انٹیلی جنس بس اتنا ہی کام کرتی ہے" —— عمران کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"اوہ —— تو تمہارا مطلب ہے وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ لیکن انہیں جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ کم از کم میرے سامنے۔ جب کہ میرے اور اس کے تعلقات کے بارے میں سب جانتے ہیں۔ اور کم از کم برجر جیسے آدمی کو تو تمہارے متعلق علم ہی نہ ہوگا" —— آرتھر نے وضاحت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ہوسکتا ہے۔ برجر کو بھی بتایا گیا ہو۔ لیکن ایسا ہوا نہ ہو تو پھر تم کیا کرو گے" —— عمران نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے وہ کہیں چھپا ہوا ہے۔ اُسے تلاش کرنا ہے" آرتھر نے کہا۔

"چلو —— ایسا ہی سمجھ لو" —— عمران نے کہا۔

"تو میں اپنے آدمیوں کو اس کی تلاش پر لگا دیتا ہوں۔ اگر وہ واقعی ملک میں ہے تو میرے آدمی اُسے ڈھونڈھ لیں گے" —— آرتھر نے کہا۔

"کتنے دن لگیں گے اس کی تلاش میں" —— عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اب یہ میں کیا بتا سکتا ہوں۔ یہ تو کلیو ملنے پر ہی منحصر ہے" آرتھر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اُسے ڈھونڈتے رہو۔ اور مجھے اجازت دو۔ میں نے سوچا تھا کہ تم سنٹرل انٹیلی جنس کے چیف کمشنر ہو۔ تمہارے لئے کسی غنڈے کو تلاش کرانا کوئی مسئلہ نہ ہوگا —— لیکن اب یہ کام مجھے ہی کرنا ہوگا۔ اب ہم یہاں تمہاری تلاش کا نتیجہ دیکھنے کے لئے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے تو نہیں رہ سکتے" —— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ پلیز۔ بیٹھو عمران۔ پلیز۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ تم لوگوں کی صلاحیتوں کے مقابلے میں میری صلاحیتیں صفر سے بھی کم ہیں۔ تم لوگوں نے جس انداز میں کام کرتے ہوئے تھرڈ آدمی کو نہ صرف ٹریس کر لیا بلکہ اس کا خاتمہ بھی کر دیا —— میں اس کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ اور مجھے تمہاری بات پر یقین ہے کہ ایڈورڈ ملک سے باہر نہیں گیا۔ لیکن اس کے وسائل بے پناہ ہیں۔ اس لئے بہرحال اُسے تلاش کرنے میں وقت تو لگے گا ہی —— البتہ تمہارے ذہن میں اُسے سامنے لانے کا کوئی پلان ہو تو میں حاضر ہوں" —— آرتھر نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم ایڈورڈ کے لہجے میں بول سکتے ہو" —— عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ایڈورڈ کے لہجے میں —— تم اس کا لہجہ سننا چاہتے ہو تو ایسا ہوسکتا ہے میرے پاس ایک ٹیپ ہے۔ جس میں اس کی ایک فون کال ٹیپ کی گئی تھی۔ اگر تم کہو تو وہ میں تمہیں سنوا دیتا ہوں"

آرتھر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ سنو اود تو یہ اور بھی اچھا ہے" ۔۔۔ عمران مسکراتے ہوئے کہا۔

اور آرتھر کرسی سے اٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں موجود بہت سی کیسٹ ٹیپس میں سے ایک ٹیپ نکالی اور پھر الماری کے نچلے خانے میں موجود کیسٹ ٹیپ ریکا[رڈر] اٹھا کر وہ واپس مڑا ۔۔۔ اور اس نے میز پر ٹیپ ریکارڈر رکھ کر اس میں وہ کیسٹ لگائی اور بٹن آن کر دیئے۔ چند لمحے تو گھر گھر کی آواز سنائی دیں پھر ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے [بعد] رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس ۔۔۔ ایڈورڈ سپیکنگ" ۔۔۔ ایک بھاری آواز ابھری

"بارٹر سپیکنگ باس۔ ہیڈ مال پہنچ گیا ہے باس۔ لیکن ایک پرائنٹ پر ایجنسی آڑے آئی تھی۔ میں نے اس کا صفایا کر دیا ہے۔ میں نے سوچا آپ کو اطلاع کر دوں تاکہ اگر ہائی لیول پر کوئی کارروائی ہو [تو] آپ سنبھال سکیں" ۔۔۔ ایک اور آواز ابھری۔ اور عمران جو خامو[ش] بیٹھا تھا یہ آواز سنتے ہی چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کی آنکھو[ں میں] چمک ابھر آئی۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں سنبھال لوں گا" ۔۔۔ ایڈورڈ نے جواب [دیا] اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز کے ساتھ ہی دو[بارہ] گھر گھر کی آوازیں ابھریں۔ تو آرتھر نے ہاتھ بڑھا کر ریکارڈر کے [بٹن] آف کر دیئے۔

"کافی ہے" ۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

"ہاں کافی ہے ۔۔۔ یہ بارٹر کون ہے۔ اسے جانتے ہو۔ یہ کارٹ لینڈ کا وہ سابقہ سیکرٹ ایجنٹ تو نہیں" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ بالکل یہ وہی ہے۔ پہلے کارٹ لینڈ کی ایک سیکرٹ ایجنسی سے متعلق تھا۔ بڑا تیز طرار اور ہوشیار ایجنٹ تھا۔ بعد ازاں وہ ایجنسی ختم ہو گئی۔ تو یہ غائب ہو گیا۔ اور اب وہ ڈیتھ گروپ سے متعلق ہے ۔۔۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے یہ ڈیتھ گروپ میں منشیات کے ریکٹ کا انچارج ہے" ۔۔۔ آرتھر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کے ٹھکانے کا علم ہے" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"کوئی واضح ٹھکانہ تو ان لوگوں کا نہیں ہوتا البتہ گولڈن بار اس کا خاص ٹھکانہ ہے۔ لیکن تمہیں یہ اچانک بارٹر سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی۔"

"گولڈن بار کا نمبر ملا کر مجھے رسیور دو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور آرتھر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس گولڈن بار" ۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔ اور آرتھر نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو ۔۔۔ ایڈورڈ سپیکنگ ۔۔۔ بارٹر یہاں آیا ہے" عمران نے ایڈورڈ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر ۔۔۔ آپ کے ساتھ جانے کے بعد تو واپس نہیں

آئے"۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا"۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے ایڈورڈ بارٹر کے ساتھ ہے۔ اور یہیں
موجود ہے۔ لیکن تم نے یہ اندازہ کیسے لگایا"۔۔۔ آرتھر نے کہا

"جہاں تک میں سمجھا ہوں ایڈورڈ کے بس میں یہ سیکرٹ ایجنس
نہیں ہے۔ وہ سیدھا سادھا مار دھاڑ والا بدمعاش ہے۔ اس
لئے بارٹر کا اس سے متعلق سنتے ہی مجھے خیال آیا تھا کہ وہ لازماً بارٹر
سے ہمارے بارے میں امداد حاصل کرے گا۔ اسی لئے اندازاً
نے یہ بات کی تھی"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور آرتھر نے یوں سر ہلا دیا جیسے عمران کے اندازے پر
واقعی ایمان لے آیا ہو۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہے"۔۔۔ آرتھر نے اشتیاق آمیز لہجے میں

"اب کرنا کیا ہے۔ وہ لازماً ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے۔ اور
میں انہیں زیادہ تکلیف نہیں دینا چاہتا۔ میں اپنے ساتھیوں سمیت
اصل شکل میں گولڈن بار پہنچ جاتا ہوں۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے
گا"۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک اور تجویز ہے۔ اگر تمہیں پسند آئے تو اس طرح بھی ہم ان
کو گھیر سکتے ہیں"۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

"وہ کیا ہے"۔۔۔ عمران نے مڑ کر پوچھا۔

"میں اپنے آدمیوں کو گولڈن بار کے گرد تعینات کر دیتا ہوں
جیسے ہی ایڈورڈ وہاں پہنچے گا وہ اسے اغوا کر کے یہاں لے آئیں گے

آرتھر نے جواب دیا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے اگر تمہارے آدمی ایسا کر لیں تو"۔۔۔ عمران
نے جواب دیا۔

"کیوں نہیں کر لیں گے۔ یقیناً کریں گے"۔۔۔ آرتھر نے پرجوش
انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے اسے اغوا کرا لو۔ میں تمہیں فون کر کے پوچھ لوں گا۔
اور اس کے بعد باقی پروگرام بنا لیں گے۔ کیا خیال ہے شام تک یہ کام
ہو جائے گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بالکل ہو جائے گا۔ ویسے تم اپنی جگہ بتا دو تو میں ایڈورڈ کو لے کر
خود وہاں پہنچ جاؤں گا"۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

"فی الحال تو ہم سڑکوں پر آوارہ گردی کر رہے ہیں۔ کوئی من پسند
جگہ بھی نظر نہیں آئی جہاں آسانی سے قبضہ کر سکیں"۔۔۔ عمران نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔
آرتھر سمجھ گیا کہ عمران بتانا نہیں چاہتا۔ اس لئے اس نے بھی زیادہ
اصرار نہیں کیا۔ بلکہ ٹیلی فون اٹھا کر اپنے آدمیوں کو ہدایات دینے
میں مصروف ہو گیا۔

"ان کو تلاش کرنا تو بڑا آسان ہے باس" ——— بارٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ایڈورڈ ہیڈ کوارٹر سے نکل کر سیدھا گولڈن بار گیا تھا۔ اور اس نے وہاں جاکر بارٹر سے ساری صورت حال ڈسکس کی تھی۔

"وہ کیسے" ——— ایڈورڈ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"آرتھر کے ذریعے ——— آرتھر کا رابطہ لازماً ان کے ساتھ ہوگا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ بھی آپ کو تلاش کرنے کے لئے آرتھر کا ہی سہارا لیں" ——— بارٹر نے کہا۔

"لیکن آرتھر کو شاید ان کے ٹھکانے کا علم نہ ہو۔ کیونکہ پہلے بھی آرتھر اس بات کو ٹال گیا تھا" ——— ایڈورڈ نے کہا۔

"پہلے اسے معلوم ہو یا نہ ہو۔ لیکن اب وہ ضرور آپ کی تلاش کے لئے اس سے رابطہ کرے گا" ——— بارٹر نے کہا۔

"تو پھر کیا کیا جائے" ——— ایڈورڈ نے کہا۔

"ٹھہریں ——— میں معلوم کرتا ہوں" ——— بارٹر نے کہا۔ اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— سنٹرل انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر" ——— چند لمحوں بعد رسیور سے ایک آواز ابھری۔

"اوہ ——— یہ آواز تو ٹوڈی کی معلوم ہو رہی ہے" ——— بارٹر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں ٹوڈی ہی بول رہا ہوں۔ آپ کون ہیں" ——— دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"ٹوڈی میں بارٹر بول رہا ہوں" ——— بارٹر نے نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— بارٹر تم ——— ارے آج یہاں ہیڈ کوارٹر کیسے فون کر لیا" ——— ٹوڈی نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کے بارٹر کے ساتھ اچھے تعلقات تھے۔ اور ٹوڈی اکثر اس سے رقم ادھار لیتا رہتا تھا۔ اور بارٹر نے بھی ادھار دی ہوئی رقم اس لئے کبھی واپس نہ مانگی تھی کہ کبھی ٹوڈی کام آسکتا ہے۔

"یار وہ تمہارے باس آرتھر کا پتہ کرنا تھا کہ وہ اس وقت کہاں ہوگا" ——— بارٹر نے کہا۔

"باس آرتھر۔ وہ دفتر میں ہے۔ بات کراؤں" ——— ٹوڈی نے جواب دیا۔

"ارے نہیں۔ دفتر میں بات نہیں ہو سکتی۔ تم جانتے تو ہو مسائل کیا ہیں" ——— بارٹر نے کہا اور جواب میں ٹوڈی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ہاں جانتا ہوں۔ اور شاید باس اس وقت بات بھی نہ کرتا کیونکہ وہ سخت تکلیف میں مبتلا ہے۔ اور ڈاکٹر او۔ ٹی اس کا علاج کر رہا ہے"۔۔۔۔ ٹوڈی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ڈاکٹر او۔ ٹی۔۔۔۔ وہ کون ہے"۔۔۔۔ بارٹر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اور ٹوڈی نے ڈاکٹر او۔ ٹی کی آمد سے لے کر اس کے دفتر جانے تک کی ساری روئیداد ہنستے ہنستے سنا دی۔

"اچھا۔۔۔۔ بڑا دلچسپ آدمی ہے یہ ڈاکٹر او۔ ٹی۔۔۔۔ بہرحال میں نے صرف یہی پتہ کرنا تھا کہ آرتھر اس وقت کہاں ہے۔ اور سنو ٹوڈی۔ باس کو میرے متعلق نہ بتانا"۔۔۔۔ بارٹر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔ میں سمجھ گیا۔ تم بے فکر رہو"۔۔۔۔ ٹوڈی نے جواب دیا اور بارٹر نے رسیور رکھ دیا۔

"میرے خیال میں باس۔ یہ ڈاکٹر او۔ ٹی ہی آپ کا مطلوبہ آدمی ہے جو آپ نے اس کی خصوصیات بتائی تھیں وہ اس ڈاکٹر او۔ ٹی پر عین پوری اترتی ہیں"۔۔۔۔ بارٹر نے کہا۔

"اگر یہ دفتر میں ہے تو پھر اس کی نگرانی کی جا سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کام سیدھا ہو جائے"۔۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ آپ میرے ساتھ چلیئے۔ ہم خود ہی نگرانی کر لیتے ہیں۔ میک اپ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس نے آپ کو اور مجھے دونوں کو ہی نہیں دیکھا ہوا"۔۔۔۔ بارٹر نے کہا اور ایڈورڈ سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار گولڈن بار کے احاطے سے نکل کر تیزی سے

سنٹرل انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھنے لگی۔ وہ زیادہ سے زیادہ چند منٹ میں ہیڈ کوارٹر کے سامنے پہنچ گئے۔ بارٹر نے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔۔۔۔ اور پھر اس نے کار میں موجود ٹیلی فون سے ایک بار پھر ٹوڈی سے رابطہ قائم کیا۔ تو اسے بتایا گیا کہ ابھی ڈاکٹر او۔ ٹی دفتر میں ہی ہے۔ بارٹر نے اس کے لباس کے متعلق بھی پوچھ لیا۔۔۔۔ اور اس کے بعد وہ ہیڈ کوارٹر کے گیٹ کی طرف منتظر نظروں سے دیکھنے لگے۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ڈاکٹر او۔ ٹی کے حلیے کا آدمی ہیڈ کوارٹر کے مین گیٹ سے نکلا اور پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔

"یہی ڈاکٹر او۔ ٹی ہے"۔۔۔۔ بارٹر نے اس آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پاس بیٹھے ایڈورڈ سے کہا۔ اور ایڈورڈ نے سر ہلا دیا۔ ڈاکٹر او۔ ٹی کار میں سوار ہو کر جیسے ہی سڑک پر آیا۔ بارٹر نے اس کے تعاقب میں گاڑی لگا دی۔۔۔۔ لیکن وہ انتہائی احتیاط سے کام لے رہا تھا تاکہ اگر ڈاکٹر او۔ ٹی واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا آدمی ہے تو پھر وہ تعاقب سے ہوشیار نہ ہو جائے۔

"اسے یا تو تعاقب کا احساس ہو گیا ہے۔ حالانکہ میں بے حد احتیاط کر رہا ہوں یا پھر یہ عادتاً ادھر ادھر کی سڑکوں پر گھوم رہا ہے"۔ مختلف سڑکوں پر گھومنے کے بعد بارٹر نے کہا۔

"میرے خیال میں اسے یہیں سے اغوا نہ کر لیا جائے۔ خواہ مخواہ لمبے چکر میں پھنسنے کا فائدہ"۔۔۔۔ ایڈورڈ نے اپنی طبیعت سے مجبور ہو کر اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر اسے یہیں سے اغوا کرنے کی کوشش کی گئی تو ایک تو یہ ہوشیار ہو جائے گا اور دوسرا اس کے ساتھی ٹریس نہ ہو سکیں گے" بارٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایڈورڈ منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔

ڈاکٹر او۔ڈی کی کار مختلف سڑکوں سے گھومتی ہوئی آخر کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو گئی۔ اور پھر اس کالونی کی ایک کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔

بارٹر نے کار کافی دور ہی ایک سائیڈ پر روک دی۔ ڈاکٹر او۔ڈی کی کار پھاٹک کھلنے پر اندر چلی گئی۔

"تو یہ ٹھکانہ ہے اس ڈاکٹر او۔ڈی کا" ــــ ایڈورڈ نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ یہاں رکیں۔ میں اندر جاتا ہوں۔ تاکہ صحیح صورت حال کا پتہ چل سکے" ــــ بارٹر نے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"ہوشیار رہنا۔ یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں" ــــ ایڈورڈ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ بارٹر کی ساری زندگی اسی دھندے میں گذری ہے" ــــ بارٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کار کا دروازہ کھول کر تیزی سے سڑک کراس کر گیا۔

ایڈورڈ خاموش بیٹھا اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا۔ بارٹر اس کوٹھی سے ملحقہ گلی میں داخل ہو کر غائب ہو گیا۔ ایڈورڈ بارٹر کے جانے کے بعد کھسک کر ڈرائیونگ سیٹ پر ہو گیا ــــ تاکہ اگر بارٹر کی عدم موجودگی

میں ڈاکٹر او۔ڈی باہر نکل آئے۔ تو اس کا تعاقب کیا جا سکے۔ لیکن پھاٹک بدستور بند ہی رہا۔

تھوڑی دیر بعد بارٹر گلی سے نکل کر واپس کار کی طرف آتا دکھائی دیا تو ایڈورڈ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ کیونکہ بارٹر کے چہرے پر موجود جوش دور سے ہی صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ کھسک کر دوبارہ ساتھ والی سیٹ پر ہو گیا۔

"باس۔ کامیابی۔ اندریاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہی لوگ ہیں۔ وہ عورت جولیا بھی اندر موجود ہے۔ میں نے ان کی آوازیں ڈکٹافون پر ٹیپ کی ہیں۔ یہ سن لیں" ــــ بارٹر نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے پرجوش آواز میں کہا۔ اور دروازہ بند کر کے اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ڈکٹا فون کیچر نکال کر اس کی سائیڈ کا بٹن دبا دیا۔

"تمہارا خیال درست ہے عمران۔ ایڈورڈ کو گولڈن بار میں گھیرا جا سکتا ہے" ــــ ایک آواز ابھری۔

"گولڈن بار میں لمبا چوڑا ہنگامہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ ایڈورڈ کو زندہ اور صحیح سلامت اغوا کر کے یہاں لایا جائے۔ تاکہ اس ٹیپ کی دستیابی کے ساتھ ساتھ اس سے جولیا کا انتقام بھی لیا جا سکے ــــ اس لئے میں نے آرتھر کی تجویز قبول کر لی تھی۔ اگر شام تک آرتھر کے آدمی ایڈورڈ کو اغوا نہ کر سکے تو پھر ہم حرکت میں آ جائیں گے" ــــ ایک اور آواز ابھری۔

"تم اسے میرے حوالے کر دینا عمران۔ میں اس بھیڑیئے سے

اپنا انتقام خود لینا چاہتی ہوں" ـــــ ایک عورت کی آواز سنائی دی۔

"تمہارا بازو ٹھیک نہیں ہے۔ اس لئے تم صرف تماشہ دیکھنا۔ باقی کام تنویر کرے گا۔ آخر یہ کس مرض کی دوا ہے" ـــــ عمران کی آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی ایک کھٹکا ہوا اور آواز آنی بند ہوگئی۔

"اس کے بعد میں نے ایک آدمی کی جھلک دیکھی تھی اس لئے میں نے واپس آنے کا فیصلہ کرلیا۔ کیونکہ جو کچھ ہمارا مقصد تھا وہ تو حل ہو ہی گیا تھا" ـــــ بارٹر نے ڈکٹا فون کیچر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"بالکل حل ہوگیا اور اب میں ان پر قہر بن کر ٹوٹ پڑوں گا۔ اب انہیں پتہ چلے گا کہ ڈیتھ گروپ کیا چیز ہے" ـــــ ایڈورڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور کار میں لگے ہوئے فون کے نمبر پریس کرنے شروع کردیئے۔

"یس ـــ ہاورگیم ہاؤس" ـــــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"چیف باس بول رہا ہوں۔ برجر سے بات کراؤ" ـــــ ایڈورڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ـــــ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔ اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد رسیور پر برجر کی آواز ابھری۔

"برجر سپیکنگ" ـــــ برجر کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"برجر ـــ میں چیف باس بول رہا ہوں۔ تم ہیڈ کوارٹر سے ایکشن گروپ کو ہمراہ لے کر فوراً ناٹن کالونی کے پہلے چوک پر پہنچ جاؤ۔ ہر قسم کا ریڈنگ

اسلحہ ہمراہ ہونا چاہئے" ـــــ ایڈورڈ نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ـــــ دوسری طرف سے برجر نے کہا اور ایڈورڈ نے کال آف کردی۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ کیا آپ ان پر یک لخت ٹوٹ پڑیں گے۔ یا انہیں زندہ پکڑنے کی کوشش کریں گے" ـــــ بارٹر نے پوچھا۔

"میں ان پر قیامت بن کر نازل ہوں گا۔ تم دیکھو تو سہی میں اس پوری کوٹھی کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ میں ان کے جسموں کی راکھ فضا میں بکھیر دوں گا" ـــــ ایڈورڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں جواب دیا اور بارٹر خاموش ہوگیا۔

"تم کار لے کر پہلے چوک پر چلو۔ برجر وہیں پہنچے گا" ـــــ ایڈورڈ نے کہا اور بارٹر نے سر ہلاتے ہوئے کار سٹارٹ کی اور اسے واپس موڑ کر پہلے چوک کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ پہلا موقع ہے عمران صاحب کہ آپ نے خود کام کرنے کی بجائے دوسروں پہ کام چھوڑ دیا ہے" ____ صفدر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ شادی میں خود ہی کروں گا۔ ہاں یہ تم پہ نہیں چھوڑی جاسکتی" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور صفدر ہنس پڑا۔

"میرا مطلب یہ نہ تھا۔ میرا مطلب ہے ایڈورڈ کو آپ نے خود اغوا کرنے کی بجائے یہ کام آرتھر پہ چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ یہ آپ کی طبیعت کے خلاف ہے" ____ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب یار سارے کام میں نے تو نہیں کرنے۔ ایک کام شادی والا ہی ہو جائے تو اس کے بعد کوئی کام باقی ہی نہیں رہتا" ____ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"صفدر واقعی درست کہہ رہا ہے۔ اور تم بات ٹالنے کی کوشش کر رہے ہو۔ سچ بتاؤ اصل چکر کیا ہے" ____ جولیا نے جو ایک سائیڈ کوچ پہ بیٹھی ہوئی تھی خشمگیں لہجے میں بول پڑی۔

"اصل بات بتا دوں" ____ عمران نے بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ____ لیکن یاد رکھو۔ اس بار تم نے کوئی بکواس کی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا" ____ جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"تم سے برا کون ہو سکتا ہے۔ اوہ سوری۔ تم سے اچھا۔ برے کے بارے میں تو اپنا یار تنویر ہی بہتر بتا سکتا ہے" ____ عمران نے کہا۔

"تم یہ اچھے برے کا چکر چھوڑو۔ سیدھی بات کرو کہ اصل بات کیا ہے۔ میں زندگی بھر یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ تم آرتھر کے ذمہ کام لگا کر خود ہاتھ پہ ہاتھ دھر کر بیٹھ جاؤ" ____ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاتھ پہ ہاتھ ____ ارے نہیں ____ یہ پرانے زمانے کا محاورہ تھا۔ اب تو پیر پہ پیر رکھ کر بیٹھنے کا فیشن ہے۔ تاکہ کوئی پیر سے جوتی ہی اتار کر نہ لے جائے" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہوں ____ تو تم نہیں بتاؤ گے" ____ جولیا کا لہجہ اس بار واقعی برا مان جانے والا تھا۔

"ایک تو یہ بڑی مصیبت ہے کہ تم شادی سے پہلے ہی بیویوں والا انداز اختیار کرتی جا رہی ہو۔ وہی غصہ۔ وہی برا ماننے کا انداز اب بتاؤ میں کیا کروں ____ اگر تمہاری عمر چڑھتی اوہ سوری۔ یہ بات

تو واقعی غلط ہے۔ عورتوں کی عمر بڑھتی نہیں بلکہ اترتی ہے۔ چڑھتی تو
مردوں کی عمر ہے۔ عورت تو ساٹھ سال کی ہو جائے تب بھی سولہویں
سالگرہ ہی مناتی ہے ——— بہرحال کوئی چکر والی بات نہیں۔ میں
نے سوچا ہم کہاں مارے مارے پھرتے رہیں گے۔ بس اتنی سی
بات ہے" ——— عمران نے کہا۔

" میں نہیں مان سکتی" ——— جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا

" تو یہ ——— یہ منوانے والا ڈیپارٹمنٹ تمہارا ہے۔ اگر تم
مان جاتی ہے تو بھی منوا لو۔ لیکن تاریخ ذرا کچھ دن بعد کی رکھنا
تاکہ میں کارڈ وغیرہ چھپوا سکوں" ——— عمران کی زبان ایک بار پھر
پٹڑی سے اتر گئی۔

اُسی لمحے کیپٹن شکیل کمرے میں داخل ہوا۔

" عمران صاحب۔ کوٹھی کے گرد پُراسرار قسم کے لوگ پھیل
ہیں۔ وہ سب زیرِ زمین دنیا کے افراد لگتے ہیں" ——— کیپٹن شکیل
نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" وہ ان میں شامل ہے جو ڈکٹا فون پر ہماری باتیں ٹیپ کر رہا
تھا" ——— عمران نے چونک کر کرسی سے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں ——— وہ نظر نہیں آیا۔ بہرحال وہ خاصی تعداد میں ہیں
اور مسلح لگتے ہیں" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

" کون ——— تم کن لوگوں کی باتیں کر رہے ہو" ——— صفدر، تنویر
اور جولیا نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔

" شناخت پریڈ کا وقت نہیں ہے۔ جلدی کرو۔ آؤ میرے ساتھ

می" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔
ں ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑے۔ عمران ایک راہداری میں دوڑتا ہوا
ٹھی کی دوسری سائیڈ کی گلی میں پہنچا۔ جہاں دوسری کوٹھی کی دیوار تھی۔
ن دیوار پر بڑے بڑے پتوں والی بیل دیوار کے اوپر والے سرے سے
لے کر نیچے تک پھیلی ہوئی تھی ——— عمران نے ایک جگہ بیل ہٹائی تو دیوار
ں ایک خاصا بڑا سوراخ سا تھا۔ عمران جلدی سے اس سوراخ سے
دوسری طرف پہنچ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے پہنچ گئے۔ اور
وہاں پہنچ کر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کے بیگ بھی پہلے سے
وہاں موجود ہیں۔

" اپنے بیگ اٹھاؤ۔ جلدی کرو" ——— عمران نے کہا۔ اور اس کوٹھی
کی ایک سائیڈ پر بنے ہوئے گیراج کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ اس وقت
ڈاکٹر او۔ ٹی والا میک اپ اتار چکا تھا۔ گیراج میں نیلے اور سفید رنگ
کی دو کاریں موجود تھیں۔

" کیپٹن شکیل ——— تم سائیڈ پر ہو گے" ——— عمران نے ایک کار
کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے تیز لہجے میں کیپٹن شکیل سے
کہا اور کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیا۔ اور وہ دوسری کار کے سٹیرنگ
پر بیٹھ گیا ——— صفدر اور جولیا عمران کی کار میں بیٹھ گئے جب کہ تنویر
کو کیپٹن شکیل نے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ اور دوسرے لمحے دونوں کاریں
تیز رفتاری سے کوٹھی کے پھاٹک کی طرف بڑھ گئیں۔ آگے نیلے رنگ
کی کار تھی جسے عمران ڈرائیو کر رہا تھا ——— جیسے ہی کاریں پھاٹک
کے قریب پہنچیں عمران نے کار کے ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا بٹن

دبایا تو ریموٹ کنٹرول پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور عمران نے کا
باہر نکالی اور بائیں طرف موڑ کر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ ج
کہ اس کے پیچھے نکلنے والی کار جسے کیپٹن شکیل چلا رہا تھا ۔۔۔۔ با
نکل کر ان کی مخالف سمت یعنی دائیں طرف مڑ گئی۔ پھاٹک خود بخو
پیچھے بند ہو گیا۔

"یہ کیا چکر ہے" ۔۔۔۔ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔ لیک
عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور تیزی سے کار آگے بڑھائے
گیا۔ اسی لمحے انہیں اپنے پیچھے خوفناک دھماکے سنائی دیئے
پھر جیسے کانوں پر قیامت سی ٹوٹ پڑی ۔۔۔۔ دھماکے اس ق
خوفناک تھے کہ کار کافی فاصلے پر ہونے کے باوجود بری طرح
ڈولنے لگی۔

عمران نے کار آگے ایک چوک پر سے دائیں طرف موڑ دی۔ او
پھر اسے ایک سائیڈ پر روک کر اس نے کار کا ڈیش بورڈ کھولا
اس میں سے ماسک باہر نکالے ۔۔۔۔ ایک ماسک اس نے اپ
چہرے اور سر پر چڑھایا اور پھر اسے بیک مرر میں دیکھتے ہوئے
ہاتھوں سے تھپتھپانے لگا۔ چند لمحوں میں ہی اس کی مکمل شکل بدل چکی
تھی ۔۔۔ اب وہ بالکل ایک مقامی آدمی لگ رہا تھا۔ ڈیش بورڈ
سے اس نے سنہرے رنگ کی وگ نکال کر سر پر رکھی اور اسے چند
لمحوں میں ہی ایڈجسٹ کر لیا۔

"یہ ماسک تم پہن لو اور وگ بھی" ۔۔۔۔ عمران نے دوسرا ماسک
اور وگ نکال کر جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں بھی میک اپ کر لوں" ۔۔۔۔ صفدر نے جو پچھلی سیٹ پر بیٹھا
ا پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ تمہیں وہ نہیں جانتے۔ ویسے بھی تم مقامی میک اپ
ن ہو" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور جب جولیا نے
ک اور وگ ایڈجسٹ کر لی تو عمران نے کار واپس موڑ دی۔ اور
لمینان سے واپس کوٹھی کی طرف بڑھنے لگا۔

دھماکوں کی آوازیں آنی اب بند ہو چکی تھیں۔ البتہ دور سے پولیس
اڑیوں کے سائرنوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران کی کار
رفتار خاصی آہستہ تھی ۔۔۔ اور پھر عمران نے ذرا آگے جا کر کار ایک
ٹھی کی سائیڈ میں روک دی۔ اب انہیں اپنی وہ کوٹھی دور سے نظر
ہی تھی جس میں وہ موجود تھے۔

کوٹھی سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے اور چند افراد
س کوٹھی کے احاطے سے نکل کر سڑک کی طرف بھاگے جا رہے تھے۔
ھاگتے ہوئے وہ مسلسل فائرنگ بھی کر رہے تھے۔

"یہ ہو کیا رہا ہے۔ کیا تمہیں پہلے سے اس ساری کارروائی کا علم
تھا" ۔۔۔ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"اگر پہلے سے علم نہ ہوتا تو اس وقت ہماری لاشوں کے ٹکڑوں
سے بھی شعلے اٹھ رہے ہوتے۔ ہم اس طرح اطمینان سے کار میں
بیٹھے باتیں نہ کر رہے ہوتے" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے تو اس طرف ہلکا سا اشارہ تک نہیں کیا۔ اور ہاں

وہ تم کیپٹن شکیل سے ڈکٹا فون کی بات کر رہے تھے۔ وہ کیا
تھا"۔۔۔۔ جولیانے کہا۔

"بات یہ ہے جولیا۔ کہ جس طرح ہم ایڈورڈ کی تلاش میں تھے ا
طرح ایڈورڈ بھی ہماری تلاش میں تھا۔ اب اگر ہم دونوں اس طر
ایک دوسرے سے چھپتے پھرتے تو پھر ظاہر ہے ہمیں کچھ عرصہ مز
گزارنا پڑتا۔۔۔۔ اس لئے میں نے ڈبل گیم کھیلی۔ مجھے معلوم تھا کہ آ
کا تعلق ایڈورڈ سے ہے چنانچہ میں نے آرتھر کو کہا کہ میں ڈاکٹر ا
کے میک اپ میں اس سے ملنے آرہا ہوں۔ اور میں اس سے م
اس نے میرے ساتھ تعاون کیا۔ اور ایڈورڈ کو ڈھونڈھنے کی
بھر لی۔۔۔۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ ایڈورڈ بھی ہمیں تلاش کرنے کے
آرتھر کا ہی سہارا لے گا۔ چنانچہ میں ہوشیار رہا۔ مجھے ایڈورڈ
نفسیات کا علم ہے کہ وہ مار دھاڑ ٹائپ غنڈہ ہے۔ اس لئے
ہی اسے ہمارے متعلق علم ہوگا وہ براہ راست ہم پر چڑھ دوڑتا
میں تم سب کو الفریڈ ہاؤس سے نکال کر اس کوٹھی میں لے آیا۔۔۔۔ ا
یہاں ہنگامی طور پر نکلنے کے لئے یہی انتظامات کئے گئے کہ ساتھ
کوٹھی میں کاریں رکھی گئیں اور درمیانی دیوار میں سوراخ بنایا گیا۔
جب میں آرتھر سے مل کر واپس لوٹا تو میں نے توقع کے عین
ایک کار کو اپنے تعاقب میں پایا۔ تعاقب کرنے والا گو بے حد ہوشیار
آدمی تھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ میری نظروں سے نہیں بچ سکتا تھا۔ چنا
میں نے کار میں سے ہی کیپٹن شکیل کو کال کیا۔۔۔۔ اور اسے کہا
وہ دوسری کوٹھی میں جا کر اس کی چھت پر نگرانی مورچہ قائم کرے۔

وہ فوری ریڈ کا خطرہ محسوس کرے تو ہمیں اطلاع دے۔ اس کے بعد
ں کوٹھی میں آ گیا۔ کیپٹن شکیل نے مجھے اطلاع دی کہ ایک آدمی
ار سے اتر کر کوٹھی کی عقبی دیوار پھاند کر اندر آیا ہے۔۔۔۔ اور اس
نے بڑے کمرے کی کھڑکی کے ساتھ ڈکٹا فون لگا دیا ہے۔ میں سمجھ
گیا کہ یہ ایڈورڈ کا وہ ساتھی ہوگا جو سیکرٹ ایجنٹ رہ چکا ہے۔
یک آدمی سے چونکہ ہمیں فوری خطرہ نہ تھا۔ اس لئے میں نے اسے
کہا کہ وہ نگرانی جاری رکھے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے اطمینان سے
تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ ساری باتیں کس وقت ہوئیں تم تو ہمارے ساتھ رہے
ہو"۔۔۔۔ جولیانے کہا۔

"میں جس وقت میک اپ بدلنے گیا تو اس وقت کیپٹن شکیل
کی کال تھی۔ میری کلائی پر ضربیں لگ رہی تھیں"۔۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کے بعد وہ آدمی جس کا نام بارٹر ہے۔ واپس چلا گیا۔ اور
پھر اس حملے کی اطلاع ملی اور ہم نکل آئے۔ اب کیپٹن شکیل اور
تنویر اس بارٹر کو تلاش کریں گے۔۔۔۔ وہ لازماً ایڈورڈ کے ساتھ ہو
گا۔ اور پھر کیپٹن شکیل ان کا خاص ٹھکانہ معلوم کر کے مجھے اطلاع
دے گا اور میں اور تم اسے گواہ بنالیں گے۔ ایک گواہ صفدر تو موجود
ہے لیکن دو گواہوں کے بغیر بات نہیں بنتی"۔۔۔۔ عمران سنجیدگی
سے بات کرتے کرتے ایک بار پھر ٹیڑھی سے اتر گیا۔

"بکواس مت کرو۔ مجھے تو اس سارے کھیل کا کوئی سر پیر سمجھ نہیں

آیا۔ تم آخر چاہتے کیا ہو" ـــــــ جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"سنو جولیا ـــــ میں ایڈورڈ سے تمہارا انتقام بھی لینا چاہتا ہوں اور اس سے وہ ٹیپ بھی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ جس کے اسرائیل پہنچنے سے پاکیشیا کے مفادات کو نقصان پہنچ سکتا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب ـــــ پولیس کی گاڑیاں پہنچ گئی ہیں۔ ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہمیں بھی مشکوک سمجھ لیں" صفدر نے جو خاموش بیٹھا ہوا تھا بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ انہوں نے یہ سارا علاقہ گھیر لیا ہے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کار سٹارٹ کر کے اُسے بیک کیا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ابھی وہ ایک چوک سے ٹرن ہوا ہی تھا کہ ڈیش بورڈ میں موجود ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں برآمد ہوئیں ـــــ اور عمران نے ہاتھ آگے بڑھا کر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ شکیل کالنگ اوور" ـــــ کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"یس عمران اٹنڈنگ اوور" ـــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ وہ آدمی جس نے ڈکٹا فون لگایا تھا۔ گولڈن کلر کی کار میں موجود تھا۔ اس کے ساتھ دوسرا آدمی تھا جس کے چہرے پر زخموں کے بے شمار نشانات ہیں ان کی کار دور ایک سائیڈ پر کھڑی

تھی۔ دو آدمی دھماکوں کے بعد وہاں پہنچے۔ اور انہوں نے ان سے بات کی۔ اس کے بعد وہ کار کالونی سے نکل کر شہر کی طرف بڑھ گئی۔ اور وہاں سے وہ سیدھی اس سڑک پر گئی جہاں گولڈن کلب ہے۔ گولڈن کلب پہنچ کر وہ دونوں کار سے اتر کر کلب کے اندر چلے گئے ہیں ـــــ اب میں گولڈن کلب کے قریب سے ہی آپ کو کال کر رہا ہوں اوور" ـــــ کیپٹن شکیل نے تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا۔

"وہ زخموں کے نشانات والا ہی ڈیتھ گروپ کا لیڈر ایڈورڈ ہاورڈ ہے۔ ہم گولڈن کلب پہنچ رہے ہیں۔ اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے کہا۔ اور کار کی رفتار تیز کر دی۔

خوفناک دھماکوں سے پوری فضا گونج اٹھی۔ اور کار میں بیٹھے
ہوئے ایڈورڈ کا چہرہ ان دھماکوں کی آواز سنتے ہی کھل اٹھا۔
"وہ مارا۔۔۔ اب ان کو پتہ چل رہا ہو گا کہ انتقام کسے کہتے ہیں۔
مجھ سے انتقام لینا چاہتے تھے"۔۔۔ ایڈورڈ نے دانت پیستے
ہوئے کہا۔ جب کہ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا بارٹر خاموش رہا۔ اس نے
کوئی تبصرہ نہ کیا تھا۔ اس کی نظریں کوٹھی پر ہی جمی ہوئی تھیں جو دھماکوں
کی زد میں تھی۔ اور اب وہاں سے دھواں۔ شعلے اور گرد کا بادل سا
اٹھ رہا تھا۔
تھوڑی دیر بعد دھماکے ختم ہو گئے اور تیز اور مسلسل فائرنگ کی
آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ایڈورڈ کا چہرہ مسرت سے کھلا پڑ رہا
تھا۔ اس کی آنکھوں میں فاتحانہ چمک تھی۔
لیکن کچھ دیر بعد دو آدمی دوڑتے ہوئے ان کی طرف آنے لگے

ان میں سے ایک برجر تھا اور دوسرا اس کا ساتھی۔
"یہ تو کچھ پریشان سے لگتے ہیں"۔۔۔ ایڈورڈ نے انہیں کار کی
طرف آتا دیکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
"باس۔۔۔ باس کوٹھی تو خالی پڑی ہے۔ اس میں کوئی لاش
یا انسان نظر نہیں آیا۔ وہ لوگ شاید پہلے نکل گئے ہیں"۔۔۔ برجر نے
کار کے قریب آتے ہی تیز تیز لہجے میں کہا۔
"کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ہمارے سامنے وہ اندر گیا
ہے اور بارٹر نے ان کی باتیں ٹیپ کی ہیں۔ پچھلی گلی بھی بارٹر بتا رہا تھا
کہ بند ہے۔۔۔ وہ نکلتے تو یا پھاٹک کے ذریعے یا اس گلی کے ذریعے
لیکن وہ لوگ باہر نہیں نکلے"۔۔۔ ایڈورڈ نے چیختے ہوئے کہا۔
"لیکن باس بمباری کے وقت وہ اندر موجود نہ تھے۔ اب وہ
کیسے گئے ہیں کہاں سے گئے ہیں اس کا مجھے علم نہ ہے اور پولیس
سائرن اب سنائی دینے لگے ہیں۔ اب کیا حکم ہے"۔۔۔ برجر
نے جلدی سے کہا۔
"ٹھیک ہے۔۔۔ برجر تم اپنے آدمیوں کو لے کر فوراً واپس
جاؤ۔ میں باس سے بات کرتا ہوں"۔۔۔ ایڈورڈ کی بجائے بارٹر
نے کہا۔ اور برجر تیزی سے واپس پلٹ گیا۔
"یہ کیا ہو گیا بارٹر۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔۔۔ ایڈورڈ نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"مجھے پہلے شک پڑا تھا۔ لیکن اب یقین ہو گیا ہے۔ یہ لوگ واقعی
میری توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار ہیں"۔۔۔ بارٹر نے بڑبڑاتے

ہوئے کہا۔
"کیا مطلب ــــ میں سمجھا نہیں ــــ کیا شک پڑا تھا"
ایڈورڈ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
"باس ــــ دھاکوں سے چند لمحے پہلے اس کوٹھی سے ملحقہ کوٹھی
میں سے دو کاریں باہر نکلی ہیں۔ ان میں سے ایک تو ہماری طرف آئی
جب کہ دوسری مخالف سمت چلی گئی ہے۔ ہماری طرف آنے والی
کار ہمیں کراس کر کے آگے بڑھ گئی ہے ــــ اس میں دو افراد سوار
تھے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ کہیں قریب ہی رکی ہوئی ہو گی۔ دوسری
کار میں باقی لوگ ہوں گے" ــــ بارٹر نے کہا۔ اور کار سٹارٹ
کر کے اسے موڑ کر واپس جانے لگا۔
"تم نے پہلے بتانا تھا۔ اب تو وہ لوگ نکل گئے ہوں گے"
ایڈورڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"میں نے بتایا تو ہے کہ پہلے مجھے صرف شک پڑا تھا۔ اب یقین
ہو گیا ہے۔ بہرحال اب میں ان کی گیم سمجھ گیا ہوں۔ اور آپ دیکھیں
کہ اب میں انہیں کیسے ٹریپ کرتا ہوں" ــــ بارٹر نے کہا۔
"کیسے ٹریپ کرو گے" ــــ ایڈورڈ نے کہا۔
"مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ ہمارا تعاقب کریں گے۔ میں انہیں اپنے
ساتھ لگا کر گولڈن کلب جاتا ہوں۔ وہاں میرے آدمی انہیں ٹریپ
کر لیں گے" ــــ بارٹر نے کہا۔
"لیکن وہ دوسری کار ــــ اس کا کیسے پتہ چلے گا" ــــ ایڈورڈ
نے کہا۔

"ان کا لازماً آپس میں تعلق ہو گا۔ میں اس وقت تک خاموش
رہوں گا جب تک کہ وہ دونوں سامنے نہ آ جائیں۔ اس کے
بعد بیک وقت کارروائی ہو گی ــــ بہرحال اب آپ یہ سب
کچھ مجھ پر چھوڑ دیں" ــــ بارٹر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔
"دیکھ لو ــــ ایسا نہ ہو کہ تم خود ان کے جال میں آ جاؤ۔ کاش میں
اس لڑکی کو ختم کر دیتا تو یہ اتنا بکھیڑا نہ پڑتا" ــــ ایڈورڈ نے ہونٹ
کاٹتے ہوئے کہا۔
"آپ بے فکر رہیں۔ بارٹر کو وہ ٹریپ نہیں کر سکتے۔ اب میں
ان کی ٹائپ سمجھ گیا ہوں آپ اطمینان رکھیں" ــــ بارٹر نے
کہا اور کار کو ایک چوک سے دوسری طرف موڑتے ہوئے وہ
چونک پڑا۔
"کیا ہوا" ــــ ایڈورڈ نے اسے چونکتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔
"وہ سفید رنگ کی کار آپ دیکھ رہے ہیں ہمارے پیچھے تیسری
کار ہے۔ یہی کار ساتھ والی کوٹھی سے نکلی تھی یہ ہمارا تعاقب کر
رہے ہیں" ــــ بارٹر نے کہا۔
"اچھا ــــ تو تمہارا خیال درست ثابت ہوا۔ میرا خیال ہے کیوں
نہ ہم انہیں یہیں گھیر لیں۔ تم دو آدمی اس میں بیٹھے بتا رہے تھے
نا" ــــ ایڈورڈ نے تیز لہجے میں کہا۔
"باس۔ اس سے آگے نیلے رنگ کی کار تھی وہ مخالف سمت
میں مڑ گئی تھی۔ اگر ہم نے اس پر ہاتھ ڈالا تو وہ چوکنے ہو جائیں گے
پھر ان کا تلاش کرنا مشکل ہو جائے گا ــــ ہم انہیں اس بات کا

احساس ہی نہیں ہونے دیں گے کہ ہم ان سے باخبر ہو چکے ہیں۔ پھر جب یہ نیلے رنگ کی کار والوں سے رابطہ قائم کریں گے تو ہم اس کے پیچھے آدمی بھیج دیں گے۔ اس طرح یہ سب ٹریپ ہو جائیں گے"۔۔۔۔ بارٹر نے جواب دیا۔

"تم لوگوں میں یہی مصیبت ہے کہ نگرانی۔ تعاقب۔ یہ نہ ہو جائے وہ نہ ہو جائے۔ کیا عذاب ہے۔ بہرحال تم ٹھیک کہہ رہے ہو جیسی تمہاری مرضی آئے کرو کہ مجھے تو ان کا خاتمہ کرنا ہے اور بس جیسے بھی ہو"۔۔۔۔ ایڈورڈ نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ ذرا اٹھ کر اپنی سیٹ کو اونچا کریں۔ نیچے باکس میں ایک چھوٹا سا ڈبہ ہے وہ مجھے نکال دیں۔ تاکہ میں ان کے درمیان ہونے والے رابطے کو چیک کرنے کا بندوبست کر لوں"۔۔۔۔ بارٹر نے کہا اور ایڈورڈ نے اٹھ کر سیٹ اٹھائی اور پھر وہ چھوٹا سا ڈبہ نکال کر دوبارہ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"اس میں کیا ہے"۔۔۔۔ ایڈورڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ٹرانسمیٹر ڈیو ماسٹر کہلاتا ہے"۔۔۔۔ بارٹر نے کہا۔ اور پھر ڈبہ ایڈورڈ کے ہاتھ سے لے کر اسے کھولا تو اس کے اندر کسی دھات کی بنی ہوئی پتلی سی پنسل نما چیز موجود تھی جس کا آگے کا سرا گول ہونے کی بجائے چپٹا تھا۔۔۔۔ اس نے وہ پنسل ڈیش بورڈ کے نیچے بنے ہوئے ایک سوراخ میں ڈالی اور پھر انگوٹھے کی مدد سے اسے اندر دھکیل دیا۔ ایڈورڈ خاموش بیٹھا اسے یہ کارروائی کرتے دیکھتا رہا

"اب یہ پنسل کیا کرے گی"۔۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا۔

"اس میں ایک چھوٹا سا مائیکرو ٹرانسمیٹر ڈیو ماسٹر ہے جس کے ساتھ ٹیپ لگی ہوئی ہے۔ میں اسے پش کر دوں گا تو یہ میری کار کے نچلے بمپر میں فٹ نالی سے نکل کر سامنے والی کار کے پچھلے بمپر سے چمٹ جائے گی۔۔۔۔ اور پھر اس کار سے ہونے والی ٹرانسمیٹر کال کو ہم اطمینان سے اس کار میں بیٹھ کر چیک کر لیں گے"۔۔۔۔ بارٹر نے اسے اس طرح سمجھایا جیسے استاد کسی شاگرد کو سمجھاتا ہے اور ایڈورڈ نے حیرت سے کندھے اچکائے۔

بارٹر نے کار کو خاصا آہستہ کر لیا۔ سفید کار چند لمحوں بعد انہیں کراس کرتے ہوئے ان سے آگے ہوئی تو بارٹر نے اپنی کار اس کے بالکل پیچھے لگا دی۔۔۔۔ اور پھر اس نے اس سوراخ کے ساتھ لگے ہوئے سفید رنگ کے چھوٹے سے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ اپنی کار کے بمپر کو سفید کار کے پچھلے بمپر کے بالکل قریب لے گیا۔ اور پھر اس نے بٹن پریس کر دیا۔۔۔۔ سٹک کی آواز ابھری۔ اور بارٹر نے مسکراتے ہوئے کار ذرا پیچھے کی تو سفید کار کے پچھلے بمپر پر براؤن رنگ کی کوئی چیز چمٹی ہوئی صاف نظر آنے لگی۔

"دیکھنا باس۔ اب یہ کار میں سے کوئی کال بھی کریں گے تو ہم اسے آسانی سے چیک کر لیں گے"۔۔۔۔ بارٹر نے فتحمندانہ لہجے میں کہا اور ایڈورڈ نے سر ہلا دیا۔

بارٹر نے چند لمحوں بعد ہی اپنی کار آگے نکال لی اور پھر اس نے گولڈن کلب کی طرف کار کا رخ کر لیا۔ سفید رنگ کی کار بدستور

تعاقب میں تھی۔ لیکن اب بارٹر اس سے بے پرواہ نظر آرہا تھا۔
مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ گولڈن بار پہنچ ہی گئے۔

"انہوں نے کوئی کال ہی نہیں کی" ـــــ ایڈورڈ نے مایوس سے لہجے میں کہا۔

"یہ ہمارا کوئی ٹھکانہ دیکھ کر ہی کال کریں گے۔ میں ٹرانسمیٹر کال کیچر ساتھ لے جاتا ہوں" ـــــ بارٹر نے کہا اور ڈیش بورڈ کا سائیڈ خانہ کھول کر ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ کار سے نیچے اتر آیا۔ دوسری طرف سے ایڈورڈ بھی نیچے اترا ـــــ اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے گولڈن بار میں داخل ہو گئے۔ بارٹر کا مخصوص دفتر بار ہال کے اوپر تھا۔ جیسے ہی وہ اپنے دفتر میں داخل ہوا اس کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں ـــــ اس نے چونک کر جیب سے وہ باکس نکال لیا۔ ایڈورڈ بھی چونک کر دیکھنے لگا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ سپیشل کالنگ اوور" ـــــ ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس ـــــ عمران اٹنڈنگ اوور" ـــــ ایک اور آواز ڈبے میں سے ابھری۔

"عمران صاحب ـــــ وہ آدمی جس نے ڈکٹافون لگایا تھا......" شکیل رپورٹ دے رہا تھا۔ اور ایڈورڈ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی جا رہی تھیں۔

جب کال ختم ہو گئی تو بارٹر نے ٹرانسمیٹر کال کیچر تیزی سے میز

پر رکھا اور جلدی سے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر مختلف نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس ـــــ ڈی تھری اٹنڈنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز ابھری۔

"ڈی۔تھری ـــــ میں ڈی۔ون بول رہا ہوں۔ فوراً دس مسلح افراد کے ساتھ گولڈن کلب پہنچو۔ وہاں ایک سفید رنگ کی کار نمبر ڈبلیو۔ایکس۔ون۔تھری۔ون۔زیرو میں دو افراد ہیں اور ایک اور نیلے رنگ کی کار ابھی وہاں پہنچنے والی ہے ـــــ اس میں بھی چند افراد ہوں گے اس میں ایک عورت بھی ہو گی تم لوگوں نے ان دونوں کاروں میں موجود افراد کو اغوا کر کے گولڈن کلب کے نچلے تہہ خانے میں لے جانا ہے ـــــ سارا کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہئے۔ یہ لوگ بے حد ہوشیار اور خطرناک ہیں۔ اگر یہ ذرا سی بھی غلط حرکت کریں تو بے شک گولی سے اڑا دینا۔ ویسے حتی الوسع کوشش یہی ہونی چاہئے کہ یہ زندہ تہہ خانے تک پہنچ جائیں ـــــ اور پھر وہاں پہنچ کر ان کی تلاشی لے کر انہیں رسیوں سے باندھ کر مجھے دفتر میں اطلاع دینا۔ میں انتظار کروں گا" بارٹر نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس ـــــ کیوں نہ انہیں بے ہوش کر کے اغوا کر لیا جائے زیرو تھری بم مار کر انہیں آسانی سے بے ہوش کیا جا سکتا ہے" ڈی۔تھری نے جواب دیا۔

"جیسی پوزیشن بہتر سمجھو ویسے کرنا۔ لیکن کام ٹھیک ٹھاک ہونا

چاہیے" ——— بارٹر نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔

"انہیں ہمارے ڈکٹا فون کا کیسے علم ہو گیا" ——— ایڈور
نے اس کے رسیور رکھتے ہی پوچھا۔

"اس بات پر مجھے بھی حیرت ہے۔ بہرحال ساری بات ابھی
سامنے آجائے گی" ——— بارٹر نے کہا اور ایڈورڈ نے سر ہلا

"تمہارے آدمی کام ٹھیک کر لیں گے۔ یہ لوگ واقعی انتہائی ع
اور چالاک ہیں" ——— ایڈورڈ نے کہا۔

"میرے آدمی ایسے کاموں میں ماہر ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔
زندہ یا مردہ ہر صورت میں یہ لوگ تہہ خانے میں پہنچ جائیں گے"
بارٹر نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا اور ایڈورڈ ہونٹ بھینچ کر خامو
ہو رہا۔

عمران کار دوڑاتا تھوڑی ہی دیر بعد گولڈن کلب پہنچ گیا۔
کیپٹن شکیل کی کار ایک سائیڈ پر موجود تھی۔ عمران نے کار اس کے
قریب جا کر روکی تو کیپٹن شکیل نیچے اتر آیا۔ عمران بھی دروازہ کھول
کر باہر آ گیا۔

"وہ دونوں اندر ہیں۔ وہ سامنے گولڈن کلر کی کار ان کی ہے"
کیپٹن شکیل نے کچھ فاصلے پر کھڑی کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میرے خیال میں اب ان کے پیچھے مزید بھاگنا
بے کار ہے۔ ان سے دو دو ہاتھ کر ہی لئے جائیں تو زیادہ بہتر ہے"
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"خبردار ——— اگر کسی نے حرکت کی" ——— اچانک برآمدے کی
سائیڈ سے مشین گنوں سے مسلح چھ افراد کود کر ان کے گرد آئے اور

تین افراد نے بڑی پھرتی سے مشین گنیں ان کے پہلوؤں سے لگا دیں۔ جب کہ تین افراد نے تنویر، صفدر، اور جولیا کو گھیر لیا۔ عمران نے فوراً ہی ہاتھ بلند کر دیئے تھے ۔۔۔۔ کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ تنویر ان سے الجھ پڑے گا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی تھی جیسے ان افراد کی آمد خود اس کے اپنے پروگرام کا ہی کوئی حصہ ہو۔ اور عمران کے ہاتھ اٹھاتے ہی سب ممبران نے بھی ہاتھ اٹھا دیئے۔

" جلدی کرو ادھر چلو ۔۔۔ اور سنو ۔۔۔ خبردار اگر کسی نے غلط حرکت کی تو گولی مار دیں گے " ۔۔۔۔ ایک مسلح شخص نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" کبھی ہم حرکت ہی نہیں کریں گے تاکہ غلط صحیح کا چکر ہی نہ چلے" عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور ادھر چل پڑا جدھر اس مسلح شخص نے اشارہ کیا تھا ۔۔۔۔ گولڈن بار میں اب بھی لوگ آجا رہے تھے لیکن وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکے اور پھر تیزی سے آگے بڑھ جاتے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر وہ مسلح اشخاص گولڈن بار کے عقب میں پہنچے اور پھر وہاں سے سیڑھیاں اتر کر ایک بڑے تہہ خانے میں پہنچ گئے ۔۔۔ جہاں ایک سائیڈ پر شراب کی پیٹیاں چھت تک لگی ہوئی تھیں۔

مسلح اشخاص نے وہاں پہنچتے ہی بڑی پھرتی سے ان کی تلاشی لی اور پھر انہیں ہال کے ستونوں سے باندھنے میں مصروف ہو گئے۔

یہ سب کارروائی قطعی طور پر یک طرفہ ہو رہی تھی ۔۔۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ذرا برابر بھی جدوجہد نہ کی تھی۔

" تم بارٹر کے آدمی ہو یا ایڈورڈ کے " ۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں باندھنے والے سے سوال کیا۔

" خاموش رہو " ۔۔۔ اس آدمی نے جھڑک کر جواب دیا۔

" یار۔ اخلاق سے تو بولو۔ تم نے تو زبان کو ہی مشین گن بنا لیا ہے " ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن کسی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔

سب کو باندھنے کے بعد ان میں سے ایک تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

" عمران صاحب ۔۔۔ آخر آپ چاہتے کیا ہیں۔ اس طرح اطمینان سے بندھنے سے کیا ہو گا " ۔۔۔ صفدر نے اردو میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" ہو گا یہ کہ یہ لوگ اطمینان سے ہمیں گولیوں سے بھون دیں گے " عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور دو افراد اندر داخل ہوئے ان میں سے ایک کے چہرے پر زخموں کے بے شمار نشانات تھے۔ یہ بارٹر اور ایڈورڈ تھے۔

" ان کی تلاشی لے لی ہے " ۔۔۔ بارٹر نے اندر داخل ہوتے ہی پوچھا۔

" یس باس ۔۔۔ ان کی جیبوں میں ریوالور تھے وہ نکال لئے ہیں " ایک مسلح شخص نے جواب دیا۔

" تم میں سے عمران کس کا نام ہے" ـــــ ایڈورڈ نے ان سب
کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔
" اگر تم پہچان لو تو انعام مل سکتا ہے" ـــــ عمران نے جواب د
اور وہ دونوں چونک کر عمران کو دیکھنے لگے۔
" ٹھیک ہے ـــــ یہی عمران ہے۔ اس کی آواز وہی ہے"
ایڈورڈ اور بارٹم دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔
"آواز ـــــ میری آواز تم نے کہاں سن لی۔ وہ میرے گائے
ہوئے گانوں کے کیسٹ یہاں تک بھی پہنچ گئے ہیں۔ کمال ہے"
عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
" تمہاری حیرت بجا ہے۔ لیکن تمہارے ساتھی احمق ہیں۔ میں
نے ان کی کار کے بمپر پر مائیکرو ٹرانسمیٹر کا کلپ لگا دیا۔ لیکن انہیں
پتہ ہی نہیں چلا ـــــ اور پھر جب ٹرانسمیٹر پر بات ہوئی تو تمہاری
آواز ہم نے سن لی" ـــــ بارٹم نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔
" واہ ـــــ تم تو واقعی شعبدہ باز ٹائپ کی کوئی چیز ہو۔ لیکن یہ سا
چکر آخر تم لوگ کھیل کیوں رہے ہو۔ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ۔ ہم تو گولڈن
کلب میں چائے پینے آئے تھے ـــــ سنا ہے یہاں چائے میں
پوست ملایا جاتا ہے۔ بڑی لذیذ اور گاڑھی چائے بنتی ہے"
عمران نے کہا۔
" بارٹم ـــــ اس لڑکی کو باندھ کر ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ اس سے تو
میں علیحدہ انتقام لوں گا۔ اور باقی سب کو گولیوں سے بھون ڈالو"
اچانک خاموش کھڑے ایڈورڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" واہ ـــــ کمال ہے ـــــ کتنا آسان حل ہے سارے مسئلے کا۔
یڈورڈ صاحب تو واقعی بے حد ذہین آدمی ہیں۔ لیکن اپنی
ہانت کے رعب میں یہ بھول گئے ہیں کہ ان کے پاس تھرڈ آدمی
ی امانت موجود ہے ـــــ وہ ابھی ہم نے حاصل کرنی ہے۔ مس
ولیا پر جو تشدد کیا گیا ہے اس کا انتقام لینا ہے۔ یہ سب
کیسے ہو گا" ـــــ عمران نے جواب دیا۔
"میں نے تو سنا تھا کہ تم لوگ بے حد عیار اور مکار آدمی ہو۔ لیکن
جتنی آسانی سے تم بارٹم کے ٹریپ میں آ گئے ہو۔ اس سے تو ظاہر
ہوتا ہے کہ تم واقعی احمق آدمی ہو" ـــــ ایڈورڈ نے بڑے
طنزیہ انداز میں کہا۔
" چلو احمق ہی سمجھ لو۔ اچھا مرنے سے پہلے صرف یہ تو بتا دو کہ وہ
ٹیپ اس وقت کہاں موجود ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔
" وہ ٹیپ تم دس بار بھی پیدا ہو جاؤ تب بھی تمہیں نہیں مل سکتا۔
وہ ٹیپ میرے ہیڈ کوارٹر میں ہے۔ اور دنیا میں سب سے محفوظ
جگہ ایڈورڈ کا ہیڈ کوارٹر ہے" ـــــ ایڈورڈ نے بڑے رعب دار
اور فخریہ لہجے میں کہا۔
" اچھا ـــــ واہ ـــــ لیکن تمہارا ہیڈ کوارٹر ایک الماری پر تو
مشتمل نہ ہو گا۔ بہت بڑی عمارت ہو گی۔ اور ٹیپ تم نے راہداری
میں تو نہ پھینک دیا ہو گا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" وہ جہاں بھی ہے ٹھیک ہے" ـــــ ایڈورڈ نے کرخت

لہجے میں کہا اور پھر بارٹر کی طرف مڑا۔

"میرے حکم کی تعمیل ہو" ——— ایڈورڈ نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

"سنو ایڈورڈ ——— میری اور تمہاری براہِ راست کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اس لئے اب بھی وقت ہے کہ وہ ٹیپ میرے حوالے کر کے خود اپنا اور اپنے ڈیتھ گروپ کی جانیں بچا لو۔ ورنہ تم جیسے مچھروں کو تو میں یوں چٹکی میں مسل دیا کرتا ہوں" ——— عمران کا لہجہ یک لخت بدل گیا۔

اور ایڈورڈ عمران کا لہجہ اور انداز سنتے ہی بُری طرح بھڑک اٹھا۔

"تم ——— تمہاری یہ جرات کہ مجھے ایسے الفاظ کہو۔ میں تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا" ——— ایڈورڈ نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے عمران کے چہرے پر زوردار تھپڑ مارنے کی کوشش کی ——— لیکن دوسرے لمحے وہ گھومتا ہوا عمران کے سینے سے لگ چکا تھا۔ اور عمران اُسے بازوؤں میں جکڑے ستون سے لگا کھڑا تھا۔

"خبردار ——— اگر حرکت کی تو ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا" عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایڈورڈ کی گردن پر اپنے بازو کا زوردار جھٹکا دیا تو ایڈورڈ کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی ——— وہ ایک لمحے کے لئے سچویشن کی اس حیرت انگیز تبدیلی پر مبہوت بنا کھڑا رہ گیا تھا۔ لیکن چیخ مارتے ہی اس نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش شروع کی لیکن عمران نے جیسے

ہی بازو کو ایک اور جھٹکا دیا۔ ایڈورڈ نے جدوجہد روک دی۔ اس کا زخموں سے پُر چہرہ سیاہ پڑ گیا تھا۔ اور آنکھیں باہر کو ابل آئی تھیں۔

"اب بھی وقت ہے اگر اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو ان سب کو باہر جانے کا حکم دے دو۔ میری تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"بب ——— بب ——— باہر جاؤ ——— باہر جاؤ" ——— ایڈورڈ نے پورا زور لگا کر چیختے ہوئے کہا۔

"باس مگر ...." ——— بارٹر نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن اسی لمحے عمران نے دباؤ اور بڑھا دیا۔ اور ایڈورڈ کی سانس تقریباً بند ہو گئی۔

"بب ——— بب ——— باہر ......" ——— ایڈورڈ نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

اور بارٹر نے اپنے ساتھیوں کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔ اور وہ سب سر جھکائے خاموشی سے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ اب کمرے میں صرف بارٹر رہ گیا۔

اسی لمحے اچانک باہر راہداری میں زبردست فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں ابھریں اور ایسی آوازیں بلند ہوئیں جیسے انسانی جسم فرش پر گرتے ہیں ——— اور بارٹر یہ آوازیں سنتے ہی بجلی کی سی تیزی سے باہر کی طرف لپکا ہی تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور پانچ مسلح اشخاص بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

اور بارڈر دروازے کے قریب ہونے کی وجہ سے ان سے ٹکرا کر جیسے ہی نیچے گرا۔ ان میں سے ایک نے اس پر مشین گن کا فائر کھول دیا ـــــ اور بارڈر کا جسم پلک جھپکنے میں گولیوں سے چھلنی ہو گیا۔ جب کہ دوسرے مشین گنیں تانے بجلی کی سی تیزی سے عمران اور ایڈورڈ کی طرف بڑھے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران انہیں روکتا۔ ان میں سے ایک نے ایڈورڈ کو ایک جھٹکے سے کھینچ کر عمران سے علیحدہ کر لیا۔

"تم آرتھر کے آدمی ہو" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور ایڈورڈ کو کھینچنے والا چونک کر عمران کی طرف بڑھا۔

"ہاں ـــــ تم آرتھر کے آدمی ہیں مگر......" ـــــ اس آدمی نے تیز لہجے میں کہا۔

"آرتھر خود کہاں ہے۔ تم دیر سے کیوں پہنچے ہو۔ اگر یہ ہمیں گولی مار دیتے تو" ـــــ عمران نے اپنے آپ کو بقایا رسیوں سے آزاد کراتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اس نے جان بوجھ کر یہ فقرے کہے تھے تاکہ آنے والے کہیں انہیں بھی ساتھ ہی نہ گولیوں سے بھون ڈالیں ـــــ کیونکہ ان کا انداز یہی بتا رہا تھا کہ وہ ایڈورڈ کو علیحدہ کرتے ہی ان پر بھی فائر کھولنے والے ہیں۔

"تت ـــــ تم کون ہو۔ ہمیں تو باس نے ایڈورڈ کے اغوا کا حکم دیا تھا" ـــــ اس آدمی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے عمران کی حیثیت کا علم نہ ہو اس دوران دوسرے آدمیوں نے ایڈورڈ کے ہاتھوں کو پشت

پر کر کے اُسے جکڑ لیا تھا۔ ایڈورڈ کا واسطہ شاید ایسی سچوئیشنز سے پہلے کبھی نہ پڑا تھا اس لئے اس کے اعصاب شل ہو چکے تھے۔

اُسی لمحے باہر سے فائرنگ کی آوازیں ایک بار پھر ابھریں۔ تو وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"باہر نکلو ـــــ اسے اٹھا کر باہر نکلو" ـــــ عمران سے بات کرنے والے نے چیخ کر کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ ایڈورڈ کو گھسیٹتے ہوئے دروازے سے باہر نکل گئے۔ اور فائرنگ کی آوازیں ایک بار پھر تیز ہو گئیں۔

"کمال ہے ـــــ آندھی کی طرح آئے اور طوفان کی طرح نکل گئے۔ عجیب طوفانی آدمی ہیں" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور جلدی سے آگے بڑھ کر صفدر کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔

باہر چیخوں اور فائرنگ کی آوازیں اب تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ اور انداز ایسا تھا جیسے دو متحارب پارٹیاں باقاعدہ ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا رہی ہوں ـــــ صفدر کی رسیاں کھلتے ہی عمران تنویر کی طرف بڑھا جب کہ صفدر کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ گیا۔

اُسی لمحے اچانک فائرنگ بند ہو گئی اور پولیس کے سائرنوں کی تیز آوازیں گونجنے لگیں۔

"عمران ـــــ تم عمران ہو" ـــــ اچانک راہداری میں سے آرتھر کی تیز آواز گونجی۔

"ہاں ـــــ کمال ہے۔ آج جو بھی آتا ہے عمران کو ہی پوچھتا ہوا آتا

ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے اونچی آواز میں جواب دیا۔ وہ آرتھر کی آواز پہچان گیا تھا۔ دوسرے لمحے باہر قدموں کی آوازیں گونجیں اور پھر دروازے پر آرتھر نمودار ہوا۔

"میرے آدمی نے جیسے ہی بتایا کہ اندر لوگ بندھے ہوئے تھے اور میرا نام پوچھ رہے تھے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ عمران ہی ہو گا"۔۔۔۔۔ آرتھر نے دروازے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہارے آدمی تو شاید بگولوں کے بنے ہوئے ہیں۔ پہلے تو کہیں دور نکل گئے ہوں گے اس لئے انہیں آنے میں دیر ہو گئی۔۔۔۔۔ دوسرا آنے کے بعد وہ ایک لمحے بھی نہیں ٹھہرے اگر میں تمہارا نام لے کر بول نہ پڑتا تو شاید ہم سب یہیں بندھے بندھے لاشوں میں تبدیل ہو جاتے"۔۔۔۔۔ عمران نے آرتھر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"میں سخت شرمندہ ہوں عمران۔ میرے آدمیوں نے واقعی حماقت کی ہے۔ ایڈورڈ بھی ان کے ہاتھوں سے نکل گیا ہے" آرتھر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیسے نکل گیا"۔۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔ اس کے چہرے پر یک لخت غصے کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"بس لڑائی کے دوران وہ اچانک غوطہ مار کر نکل گیا۔ میرے آدمی اسے تلاش کر رہے ہیں"۔۔۔۔۔ آرتھر نے شرمندہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب باہر کیا پوزیشن ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"باہر پولیس کا قبضہ ہے۔ ایڈورڈ کے بارہ آدمی ہلاک ہو گئے ہیں آٹھ گرفتار ہوئے ہیں۔ میں نے پولیس کو کہہ دیا ہے وہ اسے اپنا کیس بنا لے گی"۔۔۔۔۔ آرتھر نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا اور باہر کی طرف چل پڑا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔

"آپ کو پہلے سے علم تھا کہ آرتھر کے آدمی پہنچیں گے"۔۔۔۔۔ صفدر نے کار میں بیٹھتے ہی کہا۔

عمران آرتھر کو ایڈورڈ کی تلاش کا کہہ کر اپنے ساتھیوں سمیت واپس اپنی کاروں کی طرف مڑ گیا تھا۔

"ہاں۔۔۔۔۔ میں نے یہاں پہنچتے ہی آرتھر کے آدمیوں کو مارک کر لیا تھا۔ لیکن یہ سرکاری آدمی ہیں۔ اس لئے شاید اجازتیں لینے کے چکر میں انہیں دیر ہو گئی۔ اس لئے مجبوراً مجھے ایڈورڈ کو غصہ دلا کر اپنے قریب آنے اور پھر اسے خود قابو کرنا پڑا۔۔۔۔۔ لیکن چونکہ میرا نچلا جسم رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ اس لئے مجبوراً میں ایکشن میں نہ آسکتا تھا" عمران نے کار سٹارٹ کرتے ہوئے جواب دیا۔

اس کار میں اس کے ساتھ صفدر اکیلا تھا کیونکہ جولیا نہایت غصے میں تھی اور اس نے عمران کی کار میں بیٹھنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کو غصہ اس بات پر تھا کہ عمران خواہ مخواہ الٹے سیدھے چکروں میں پھنسا ہوا ہے۔ جب کہ بات سیدھی سادھی ہے کہ ایڈورڈ کو پکڑ کر اس سے انتقام لے لیا جائے اور بس۔۔۔۔۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ جب تک وہ

ٹیپ نہ مل جائے اس وقت تک ایڈورڈ کو ہر صورت میں زندہ رکھنا پڑے گا ورنہ اس ٹیپ کا حصول ناممکن ہو جائے گا۔

"اب کیا پروگرام ہے۔ کیا ڈیتھ گروپ کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنا ہو گا" ——— صفدر نے کہا۔

"ہاں ——— لیکن اس کے لئے تیاری کرنی پڑے گی۔ ظاہر ہے ہم لاٹھیاں لے کر تو اس میں گھس نہیں سکتے۔ اس لئے فی الحال تو ہم الفریڈ ہاؤس واپس جا رہے ہیں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور صفدر خاموش ہو گیا۔

ایڈورڈ کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے وہ گولڈن بار میں آرتھر کے آدمیوں کے قبضے سے نکل آنے میں کامیاب تو ہو گیا تھا ——— لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ اب ایسا کیا اقدام کرے جس سے وہ صورت حال کو سنبھال سکے۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ اس نے اتنی عقلمندی کی تھی کہ گولڈن بار سے نکل کر وہ ہیڈ کوارٹر نہ گیا تھا ——— اور شاید وہ کرتا بھی ایسا ہی۔ لیکن جیسے ہی وہ آرتھر کے آدمیوں کی گرفت سے نکلا پولیس نے ارد گرد کے علاقے کو گھیر لیا اور ایڈورڈ کو مجبوراً اپنے ایک قریبی اڈے میں پناہ لینی پڑی ——— یہ بظاہر ایک کمرشل عمارت تھی۔ لیکن اس عمارت کے نچلے تہہ خانوں میں اس نے منشیات کا بہت بڑا سٹور بنایا ہوا تھا۔ اس وقت بھی وہ اس سٹور سے ملحقہ کمرے میں موجود جو در اصل بار ٹر کا خفیہ دفتر تھا موجود تھا ——— اور پھر اسے یہیں

اطلاع ملی تھی کہ چیف کمشنر نے پولیس کی معیت میں گیم ہاور ہاؤس پر چھاپہ مارا تھا۔ لیکن وہاں موجود ریکنڈی کی ذہانت نے ہیڈ کوارٹر کو بچا لیا تھا ——— کیونکہ ریکنڈی نے بروقت گیم ہاؤس اور ہیڈ کوارٹر کا درمیانی خفیہ راستہ بند کر دیا تھا اور آرتھر اور پولیس نے بے حد ٹکریں ماریں لیکن یہ راستہ انہیں نہ مل سکا تھا۔ اور انہیں ناکام لوٹنا پڑا ——— اُسے یہ اطلاع مل گئی تھی کہ انٹیلی جنس کے مسلح افراد گیم ہاؤس کے اردگرد اور ادھر ادھر کے علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ایڈورڈ ان کا مقصد سمجھتا تھا کہ وہ اُسے گرفتار کر کے اس سے ٹیپ حاصل کرنا چاہتے ہیں ——— اس لئے ایڈورڈ اب اس وقت تک ہیڈ کوارٹر کا رخ نہ کرنا چاہتا تھا جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ اب آرتھر بھی کھل کر مقابلے میں آ گیا تھا۔ اس لئے اُسے دو طرفہ جنگ کرنی پڑ رہی تھی ——— اور اب وہ اسی لئے پریشان تھا کہ آئندہ اقدام کیا کرے۔

اُسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ نوجوان نے اپنے سر کے گرد سرخ رنگ کی پٹی باندھی ہوئی تھی۔

"اوہ ——— مائیکل تم اور یہاں" ——— ایڈورڈ نے اُسے دیکھ کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

"باس ——— مجھے فاؤس نے اطلاع دی ہے کہ سنٹرل انٹیلی جنس نے پہلے گولڈن کلب پر چھاپہ مارا۔ اور باس بارٹر ہلاک ہو گیا پھر ان لوگوں نے گیم ہاؤس پر چھاپہ مارا ہے۔ اور آپ یہاں نہ صرف موجود ہیں بلکہ پریشان بھی ہیں۔ اس لئے میں یہاں آ گیا" ——— مائیکل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"لیکن تم تو ملک سے باہر گئے ہوئے تھے۔ مجھے بارٹر نے بتایا تھا کہ تم آک لینڈ میں ایک بڑا مشن نپٹانے گئے ہو" ——— ایڈورڈ نے کہا۔

"یس باس ——— وہ مشن توقع سے پہلے ہی کامیاب ہو گیا۔ اور میں واپس آ گیا۔ ابھی مجھے آئے ہوئے چند ہی گھنٹے ہوئے ہیں کہ فاؤس سے بات ہوئی۔ اور فاؤس نے یہ سب کچھ بتایا۔ یہ کیا چکر چل گیا ہے باس ——— چیف کمشنر آرتھر تو آپ کا دوست تھا اور اس نے کبھی ڈتیھ گروپ کے معاملات میں مداخلت نہیں کی تھی" ——— مائیکل نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"چلو یہ اچھا ہوا کہ تم آ گئے۔ اب بارٹر کی جگہ تم سنبھالو۔ اور اس موجودہ پرابلم کا بھی کوئی حل مجھے بتاؤ۔ میرا تو ذہن ماؤف ہو کر رہ گیا ہے" ——— ایڈورڈ نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"آپ پریشان نہ ہوں باس۔ مجھے تفصیلات بتائیں۔ پھر دیکھیں مائیکل کیا نہیں کر سکتا" ——— مائیکل نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں مجھے تمہاری صلاحیتوں کا اچھی طرح علم ہے۔ اور مجھے تمہارے آنے سے کافی اطمینان ہو گیا ہے" ——— ایڈورڈ نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے شروع سے آخر تک ساری تفصیلات مائیکل کو بتائیں لیکن ٹیپ والی بات درمیان سے گول کر گیا ——— کیونکہ بہرحال وہ اس چکر کو مائیکل کے سامنے نہ لانا چاہتا تھا۔

"تو یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے صرف اس لڑکی پر تشدد کا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ لیکن ایسی صورت میں آرتھر کیوں چھاپے مار رہا ہے۔ اس کا اس لڑکی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے" ۔۔۔۔ مائیکل نے سوچتے ہوئے کہا۔

"آرتھر سرکاری آدمی ہے۔ ظاہر ہے اعلیٰ حکام نے اُسے ہدایات دی ہوں گی کہ وہ ان ایشیائیوں کی امداد کرے۔ اور تم اس کی عادت جانتے ہو کہ جب کوئی کام اس کی ڈیوٹی میں شامل ہو جائے تو پھر وہ پیچھے نہیں ہٹتا" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ آپ یہیں رہیں۔ میں ان لوگوں سے نمٹ لیتا ہوں" ۔۔۔۔ مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔۔۔ یہ میری طبیعت کے خلاف ہے کہ میں بزدلوں کی طرح چھپا بیٹھا رہوں۔ میں خود ان پر عذاب بن کر نازل ہوں گا۔ اب یہ میری انا کا سوال بن گیا ہے۔ اور اب میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اس لڑکی کی عزت ان ایشیائیوں کے سامنے روندوں گا ۔۔۔۔ تاکہ انہیں پتہ چل سکے کہ ایڈورڈ کتنی طاقت رکھتا ہے" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے بڑے غصیلے انداز میں سامنے موجود میز پر زور سے مکہ مارتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر ایک بار پھر اشتعال کے آثار پھیل گئے تھے۔

"تو پھر باس اب کیا پروگرام ہے۔ میرا تو خیال ہے آرتھر کو اغوا کر لیا جائے اور اس سے ان ایشیائیوں کا پتہ معلوم کیا جائے" مائیکل نے کہا۔

"آرتھر کو اغوا کر لیا جائے لیکن پھر ہمیں آرتھر کو قتل کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ایسا ہونے کے بعد اس نے ہمارے خلاف مستقل مورچہ لگا لینا ہے ۔۔۔۔ اور آرتھر کا قتل حکومت کو حرکت میں لے آ سکتا ہے۔ البتہ ایک اور کام ہو سکتا ہے۔ ہاں بالکل۔ آرتھر کو فوری طور پر معطل کرایا جا سکتا ہے۔ ٹھیک ہے میں ہوم سیکرٹری سے بات کرتا ہوں" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا۔ اور اس نے جلدی سے سامنے رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس ۔۔۔۔ پی۔ اے۔ ٹو ہوم سیکرٹری" ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد رسیور پر ایک آواز سنائی دی۔

"ایڈورڈ ہاور بول رہا ہوں۔ سر رابنسن سے بات کراؤ" ایڈورڈ نے تحکمانہ انداز میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد رسیور پر ایک بھاری آواز ابھری۔

"یس ۔۔۔۔ رابنسن سپیکنگ" ۔۔۔۔ بولنے والے کے لہجے میں بے پناہ وقار تھا۔

"سر رابنسن ۔۔۔۔ میں ایڈورڈ ہاور بول رہا ہوں۔ آپ پی۔ اے کو آف کر دیں۔ میں آپ سے ایک خاص بات کرنا چاہتا ہوں" ایڈورڈ نے بھی لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ۔۔۔۔ ایک منٹ" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ لہجے میں حیرت تھی۔

"یس ـــــ اب بات کریں۔ میں نے اس سے رابطہ آف کر دیا ہے" ـــــ سر رابنسن نے ایک لمحے بعد کہا۔

"سر رابنسن۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے بلیو پرنٹس میرے پاس موجود ہیں۔ اور آپ نے انہیں واپس کرنے کی درخواست کی تھی ـــــ حالانکہ میں نے آپ کو ان بلیو پرنٹس کی وجہ سے کبھی بلیک میل نہیں کیا۔ جب کہ میں چاہوں تو انہیں پبلک میں لے آ کر آپ کو خودکشی کرنے پر مجبور کر سکتا ہوں" ـــــ ایڈورڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے۔ مجھ سے حماقت ہو گئی تھی۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ ہوٹل تمہارا ہے اور تم نے وہاں خفیہ انتظامات کر رکھے ہیں۔ بہر حال تم کیا کہنا چاہتے ہو" ـــــ سر رابنسن نے جواب دیا۔

"آپ وہ بلیو پرنٹس واپس لینا چاہتے ہیں" ـــــ ایڈورڈ نے کہا۔

"کیا تم اس کے بدلے میں رقم چاہتے ہو" ـــــ سر رابنسن نے کہا۔

"رقم ـــــ ایڈورڈ کو رقم کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے" ایڈورڈ نے طنزیہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم کیا چاہتے ہو" ـــــ سر رابنسن کے لہجے میں بے پناہ الجھن تھی۔

"صرف معمولی سا کام ہے۔ کہ آپ چیف کمشنر سنٹرل انٹیلی جنس

کو کسی بھی الزام میں فوری طور پر معطل کر دیں۔ اور یہ معطلی کم از کم تین ماہ تک جاری رہنی چاہئے۔ جیسے ہی یہ احکامات آپ جاری کریں گے۔ بلیو پرنٹس آپ تک پہنچ جائیں گے ـــــ اور یہ بھی سن لیں اگر آپ نے اس میں لیت و لعل کی تو پھر یہ بلیو پرنٹس پبلک میں اوپن کر دیئے جائیں گے۔ اب فیصلہ آپ نے کرنا ہے" ایڈورڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"آرتھر کی معطلی ـــــ لیکن اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے" سر رابنسن کے لہجے میں حیرت تھی۔

"فائدہ نقصان سے آپ کا کوئی تعلق نہیں۔ آرتھر خواہ مخواہ میرے اڈے آ رہا ہے۔ میں چاہتا تو آرتھر کو بھری سڑک پر گولی مروا سکتا ہوں ـــــ اُسے اغوا کر کے اس کی لاش کے ٹکڑے سڑک پر پھنکوا سکتا ہوں۔ اس کا گھر اس کے بیوی بچوں سمیت بموں سے تباہ کرا سکتا ہوں۔ لیکن آرتھر نے ایک بار مجھ پر ذاتی احسان کیا تھا۔ اس لئے میں ایسا نہیں کرنا چاہتا ـــــ چنانچہ میں نے اس کے لئے معمولی سزا تجویز کی ہے کہ اُسے صرف دو تین ماہ کے لئے معطل کر دیا جائے اور بس۔ میرے خیال میں اتنی سزا ہی اس کے لئے کافی ہو گی اور پھر وہ آئندہ میرے اڈے آنے سے گریز کرے گا" ـــــ ایڈورڈ نے کہا۔

"کیا تم واقعی وہ بلیو پرنٹس واپس کر دو گے" ـــــ سر رابنسن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"بالکل ـــــ یہ ایڈورڈ کا وعدہ ہے۔ اور ایڈورڈ نے کبھی وعدہ خلافی

"نہیں کی" ـــــ ایڈورڈ نے کہا۔

" او۔ کے ـــــ میں ابھی آرڈرز جاری کر دیتا ہوں۔ میرے پاس اس کی ایک ڈیپارٹمنٹل شکایت پہلے سے آئی ہوئی ہے۔ بہرحال تمہارا کام ہو جائے گا" ـــــ سمرانبسن نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ جیسے یہ کام ہو گا بلیو پرنٹس آپ تک پہنچ جائیں گے" ـــــ ایڈورڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" لو ایک مسئلہ تو حل ہوا۔ آرتھر کے معطل ہونے پر لازماً گیری اس کی جگہ چیف کمشنر بنے گا۔ اور گیری اپنا آدمی ہے۔ اس سے کہہ کر یہ فورس وغیرہ سب ہٹوالی جائے گی ـــــ اب رہ گیا ان ایشیائی کا مسئلہ۔ اسے کیسے حل کیا جائے" ـــــ ایڈورڈ نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔

" آپ کی ریسرچ واقعی قابلِ داد ہے باس۔ ہوم سیکرٹری تک آپ کے سامنے بھیگی بلی بن جاتا ہے" ـــــ مائیکل نے مرعوب لہجے میں کہا۔

" اسی میں تو میری کامیابی کا راز ہے۔ ورنہ ڈیتھ گروپ دو دنوں میں ختم ہو جاتا۔ میرے پاس پرائم منسٹر تک کے خفیہ راز موجود ہیں اور سمرانبسن کو میں بلیو پرنٹس واپس کر دوں گا۔ لیکن اسے ابھی یہ معلوم نہیں کہ ان بلیو پرنٹس کے علاوہ بھی اس سے متعلق میرے پاس ایسا مواد موجود ہے کہ اگر وہ صرف سن لے تو اس کا ہارٹ فیل ہو جائے" ـــــ ایڈورڈ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے سر ـــــ جہاں تک ان ایشیائیوں کا تعلق ہے۔ اگر ان کی کاروں کے نمبر مل جاتے تو میں انہیں ٹریس کر لیتا" مائیکل نے کہا اور ایڈورڈ چونک پڑا۔

" اوہ ـــــ ایک کار کے نمبر تو مجھے یاد ہیں۔ ایکس زیڈ اے۔ ون زیرو ون تھری فور" ـــــ ایڈورڈ نے آنکھیں بند کر کے سوچتے ہوئے نمبر بتایا۔

مائیکل نے ایک کاغذ پر نمبر نوٹ کر لیا۔ اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس ـــــ ہیری سپیکنگ" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" مائیکل بول رہا ہوں ہیری۔ ایک کار کا نمبر نوٹ کرو۔ ایکس زیڈ اے۔ ون زیرو ون تھری فور۔ نوٹ کر لیا" ـــــ مائیکل نے سخت لہجے میں کہا۔

" یس باس ـــــ نوٹ کر لیا ہے" ـــــ ہیری نے جواب دیا۔

" دوہراؤ" ـــــ مائیکل نے مطمئن ہونے کے لئے کہا اور ہیری نے وہی نمبر دوہرایا۔

" ٹھیک ہے۔ اس نمبر کے مالک کا بھی رجسٹریشن آفس سے پتہ کرو اور اپنے پورے گروپ کو شہر میں پھیلا دو۔ جہاں بھی یہ کار نظر آئے اس جگہ کی مکمل نگرانی کرنے کے مجھے اطلاع دی جائے" ـــــ مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس" ـــــ ہیری نے جواب دیا اور مائیکل نے رسیور رکھ دیا۔

"باس ـــــ اب کلیو مل جائے گا۔ ہیری اور اس کا گروپ اس معاملے میں بے حد تیز ہے" ـــــ مائیکل نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ جیسے ہی اطلاع ملے۔ کوئی ایکشن خود لینے کی بجائے مجھے بتانا۔ اس بار میں کوئی جامع ایکشن لینا چاہتا ہوں" ایڈورڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــــ مائیکل نے کہا۔ اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

عمران نے کار ہارٹیم ہاؤس سے ذرا ہٹ کر ایک سائیڈ پر روک دی۔ اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ صفدر۔ کیپٹن شکیل اور تنویر بھی کار سے نیچے اتر آئے۔ وہ چاروں ہی اس وقت بدلے ہوئے میک اپ میں تھے۔

"اب پروگرام سن لو۔ کیپٹن شکیل اور تنویر نے جم ہاؤس میں ہنگامہ کھڑا کرنا ہے۔ اور صفدر بیچ بچاؤ کرائیں گے۔ تم معاملہ ایڈورڈ پر تھمنے کے لئے چھوڑ دینا۔ ہم بھی حمایت کریں گے ـــــ اس طرح اگر ایڈورڈ یہاں موجود ہوا تب بھی بات سامنے آجائے گی اور اگر نہ ہوا تو یہاں کا کوئی با اختیار آدمی سامنے آئے گا۔ پھر تم واپس چلے جانا اور میں اور صفدر اسے اغوا کر کے لے آئیں گے ـــــ تم دونوں نے پھر کار لے کر گلی کی سائیڈ پر رکنا ہے۔ اس میں اس با اختیار آدمی کو لاد کر الفریڈ ہاؤس لے جائیں گے اور پھر اس سے ہیڈ کوارٹر

کا راستہ معلوم کر کے ہم اس پر چھاپہ ماریں گے" ۔۔۔۔ عمران نے ان چاروں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بااختیار آدمی کے لئے ہنگامہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو ویسے ہی سامنے آجائے گا" ۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اصل مسئلہ ایڈورڈ کے سامنے آنے کا ہے۔ ہنگامہ اس لئے ہوگا" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ دونوں پہلے اندر چلے جائیں۔ ہم بعد میں آئیں گے" کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے اس کی تجویز قبول کر لی۔ اور صفدر کو ساتھ لئے عمران گیم ہاؤس کی طرف بڑھ گیا۔

گیم ہاؤس میں خاصا رش تھا۔ ہال کی سائیڈوں میں جوئے کی مشینیں نصب تھیں۔ جب کہ درمیانی میزوں پر نمبروں والا جوا کھیلا جا رہا تھا۔

عمران اور صفدر جیبوں میں ہاتھ ڈالے مختلف میزوں پر ٹہلتے رہے۔ پھر عمران نے جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر ایک نمبر پر رکھ دی ۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد وہی نمبر آگیا تو سب چونک پڑے۔ کیونکہ عمران نے پہلے ہی داؤ میں لاکھوں کی رقم بنا لی تھی، اُسے فوراً ہی کاؤنٹر سے رقم ادا کر دی گئی۔

"آپ سر پہلی بار گیم ہاؤس میں تشریف لائے ہیں" کاؤنٹرمین نے بھاری رقم دیتے ہوئے کاروباری انداز میں کہا۔

"سیکرٹری ۔۔۔۔ اسے بتاؤ کہ ہم کون ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ لارڈ ایسٹ وڈ ہیں ممبر ہاؤس آف لارڈ" صفدر نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"لارڈ ایسٹ وڈ ممبر ہاؤس آف لارڈ ۔۔۔۔ اوہ جناب۔ ہماری قسمت ہے جناب" ۔۔۔۔ کاؤنٹرمین نے بڑی طرح مرعوب ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"سیکرٹری ۔۔۔۔ یہ ساری رقم جا کر ہماری طرف سے چوتھی میز پر بارہ نمبر پر لگا دو۔ یہ ہمارا لکی نمبر ہے" ۔۔۔۔ عمران نے وہیں کاؤنٹر پر کھڑے کھڑے صفدر سے کہا۔ اس نے رقم کو ہاتھ ہی نہ لگایا تھا۔

"یس سر" ۔۔۔۔ صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے ساری گڈیاں اٹھائیں اور چار نمبر میز کی طرف بڑھ گیا۔

"سر کوئی جام پیش کروں" ۔۔۔۔ کاؤنٹرمین نے کہا۔

"اوہ تھینک یو ۔۔۔۔ یہ ہمارا پینے کا وقت نہیں ہے" عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا۔

"اس گیم ہاؤس کا مالک کون ہے۔ یہاں اچھا انتظام کیا گیا ہے" عمران نے سرسری سے لہجے میں کہا۔

"باس ایڈورڈ ہارڈ صاحب ۔۔۔۔ مشہور آدمی ہیں سر" کاؤنٹرمین نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا ۔۔۔۔ ہاں نام تو سنا ہوا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"سر ۔۔۔۔ رقم ہار گئی ہے" ۔۔۔۔ اُسی لمحے صفدر نے

قریب آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"رقم ہار گئی ہے ہم تو نہیں ہارے۔ یہ لو یہ رقم۔ اب پانچویں میز کے سولہ نمبر پر لگا دو"۔۔۔ عمران نے بڑی بے نیازی سے کہا۔ اور جیب سے نوٹوں کی ایک اور گڈی نکال کر صفدر کی طرف بڑھا دی۔ صفدر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"ایڈورڈ ہاورسے ملاقات ہو سکتی ہے۔ ہم اس کی اس انتظام پر تعریف کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"سوری سر۔۔۔ وہ اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں" کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"سر۔۔۔ آپ جیت گئے ہیں۔ یہ ٹوکن"۔۔۔ صفدر نے دوسرے لمحے ڈھیر سارے سرخ رنگ کے ٹوکن کاؤنٹر پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ تم اچھے سیکرٹری ہو۔ ہار رقم سکتی ہے۔ جیت ہم جاتے ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سر۔۔۔ میں رقم پیش کرتا ہوں"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے جلدی سے ٹوکن اپنی طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے بڑے نوٹوں کی دس گڈیاں کاؤنٹر کے نیچے سے نکال کر کاؤنٹر کی سطح پر رکھ دیں۔

اسی لمحے ہال کے ایک کونے میں شور برپا ہوا۔ اور ہال میں موجود ہر شخص بُری طرح چونک پڑا۔

"تم بے ایمانی کر رہے ہو۔ میں تمہارا منہ توڑ دوں گا" یک لخت ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اس کے بعد ایک

زوردار دھماکہ ہوا اور ایک شخص چیختا ہوا نیچے گرا۔ چند لمحوں میں ہی وہاں زبردست ہنگامہ برپا ہو گیا۔

"یہ کیا۔۔۔ یہاں اور جھگڑا"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے غصیلے لہجے میں کہا اور کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل کر اس طرف دوڑ پڑا۔ جہاں اب لوگ اکٹھے ہونا شروع ہو گئے تھے۔

تنویر اور کیپٹن شکیل دونوں ہی لڑنے میں مصروف تھے اور وہ اب تک چار آدمیوں کو ڈھیر کر چکے تھے۔

"خبردار۔۔۔ لڑائی روک دو۔۔۔ ورنہ گولیوں سے بھون ڈالا جائے گا"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے قریب جا کر چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ تنویر اور کیپٹن شکیل سے لڑنے والے یک لخت پیچھے ہٹ گئے۔

"تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم ہاورگیم ہاؤس میں جھگڑا شروع کر دو" کاؤنٹر مین نے انتہائی تلخ لہجے میں تنویر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم لوگ واضح طور پر بے ایمانی کر رہے ہو۔ حالانکہ ایڈورڈ ہاور کا یہ چیلنج ہے کہ یہاں بے ایمانی نہیں ہو سکتی۔ یہ دیکھو تمہارے آدمی نے جھٹکا دے کر سوئی آگے بڑھا دی ہے"۔۔۔ تنویر نے انتہائی غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"تم بکواس کر رہے ہو۔ یہاں کوئی بے ایمانی نہیں ہو سکتی۔ تم نئے آدمی ہو اس لئے پہلی بار تمہاری جان بخشی کی جا رہی ہے۔ نکل جاؤ یہاں سے ورنہ"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیوں نکل جائیں۔ ہم کسی سے کم نہیں ہیں۔ پورے گیم ہاؤس کو نیلام

نہ کر دیا۔ تو فریڈی نام نہیں۔ ایڈورڈ ہاور ہمیں اچھی طرح جانتا ہے۔
کہاں ہے وہ۔ ہماری رقم ہمیں دو۔ اٹھارہ گنا۔ دس ہزار ڈالر"
کیپٹن شکیل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں کہتا ہوں نکل جاؤ۔ ورنہ تمہاری لاشیں بھی کسی کو نہیں ملیں
گی" ——— کاؤنٹر مین نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھہرو ——— یہ اس جھگڑے کا حل نہیں ہے۔ جب یہ لوگ بے ایمانی
کا الزام لگا رہے ہیں تو تمہیں ان کی تسلی کرا دینی ہوگی" ——— عمران نے
قریب جا کر بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ سر ——— یہاں بے ایمانی ممکن نہیں ہے سر۔ باس
خود یہاں نہیں ہیں۔ ورنہ وہ ایک لمحے میں انہیں گولی مار دیتے۔
آج تک ہاور گیم ہاؤس میں بے ایمانی کا الزام لگانے کی کسی کو جرات
نہیں ہوئی سر" ——— کاؤنٹر مین نے مؤدبانہ لہجے میں عمران
سے مخاطب ہو کر کہا۔ ظاہر ہے اسے معلوم ہو چکا تھا کہ عمران لارڈ
بھی ہے اور ہاؤس آف لارڈز کا ممبر بھی ہے۔

"کیسے ممکن نہیں۔ میرے سامنے ہوئی ہے۔ اٹھارہ نمبر آ رہا تھا۔
اس آدمی نے جھٹکا دیتے ہوئے گولی کو" ——— تنویر نے کہا۔

"تم ایسا کرو۔ اگر ایڈورڈ نہیں تو کسی ذمہ دار آدمی سے ان کی بات
کرا دو" ——— عمران نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"باس کینیڈی کو بلاؤ۔ ماتھر۔ اب وہ خود ہی نمٹے گا ان سے"
کاؤنٹر مین نے کہا۔ اور ایک آدمی تیزی سے راہداری کی طرف
مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد ایک چھ فٹ قد اور انتہائی بھاری جسم کا آدمی
راہداری میں نمودار ہوا۔

"کیا بات ہے کیا جھگڑا ہے" ——— آنے والے نے انتہائی
کرخت لہجے میں کہا۔

اور کاؤنٹر مین نے جھگڑے کے متعلق بتانا شروع کر دیا۔

"یو شٹ اپ نانسنس ——— تمہیں یہ جرات کیسے ہوئی کہ یہاں
بے ایمانی کا الزام بھی منہ سے نکالو۔ گٹ آؤٹ" ——— کینیڈی
نے بُری طرح برافروختہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ لگائیں ——— ہماری رقم ڈھیلی کرو۔ ایسے ہم نہیں جائیں
گے" ——— تنویر نے اس سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"ڈسلی۔ انہیں اٹھا کر باہر پھینک دو۔ اور اگر یہ مزید گڑبڑ کریں
تو گولی مار دو" ——— کینیڈی نے اور زیادہ غصے سے چیختے ہوئے
کہا۔

"مسٹر کینیڈی ——— یہ جھگڑے کا حل نہیں ہوا" ——— اچانک
عمران بول پڑا۔

"تم کون ہو مجھے سمجھانے والے" ——— کینیڈی عمران پر ہی پلٹ
پڑا۔

"باس ——— یہ لارڈ ایسٹ وڈ ہیں۔ ہاؤس آف لارڈز کے
ممبر" ——— کاؤنٹر مین نے جلدی سے عمران کا تعارف کراتے
ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ——— لیکن سر۔ دیکھیں" ——— کینیڈی نے

یک لخت نرم پڑتے ہوئے کہا۔
"کوئی بات نہیں۔ جھگڑا ہو جاتا ہے۔ بہرحال اب میں یہاں موجود ہوں تو حل بھی میں ہی نکال دیتا ہوں۔ کتنی رقم بنتی ہے تمہاری"۔۔۔ عمران نے تنویر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر بڑے باوقار لہجے میں کہا۔
"دس ہزار ڈالر۔۔۔ اگر یہ بے ایمانی نہ کرتے تو دس ہزار ڈالر ہمیں ملتے"۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"سیکرٹری۔۔۔ انہیں میری طرف سے دس ہزار ڈالر دے دو۔ اور پلیز آپ اب جائیں۔ آپ کی رقم مل گئی۔ یہاں واقعی بے ایمانی نہیں ہوتی ہم نے بھی اس کیم ہاؤس کی شہرت سنی ہوئی ہے۔ آپ کو غلط فہمی بھی ہو سکتی ہے۔۔۔ بہرحال آپ کا مسئلہ حل ہو گیا"۔
عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔
صفدر نے جلدی سے جیب سے بڑے نوٹوں کی دو گڈیاں نکال کر تنویر کی طرف بڑھا دیں۔ اور تنویر گڈیاں سنبھال کر سر جھٹکتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔
"یہ آپ نے کیا کیا سر۔۔۔ یہ لوگ اس طرح......"
کنیڈی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"چلو جھگڑا ہی ختم کرنا تھا ہو گیا۔ ہمارے لئے دس ہزار ڈالر کی کوئی اہمیت نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تو سر آئیے۔۔۔ دفتر میں تشریف لے آئیے سر"

کنیڈی نے اور زیادہ مرعوب ہوتے ہوئے کہا۔
"اوہ تھینک یو۔۔۔ ویری تھینک فل ٹو یو۔ اگر ایڈورڈ صاحب مل جاتے تو"۔۔۔ عمران نے کہا۔
"وہ سر یہاں موجود نہیں ہیں"۔۔۔ کنیڈی نے کہا۔
"اوہ اچھا۔۔۔ پھر ہمیں اجازت دیجئے۔ پھر کبھی سہی"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔
"ارے نہیں جناب۔۔۔ آپ جیسی شخصیات تو ہمارے لئے باعث فخر ہیں۔ آپ میرے دفتر تشریف لے چلیں میں آپ کی کچھ خدمت کر دوں"۔۔۔ کنیڈی نے کہا۔ وہ واقعی بری طرح مرعوب نظر آ رہا تھا۔
"شکریہ۔۔۔ اگر آپ میری عزت افزائی کرنا ہی چاہتے ہیں تو آئیے کار تک چلتے ہیں۔ کچھ گپ شپ ہو جائے گی۔ مجھے آپ کی شخصیت بے حد پسند آئی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"اوہ بالکل جناب بالکل۔۔۔ یہ تو میری عزت افزائی ہے۔ آئیے"
کنیڈی نے خجالت بھرے لہجے میں کہا۔ اور پھر عمران کے ساتھ چلتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔
"آپ کب سے ایڈورڈ صاحب کے ساتھ ہیں"۔۔۔ عمران نے گیٹ سے نکلتے ہوئے پوچھا۔
"دس سال ہو گئے ہیں جناب"۔۔۔ کنیڈی نے جواب دیا۔
"اوہ گڈ۔۔۔ خاصی طویل رفاقت ہے۔ میری طرف سے آپ

کو اور آپ کے باس ایڈورڈ صاحب کو پُرخلوص دعوت ہے کہ آپ
ایسٹ وڈ تشریف لائیں۔ وہاں شکار کھیلیں۔ میری عزت افزائی
ہو گی" ——— عمران نے دنٹ پاتھ پر چلتے ہوئے کہا۔
"شکریہ جناب شکریہ ——— ضرور حاضر ہوں گے جناب ضرور
جناب" ——— کینیڈی نے بے اختیار دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا
اتنے بڑے لارڈ کی طرف سے شکار کی دعوت واقعی اس کی نظر
میں ایک قابلِ فخر سی بات تھی۔
گلی کے موڑ پر کار موجود تھی۔ کار خالی تھی۔ صفدر نے جلدی
سے آگے بڑھ کر پچھلا دروازہ کھولا۔
"اچھا جناب اجازت دیجیے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے
کینیڈی کی طرف مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ اور پھر جیسے ہی
کینیڈی کا ہاتھ بڑھا۔ عمران کا دوسرا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے فضا
میں گھوما اور چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی اس کی مڑی ہوئی انگلی پوری
قوت سے کینیڈی کی کنپٹی پر پڑی اور کینیڈی بغیر کوئی آواز نکالے
عمران کے ہاتھوں میں جھول گیا ——— عمران نے پھرتی سے اُسے
سنبھال کر کار کے کھلے دروازے سے اندر دھکیل دیا اور خود بھی سوار
ہو گیا۔ دوسرے لمحے دروازہ بند ہوا اور صفدر جو اس دوران سٹیرنگ
پر بیٹھ چکا تھا نے کار سٹارٹ کر دی۔ اُسی لمحے ایک سائیڈ سے تنویر
اور کیپٹن شکیل بھی تیز تیز قدم اٹھاتے کار کی طرف بڑھے۔ اور پھر
کیپٹن شکیل فرنٹ سیٹ پر اور تنویر عمران کے ساتھ پچھلی سیٹ پر آ کر
بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر نے پھرتی سے کار آگے بڑھا دی۔

"تو یہ ہے وہ جگہ جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود
ہیں" ——— ایڈورڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے سڑک کے دوسرے
کنارے پر ایک بڑی سی رہائشی عمارت کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا۔
"یس باس ——— اس کار کو اسی کوٹھی میں جاتے ہوئے چیک کیا
گیا ہے" ——— ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے مائیکل نے سر
ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"تمہارے آدمی کہاں ہیں" ——— ایڈورڈ نے ادھر ادھر
دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"وہ سب عمارت کے گرد حکم کے انتظار میں موجود ہیں۔ آپ
اپنا پروگرام بتائیں تاکہ اس کے مطابق عمل کیا جائے" ——— مائیکل
نے کہا۔

"میرا جی تو چاہ رہا ہے کہ اس عمارت کو بموں سے اڑا دوں۔ لیکن یہ لوگ بے حد عیار ہیں۔ پہلے بھی ہاورڈ نے ایک عمارت چیک کی تھی ـــ لیکن جب اسے تباہ کیا گیا تو وہ خالی تھی۔ اس لئے یہ خیال ہے انہیں کسی طرح زندہ اغوا کر لیا جائے۔ اب میں انہیں گولیوں سے ہلاک کرنے کی بجائے کوڑوں سے پیٹ پیٹ کر ان کی زندگیاں ختم کرنا چاہتا ہوں" ـــ ایڈورڈ نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔

"میرے خیال میں باس انہیں اغوا کر کے کہیں لے جانے کی بجائے کیوں نہ ان کا خاتمہ اسی عمارت میں ہی کر دیا جائے۔ ہم افراد اندر جاتے ہیں اور انہیں قابو میں کر لینے کے بعد آپ کو اندر کال کر لیں گے" ـــ مائیکل نے کہا۔

"نہیں ـــ اس طرح یہ ہوشیار ہو جائیں گے۔ تم ایسا کرو اس عمارت میں بے ہوش کر دینے والے بم پھینک دو۔ ہر طرف سے اس کے بعد تم اندر جائیں گے" ـــ ایڈورڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ یہ بہتر رہے گا۔ میرے آدمیوں کے پاس ایسے بم موجود ہیں" ـــ مائیکل نے کہا۔ اور اس نے کار کے ڈیش بورڈ میں لگے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــ مائیکل کالنگ اوور" ـــ مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس ـــ ہیری اٹنڈنگ اوور" ـــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ہیری کی آواز بلند ہوئی۔

"ہیری ـــ بے ہوش کر دینے والے بموں کی اس عمارت میں چاروں طرف سے بارش کر دو۔ اور اس کے ساتھ ہی پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اگر کوئی باہر نکلے تو گولیوں سے اڑا دینا اوور" ـــ مائیکل نے لہجے میں کہا۔

"یس باس اوور" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور مائیکل نے اوور اینڈ آل کہتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ہی انہیں اس عمارت کے آس پاس سے گولے سے اڑ کر عمارت کے اندر گرتے دکھائی دیئے۔ مخصوص گنوں کی مدد سے یہ گولے اندر پھینکے جا رہے تھے ـــ اور ان کی تعداد بے تحاشا تھی۔ چند ہی لمحوں بعد پوری عمارت میں سے ہلکے نیلے رنگ کا دھواں سا نکلنے لگا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پوری عمارت نیلے رنگ کے دھوئیں میں چند لمحوں کے لئے چھپ گئی ہو۔

"میرے خیال میں اتنا ہی کافی ہے۔ میں اب اندر جا کر صورت حال چیک کرتا ہوں" ـــ مائیکل نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"آدمیوں کو ساتھ ضرور لے جانا" ـــ ایڈورڈ نے کہا۔ اور مائیکل اثبات میں سر ہلاتا ہوا نیچے اترا۔ اور پھر تیزی سے سڑک کراس کر کے عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے اپنا ہاتھ فضا میں لہرایا تو آس پاس کی عمارتوں کی اوٹ سے دس افراد نمودار ہوئے اور وہ مائیکل کی طرف بڑھنے لگے ـــ اور پھر مائیکل سے بات کر کے اپنے ساتھیوں سمیت اندر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد کار کے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں بلند

ہوئیں تو ایڈورڈ نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔
"ہیلو ـــــ مائیکل کالنگ اوور" ـــــ مائیکل کی آواز ابھری۔
"یس ـــــ ایڈورڈ اوور" ـــــ ایڈورڈ نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"باس ـــــ حیرت انگیز خبر ہے۔ یہاں گیم ہاؤس کا کنیڈی بھی موجود ہے۔ وہ ایک کرسی پر بندھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ایک عورت اور تین مرد بھی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ باقی عمارت خالی ہے اوور" ـــــ مائیکل کی آواز سنائی دی۔
"کنیڈی ـــــ گیم ہاؤس والا کنیڈی ـــــ وہ یہاں کیسے پہنچ گیا اوور" ـــــ ایڈورڈ کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔
"معلوم نہیں باس ـــــ ویسے اس کے بندھے ہوئے انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ اسے اغوا کر کے لے آئے ہیں اور اب شاید اس سے پوچھ گچھ کر رہے تھے کیونکہ ایک آدمی وہیں اس کے قریب ہی فرش پر پڑا ہوا ہے ـــــ جب کہ عورت ایک اور کمرے میں اور دو افراد ایک اور کمرے میں بے ہوش پڑے ملے ہیں اوور" ـــــ مائیکل نے جواب دیا۔
"اوہ ـــــ یہ تو کوئی نیا چکر چل گیا۔ ٹھیک ہے تم ایسا کرو کہ ان سب کو یہاں سے فوراً نکال کر مارٹن روڈ والے اڈے پر بھجوا دو۔ ہو سکتا ہے ان کے اور ساتھی عمارت سے باہر ہوں۔ اور وہ یہاں اچانک پہنچ جائیں ـــــ کنیڈی کے اس طرح اغوا کے بعد مجھے صورت حال پر اچھی طرح غور کرنا پڑے گا۔ جلدی کرو اوور"

ورڈ نے تیز لہجے میں کہا۔
"یس باس اوور" ـــــ دوسری طرف سے مائیکل نے کہا۔
ایڈورڈ نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ کنیڈی کے ی اطلاع نے اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچا دی تھی۔ کنیڈی تو ہاؤس میں موجود تھا پھر یہاں کیسے پہنچ گیا ـــــ ان لوگوں نے ڈی کو کیسے اغوا کیا۔ کیا انہوں نے گیم ہاؤس سے اسے اغوا کیا ہے۔ لیکن کیسے وہاں سے کنیڈی کا اس طرح اغوا کر لینا تو تقریباً ممکن ہے۔ اسے بڑی بے چینی سی محسوس ہونے لگی تھی۔
اسی لمحے اس نے چند افراد کو پھاٹک سے نکل کر تیزی سے ایڈورڈ روڈ پر جاتے ہوئے دیکھا اور پھر چند لمحوں بعد دو کاریں سائیڈ ڈ سے نکل کر اس عمارت میں داخل ہوئیں ـــــ اور تقریباً دس منٹ بعد دونوں کاریں باہر نکلیں اور تیزی سے دائیں طرف مڑ ہیں۔ ان کے بعد مائیکل باقی آدمیوں کے ساتھ باہر آیا۔ باقی افراد ادھر ادھر بکھر گئے جب کہ مائیکل سڑک کراس کر کے سیدھا یڈورڈ کی طرف آیا۔
"میں نے انہیں مارٹن روڈ والے اڈے پر بھجوا دیا ہے باس" ئیکل نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔
"جلدی کرو۔ مجھے پریشانی ہو رہی ہے کہ گیم ہاؤس سے کنیڈی کو آخر کس طرح اغوا کیا گیا۔ فون بوتھ پر چلو" ـــــ ایڈورڈ نے تیز لہجے میں کہا۔ اور مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔
چند لمحوں بعد اس نے کار ایک پبلک فون بوتھ کے قریب

روک دی اور ایڈورڈ جلدی سے اتر کر تقریباً دوڑتا ہوا فون بوتھ میں داخل ہوا۔ اس نے رسیور اٹھا کر سکے ڈالے اور تیزی سے گیم ہاؤس کا نمبر گھمانے لگا۔

"یس ۔۔۔ ہاور گیم ہاؤس" ۔۔۔ کاؤنٹر مین کی مطمئن سی آواز سنائی دی۔ اور ایڈورڈ نے اس کا مطمئن لہجہ سن کر اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔

"ایڈورڈ بول رہا ہوں برٹی۔ کینیڈی کہاں ہے" ۔۔۔ ایڈورڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ باس آپ ۔۔۔ کینیڈی لارڈ ایسٹ ووڈ کو چھوڑنے ان کی کار تک گئے تھے پھر واپس نہیں آئے اور نہ ہی ان کی طرف سے کوئی اطلاع ہے" ۔۔۔ کاؤنٹر مین برٹی نے جواب دیا۔

"لارڈ ایسٹ ووڈ ۔۔۔ وہ کون ہے" ۔۔۔ ایڈورڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور جواب میں برٹی نے لارڈ ایسٹ ووڈ اور اس کے سیکرٹری کی آمد سے لے کر گیم ہاؤس میں ہنگامہ ہونے اور پھر کینیڈی کے لارڈ ایسٹ ووڈ کو اس کی کار تک چھوڑنے جانے تک کے تمام حالات پوری تفصیل سے سنا دیئے۔

"اوہ ۔۔۔ تو اس کا مطلب ہے۔ یہ چکر چلایا گیا ہے۔ سنو برٹی کینیڈی کو بڑی ہوشیاری سے اغوا کیا گیا ہے۔ لارڈ ایسٹ ووڈ وغیرہ اور یہ ہنگامہ سب ایک ڈرامہ تھا۔ سمجھے۔ میں نے کینیڈی کو برآمد کر لیا ہے ۔۔۔ اور وہ لوگ بھی میرے قبضے میں آ گئے ہیں

لیکن ہو سکتا ہے کچھ اور لوگ بھی ان کے ساتھی ہوں۔ اور وہاں موجود ہوں۔ تم نے بے حد ہوشیار رہنا ہے" ۔۔۔ ایڈورڈ نے تحکمانہ لہجے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"کون لوگ باس ۔۔۔ آپ کن لوگوں کی بات کر رہے ہیں" برٹی نے انتہائی حیرت زدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔ ظاہر ہے۔ اسے تو کسی کھیل کا علم ہی نہ تھا۔

"چیف کمشنر آرتھر کے آدمیوں کی بات کر رہا ہوں جنہوں نے گیم ہاؤس پر چھاپہ مارا تھا۔ بہرحال تم ہوشیار رہنا۔ کوئی بھی مشکوک آدمی جو گیم ہاؤس میں آئے تو اس کی مکمل نگرانی کرنا ۔۔۔ اور کسی کو بھی کسی صورت میں ہیڈ کوارٹر کی ہوا نہ لگنے دینا۔ سمجھے" ۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ ایسا ہی ہو گا۔ ویسے باس۔ ابھی چند لمحے پہلے اسسٹنٹ چیف کمشنر انٹیلی جنس گیری کا فون آیا تھا وہ آپ کو پوچھ رہا تھا ۔۔۔ اس نے پیغام دیا ہے کہ آپ کو بتا دیا جائے کہ ہوم سیکرٹری نے اچانک آرتھر کو معطل کر دیا ہے اور گیری اب اس کی جگہ چیف کمشنر بن گیا ہے۔ اور اس نے گیم ہاؤس کے گرد موجود فورس ہٹا لی ہے۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے" ۔۔۔ برنی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں بات کر لوں گا" ۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا اور کریڈل دبا دیا۔ آرتھر کی معطلی کا سن کر اس کا دل مسرت سے کھل اٹھا تھا۔ اس نے جلدی سے دوبارہ سکے ڈالے اور گیری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ـــــ سنٹرل انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"چیف کمشنر گیری سے بات کراؤ ـــــ میں ایڈورڈ بول رہا ہوں" ایڈورڈ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــــ ہولڈ آن کریں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی رسیور پر گیری کی آواز ابھری۔

"یس گیری سپیکنگ"

"گیری۔ میں ایڈورڈ بول رہا ہوں۔ تمہارا پیغام مجھے مل چکا ہے۔ اور سنو۔ میں نے ایک خاص مقصد کے لئے ہوم سیکرٹری سے کہہ کر آرتھر کو معطل کرایا ہے۔ وہ میرے آڑے آ رہا تھا" ایڈورڈ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــــ میں سمجھ گیا تھا۔ کیونکہ اس نے گیم ہاؤس پہ چھاپہ مارا تھا۔ اور آدمی گیم ہاؤس کی نگرانی پہ لگائے تھے" ـــــ گیری نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے برنی نے بتایا ہے کہ تم نے گیم ہاؤس سے آدمی ہٹوا لئے ہیں" ـــــ ایڈورڈ نے کہا۔

"باس ـــــ میں نے چارج سنبھالتے ہی سب سے پہلے یہی کام کیا ہے" ـــــ گیری نے جواب دیا۔

"وہ آرتھر اب کہاں ہے" ـــــ ایڈورڈ نے پوچھا۔

"آرتھر کی بیوی اچانک بیمار ہو گئی ہے وہ اپنی بیوی کے پاس

ہسپتال میں ہے" ـــــ گیری نے جواب دیا۔

"اب تم نے آرتھر کی نگرانی کرانی ہے۔ تاکہ آرتھر کوئی ایسی حرکت نہ کر سکے جس سے گروپ کو نقصان پہنچے۔ میں نے فی الحال آرتھر کی جان بخشی کی ہوئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی حرکت کر بیٹھے اور مجھے اسے گولی مار دینے کا حکم دینا پڑے" ـــــ ایڈورڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ ایسا ہی ہو گا" ـــــ گیری نے کہا۔ اور ایڈورڈ نے گڈ بائی کہتے ہوئے رسیور رکھا۔ اور پھر فون بوتھ سے باہر آ گیا۔

"آپ نے کافی دیر کر دی باس" ـــــ مائیکل نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

"وہ میں گیری کو فون کرنے لگا تھا۔ آرتھر معطل ہو گیا ہے۔ اس لئے گیری کو احکامات دینے ضروری تھے" ـــــ ایڈورڈ نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"وہ کینیڈی کے اغوا کے سلسلے کا پتہ چلا" ـــــ مائیکل نے کار مارٹن روڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں وہ ایک ڈرامہ کھیلا گیا اور ہمارے آدمی اور کینیڈی آسانی سے بے وقوف بن گئے" ـــــ ایڈورڈ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے مختصر طور پر برنی کی بتائی ہوئی تفصیلات دوہرا دیں۔

"تو اس ڈرامے کا مقصد کیا تھا۔ کینیڈی کے اغوا سے کیا حاصل کرنا چاہتے تھے" ـــــ مائیکل نے چند لمحے سوچنے کے بعد پوچھا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے وہ کینیڈی سے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات حاصل کرنا چاہتے ہوں گے۔ بہر حال اب مزید پوچھ گچھ کر لیتے ہیں" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا۔ اور مائیکل نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد کار مارٹن روڈ کی ایک بڑی سی سفید رنگ کی عمارت کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ اس عمارت پر کسی نیم سرکاری ادارے کا بہت بڑا بورڈ لگا ہوا تھا ۔۔۔۔ پھاٹک بند تھا۔ مائیکل نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن دیا تو پھاٹک کی مخصوص کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان باہر نکل آیا۔ وہ باقاعدہ یونیفارم میں تھا اور اس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی۔

"پھاٹک کھولو مرفی" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ یس باس" ۔۔۔۔ نوجوان نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے پلٹ کر پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور مائیکل کار اندر لیتا گیا۔ بڑے سے پورچ میں ایک سٹیشن ویگن نما ہیوی گاڑی کھڑی تھی۔ اور پورچ کے ساتھ برآمدے میں چار مسلح افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے ۔۔۔۔ ان چاروں نے بھی یونیفارم زیب تن رکھی تھیں۔ اور ان کے کاندھوں سے بھی مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔

"وہ بے ہوش افراد کہاں ہیں جیک" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے ایک مسلح شخص سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"نچلے تہہ خانے میں ہیں باس" ۔۔۔۔ جیک نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"وہاں ان کی نگرانی کون کر رہا ہے" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"نگرانی ۔۔۔۔ باس وہ سب بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ دروازہ بند ہے" ۔۔۔۔ جیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔ وہ تو انتہائی خطرناک افراد ہیں۔ تم نے ان کی نگرانی نہیں کی۔ جلدی چلو۔ کہیں وہ ہوش میں نہ آ گئے ہوں" ایڈورڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس۔ وہ ہوش میں کیسے آ سکتے ہیں۔ ان پر گیس اٹیک ہوا ہے۔ جب تک ان کو انٹی انجکشنز نہیں لگائے جائیں گے وہ ہوش میں نہیں آ سکتے" ۔۔۔۔ مائیکل نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں ٹھیک ہے۔ مجھے خیال نہ رہا تھا۔ جیک یہاں تمہارے گروپ کے کتنے افراد ہیں" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے پوچھا۔

"جناب ہم پانچ افراد ہیں" ۔۔۔۔ جیک نے جواب دیا۔

"کافی ہیں ۔۔۔۔ آؤ میرے ساتھ" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا۔ اور تیزی سے اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ مائیکل اس کے پیچھے تھا اور جیک اور اس کے ساتھی ان سب کے پیچھے چل رہے تھے۔

تہہ خانے کا دروازہ باہر سے بند نہ تھا۔ لیکن اس کے دونوں پٹ بھڑے ہوئے تھے۔

"اسے باہر سے بند کیوں نہیں کیا گیا" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ میرے خیال میں اس کی ضرورت ہی نہ تھی" ۔۔۔۔ جیک

نے جواب دیا۔

اور ایڈورڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے اطمینان کا طویل سانس نکلا۔ کیونکہ سامنے فرش پر کینیڈی سمیت عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

" ایسا کرو پہلے ان کی تلاشی لے لو۔ اور پھر ان میں سے ایک آدمی کو ہوش میں لے آؤ۔ اور مجھے ہنٹر بھی لا دو۔ میں ایک ایک کر کے انہیں ہوش میں لاؤں گا اور ایک ایک کر کے ختم کر دوں گا "
ایڈورڈ نے کہا۔

" لیکن باس یہ تو بزدلی ہے۔ کیا آپ ان سے ڈرتے ہیں "
اچانک جیک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور ایڈورڈ کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی جیک کی بات سنتے ہی بری طرح چونک پڑے۔

" کیا ——— یہ تم کیا کہہ رہے ہو " ——— ایڈورڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ یہ بات اس کے ماتحت جیک نے کی ہے۔

" ہاں باس ——— میں تو آپ کو بڑا بہادر سمجھتا تھا۔ لیکن آپ تو بزدلی کا مظاہرہ کر رہے ہیں " ——— جیک نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

" تم ——— تمہاری یہ جرأت کہ میرے منہ پر ایسی بات کرو "
ایڈورڈ کا چہرہ غصے کی شدت سے یک لخت مسخ ہو گیا۔ اس نے

جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا۔

" خبردار۔ اگر ریوالور نکالا تو گولیوں سے بھون ڈالوں گا "
جیک نے یک لخت ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے مشین گن اس کی طرف تان لی۔ مائیکل اور باقی چار افراد جو ایڈورڈ کے پیچھے کھڑے تھے۔ ایک قدم پیچھے ہٹنے کی وجہ سے اس کی مشین گن کی زد میں آ گئے۔

" جیک جیک ——— یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کیا تم ہوش میں ہو "
مائیکل نے چیختے ہوئے کہا۔

" باس کو کہو ہاتھ باہر نکال لے۔ ورنہ میں ٹریگر دبا دوں گا "
جیک نے ایسے لہجے میں کہا کہ ایڈورڈ کا ہاتھ جلدی سے جیب سے باہر آ گیا۔

اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی چیخیں بلند ہوئیں اور مائیکل کے ساتھ باقی چار افراد چیختے ہوئے فرش پر جا گرے۔
ایک ہی راؤنڈ نے ان پانچوں افراد کو گولیوں سے چھلنی کر دیا تھا۔

" تت ——— تت ——— تم ——— جیک تم " ——— ایڈورڈ کی آنکھیں خوف اور دہشت سے پھیلتی چلی گئیں۔

دھماکوں کے ساتھ ہی گیس کی بُو محسوس کرتے ہی عمران
نے فوری طور پر سانس روک لیا جب کہ اس کے ساتھ کھڑا ہوا صفدر
کٹے ہوئے شہتیر کی طرح فرش پر گر چکا تھا ——— عمران سانس روکے
تیزی سے دوڑتا ہوا اس کمرے سے نکلا اور پھر راہداری میں سے
ہوتا ہوا وہ باہر برآمدے میں آگیا۔ بے ہوش کر دینے والی
گیس کے اتنے بم پھینکے گئے تھے کہ ہر طرف ہلکے نیلے رنگ کا دھواں
پوری عمارت میں بھرا ہوا تھا ——— عمران برآمدے میں پہنچ کر دوڑتا
ہوا سیدھا گیراج کی طرف بھاگا۔ کیونکہ گیراج کا دروازہ بند تھا۔ اس
لئے ظاہر ہے اس کے اندر گیس کا دباؤ اتنا زیادہ نہ ہوگا۔ گیراج
کی چھوٹی کھڑکی کھول کر وہ تیزی سے اندر گھس گیا ——— باہر کھلی
ہوا اور گیراج کے اندر ساکت ہوا میں اس نے آہستہ سے سانس لیا۔
اسی لمحے اسے پھاٹک کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے چھوٹی

کھڑکی کی درزمیں سے باہر جھانکا اور دوسرے لمحے ایک طویل سانس
لے کر رہ گیا۔ ایک شخص نے دیوار پھاند کر اندر سے پھاٹک کھول
دیا تھا ——— اور چھ مسلح افراد پھاٹک کھلتے ہی تیزی سے اندر داخل
ہوئے تھے۔ اور سیدھے دوڑتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھ
گئے۔ عمران تیزی سے مڑا اور اس نے گیراج کے اندر موجود کار کا
دروازہ کھولا اور اس کی فرنٹ سیٹ کے نیچے بنے ہوئے باکس میں
سے مشین پسٹل نکالا ——— اور پھر چھوٹی کھڑکی سے جھانکا۔ صحن خالی
تھا۔ وہ تیزی سے باہر نکلا اور اس نے پنجوں کے بل برآمدے کی
طرف دوڑ لگا دی۔ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں یہ لوگ اندر پہنچتے ہی فائر
کھول دیں۔ گیس اب غائب ہو چکی تھی۔
برآمدے میں پہنچتے ہی وہ سائیڈ روم میں گھسا اور پھر اس کے
غسل خانے کی کھڑکی سے آہستگی سے کود کر ایک اور راہداری میں
آگیا ——— اس راہداری میں اس کمرے کی کھڑکی پڑتی تھی جس میں
کینڈی اور صفدر موجود تھے۔ جب کہ جولیا، تنویر اور کیپٹن شکیل
دوسرے کمروں میں تھے۔
کھڑکی کے قریب پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ ایک
آواز ابھری تھی۔
"میں باس کو کال کرتا ہوں۔ اور تو کوئی آدمی عمارت میں نہیں
ہے" ——— بولنے والے کا لہجہ خاصا سخت تھا۔
"نو باس ——— باقی کمرے خالی ہیں" ——— ایک اور آواز
سنائی دی۔

"حیرت ہے ـــــ یہ گیم ہاؤس کا کینیڈی یہاں کیسے پہنچ گیا"۔ یہ پہلی آواز سنائی دی۔

اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہی پہلی آواز ابھری۔

"ہیلو ـــــ مائیکل کالنگ اوور"

"باس ـــــ حیرت انگیز خبر ہے۔ یہاں گیم ہاؤس کا کینیڈی بھی موجود ہے۔ وہ ایک کرسی پر بندھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ایک عورت اور تین مرد بھی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ باقی عمارت خالی ہے اوور" ـــــ مائیکل نے کہا۔

"کینیڈی ـــــ گیم ہاؤس والا کینیڈی ـــــ وہ یہاں کیسے پہنچ گیا۔ اوور" ـــــ ایڈورڈ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"معلوم نہیں باس ـــــ اس کے بندھے ہوئے انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ اسے اغوا کر کے لے آئے ہیں اور اب شاید اس سے پوچھ گچھ کر رہے تھے۔ کیونکہ ایک آدمی وہیں اس کے قریب ہی فرش پر پڑا ہوا ہے ـــــ جب کہ ایک اور کمرے میں اور دو افراد ایک اور کمرے میں بے ہوش پڑے ملے ہیں اوور" مائیکل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ یہ تو کوئی نیا چکر چل گیا۔ ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ ان سب کو یہاں سے فوراً نکال کر مارٹن روڈ والے اڈے پر بھجوا دو۔ ہو سکتا ہے ان کے اور ساتھی عمارت سے باہر ہوں۔ اور وہ یہاں اچانک پہنچ جائیں ـــــ کینیڈی کے اس طرح اغوا کے بعد مجھے صورت حال پر اچھی طرح غور کرنا پڑے گا۔ جلدی کرو اوور"

یڈورڈ کی آواز سنائی دی۔

"یس باس اوور" ـــــ مائیکل نے کہا اور دوسری طرف سے وور اینڈ آل کی آواز سنتے ہی ٹرانسمیٹر بند ہو گیا۔

"ہیری ـــــ تم باہر جا کر کاریں لے آؤ اور انہیں اس میں ڈال ر مارٹن روڈ والے اڈے تک چھوڑ آؤ۔ جب تم روانہ ہو جاؤ گے پھر میں باس کے ساتھ وہاں آؤں گا" ـــــ مائیکل کی آواز سنائی دی۔

"یس باس" ـــــ ایک اور آواز ابھری اور اس کے ساتھ ی قدموں کی آواز بھی ابھری۔

عمران کو تسلی ہو گئی کہ اس کے ساتھیوں کو فوری خطرہ نہیں ہے ونکہ ایڈورڈ عمارت کے اندر نہیں آیا تھا۔ اور نجانے وہ کہاں موجود ـــــ اس لئے اس نے فوراً ہی ایک نیا پلان بنا لیا۔ مائیکل نے ہا تھا کہ وہ باس کے ساتھ ـــــ وہاں پہنچ جائے گا۔ اس لئے مران نے پلان بنا لیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہی اڈے پر ہنچے گا ـــــ کیونکہ وہ ایڈورڈ کو بھی نہ چھوڑنا چاہتا تھا اور اپنے اتھیوں کی طرف سے بھی غفلت نہ کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ راہداری ی آخری کھڑکی کھول کر باہر کودا اور پھر دیوار کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوا ایس برآمدے کی طرف آ گیا ـــــ یہ سائیڈ چونکہ پھاٹک سے کافی فاصلے پر تھی۔ اس لئے جب تک کوئی شخص خاص طور پر اس سائیڈ پر نہ آئے اُسے پھاٹک یا برآمدے سے نہ دیکھا جا سکتا تھا چند لمحوں بعد پھاٹک میں سے دو کاریں اندر داخل ہوئیں اور برآمدے

کے سامنے آکر رک گئیں۔ اور اس میں سوار افراد اتر کر عمارت کے
اندر کی طرف بڑھ گئے۔ عمران ان کے اندر جاتے ہی تیزی سے
پنجوں کے بل دوڑتا ہوا سب سے پچھلی کار کے عقب میں آیا۔ اور
پھر چند لمحوں میں ہی وہ اس کار کی ڈگی کھول کر اس کے اندر سما گیا
تھا ——— ڈگی اس نے تھوڑی سی اونچی رکھی تاکہ ہوا کی آمد و رفت
جاری رہ سکے۔ اُسے چند لمحوں بعد ہی باتوں اور قدموں کی آواز
کاروں کے نزدیک آتی سنائی دی۔ اور اس کے بعد کاروں کے
دروازے کھلے بند ہوئے ——— اور پھر کار حرکت میں آگئی۔ عمران
ڈگی کے اندر خاموش پڑا ہوا تھا۔ کافی دور آنے کے بعد اس نے
ذرا سی ڈگی اونچی اٹھائی اور ارد گرد کا جائزہ لینا شروع کر دیا
اُسے یہ تو معلوم تھا کہ یہ لوگ مارٹن روڈ کی طرف جا رہے ہیں،
لیکن وہ صرف یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ اس کی کار کے عقب میں
تو ان لوگوں کی کوئی اور کار نہ ہے ——— اور پھر جب مارٹن روڈ
پر پہنچ کر ایک چوک پر سرخ بتی کی وجہ سے کار رکی تو عمران بجلی کی
سی پھرتی سے ڈگی کھول کر باہر نکلا اور انتہائی تیزی سے فٹ پاتھ
پر چڑھ کر مخالف سمت کی طرف اطمینان سے چلنے لگا ——— ارد گرد
اور لوگ موجود تھے۔ اور پھر اس کے باہر نکلنے کے بعد ڈگی گر کر
بند ہونے کی آواز بھی لامحالہ پیدا ہوئی تھی اس لئے وہ ممکن شبہ
دور کرنا چاہتا تھا۔

چند قدم آگے بڑھنے کے بعد ایک درخت کے پاس پہنچ کر
تیزی سے گھوما اور درخت کی اوٹ میں ہو کر اس نے چوک کی طرف

دیکھنا شروع کیا۔ اس وقت کاریں چوک کراس کر رہی تھیں۔ اور
ایسے کوئی آثار نہ تھے کہ جس سے ظاہر ہوتا کہ عمران کو چیک کیا
جا رہا ہے۔

عمران اب درخت کی اوٹ سے نکل کر تیزی سے آگے بڑھتا
گیا۔ اس کی نظریں ان کاروں پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ مارٹن روڈ
ختم ہونے کے قریب تھی ——— اس لئے اُسے یقین تھا کہ ان کی
مطلوبہ عمارت قریب ہی ہو گی۔ اور پھر اس نے سفید رنگ کی
ایک عمارت کے پھاٹک میں دونوں کاروں کو مڑ کر داخل ہوتے
ہوئے دیکھا تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا ——— اس
کے قدم تیز ہو گئے۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ اس سفید رنگ کی عمارت
کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے ایک نظر عمارت کو دیکھا اور پھر اس کی
سائیڈ گلی میں داخل ہو کر وہ اس کے عقب میں آگیا ——— عمارت کے
عقبی حصے میں بھی لان تھا۔ دیواریں کچھ زیادہ اونچی نہ تھیں۔ اس لئے
عمران کو عقبی دیوار پھاند کر اندر داخل ہونے میں زیادہ پریشانی کا
سامنا نہ کرنا پڑا ——— عمارت کی عقبی سائیڈ میں علیحدہ ہٹ کر ایک
کمرہ بنا ہوا تھا۔ جس کا دروازہ کھلا تھا۔ عمران دبے پاؤں چلتا ہوا
جب اس کمرے میں پہنچا تو اس کا دل بلیوں اچھل پڑا۔ کیونکہ کمرے
کے اندر جدید ترین میک اپ کا نہ صرف پورا سامان موجود تھا بلکہ
باقاعدہ میک اپ روم بنا ہوا تھا۔

عمران تیزی سے عمارت کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ دیوار کی سائیڈ
پہنچا تھا کہ اُسے قدموں کی آواز اپنی طرف آتی دکھائی دی۔ عمران

تیزی سے سائیڈ میں دبک گیا۔ دوسرے لمحے اس کی قد و قامت کا ایک مسلح نوجوان جس نے یونیفارم پہنی ہوئی تھی تیز تیز قدم اٹھاتا اس کمرے کی طرف جاتا دکھائی دیا ——— جب وہ کمرے میں داخل ہو گیا تو عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

وہ نوجوان کمرے کی ایک میز پر جھکا ہوا کچھ لکھ رہا تھا۔ اس کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ مشین گن ساتھ رکھی ہوئی تھی عمران اچھل کر اندر داخل ہوا ——— اس کے اندر داخل ہونے کا کھٹکا سن کر وہ نوجوان تیزی سے مڑا ہی تھا کہ عمران کسی عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے وہ نوجوان چیختا ہوا گھوم کر اس کے سینے سے آ لگا ——— عمران کا ایک بازو اس کی گردن اور دوسرا بازو اس کی کمر کے ساتھ لگا تھا۔ عمران کا بازو اس نوجوان کی گردن کے گرد جما ہوا تھا۔ اسی ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ عمران نے ہاتھ کو ذرا سا گھما کر اس کی گدی سے ٹکا دیا۔

"خبردار ——— اگر حرکت کی تو گردن کی ہڈی بھی توڑ دوں گا اور بھیجہ بھی اڑا دوں گا" ——— عمران نے بھیڑیئے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے بازو کو زور سے جھٹکا دیا۔ نوجوان کے حلق سے خرخراہٹ کی آواز بلند ہوئی۔ اس کا سانس تقریباً رک چکا تھا۔

"اپنا نام اور یہاں موجود ہر آدمی کے متعلق تفصیلات بتاؤ۔ جلدی" عمران نے ذرا سا جھٹکا دے کر بازو کو ڈھیلا چھوڑتے ہوئے کہا۔ اس

کے لہجے میں ایسی غراہٹ تھی کہ اس کے بازو میں پھڑکتا ہوا نوجوان کا جسم یک لخت کانپ اٹھا۔

"مم ——— میرا نام جیک ہے۔ میں یہاں انچارج ہوں۔ یہاں میرے ماتحت چار افراد ہیں۔ مرفی ——— جیگر اور ٹونی" ——— جیک نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

اور عمران نے اسے دھکا دے کر آگے دھکیل دیا۔ اور پسٹل اس کی پشت سے لگا دیا۔

"ایڈورڈ پہنچا ہے یا نہیں۔ جلدی بتاؤ ورنہ ....."

عمران نے اسی طرح انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"چیف باس ابھی نہیں پہنچا" ——— جیک نے جواب دیا۔ اور عمران نے پسٹل کو ہوا میں اچھالا اور پھر اسے نال کی طرف سے پکڑ لیا جیک شاید اسی موقع کے انتظار میں تھا ——— پسٹل کا دباؤ پشت سے ہٹتے ہی وہ تیزی سے گھوما اور اس کا مکہ عمران کے پہلو کی طرف آیا۔ عمران نہ صرف بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹا بلکہ اس کا ہاتھ بھی ساتھ ہی گھوما اور پسٹل کا دستہ پوری قوت سے جیک کی کنپٹی پر پڑا ——— تڑاخ کی آواز کے ساتھ ہی جیک چیختا ہوا پہلے اچھل کر دیوار سے ٹکرایا اور پھر نیچے فرش پر گرا۔ اسی لمحے عمران کی لات حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی ٹو ایک بار پھر پوری قوت سے جیک کی کنپٹی پر پڑی ——— یہ اتنی بر موقع اور بھرپور ضرب تھی کہ اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا جیک نیچے گرا۔ اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے گئے۔

عمران نے پسٹل سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور تیزی سے اپنے کپڑے اتارنے شروع کر دیئے۔ اس کے بعد اس نے اتنی ہی پھرتی سے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے جیک کی یونیفارم اتاری اور پھر وہ یونیفارم پہن لی ——— جیک کا قد و قامت چونکہ عمران سے تقریباً ملتا جلتا تھا اس لئے یونیفارم اس کے جسم پر فٹ آ گئی۔ عمران بار بار دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں کوئی اور آدمی اچانک نہ آ جائے ——— یونیفارم پہننے کے بعد اس نے اپنے لباس میں سے سامان نکال کر یونیفارم کی جیبوں میں ڈالا۔ اور پھر وہاں پر موجود میز کے سامنے رکھے ہوئے سٹول پر بیٹھ گیا۔ میز پر میک اپ کا جدید ترین سامان موجود تھا ——— عمران کے ہاتھ واقعی بجلی کی سی تیزی سے چلنے لگے اور تھوڑی دیر بعد جب وہ اٹھ کر کھڑا ہوا تو مکمل طور پر جیک کے میک اپ میں تھا۔ اس نے سائیڈ پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھا کر کاندھے سے لٹکائی اور جیب سے پسٹل نکال کر اس نے جیک کی کنپٹی پر پسٹل رکھا اور ٹریگر دبا دیا۔ ہلکے سے دھماکے کے ساتھ ہی جیک کی کھوپڑی کے پرخچے اڑ گئے۔ عمران کے چہرے پر ذرا برابر بھی ملال نہ تھا ——— اس نے بڑے سکون سے پسٹل دوبارہ جیب میں ڈالا اور جیک کی لاش کو ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا میز کی طرف لے گیا اور پھر اسے اس طرح پیچھے دھکیل دیا کہ اندر آنے والے کو فوراً ہی وہ نظر نہ آ سکتی تھی ——— اس کے بعد وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ اس کا اطمینان ایسا تھا جیسے وہ کسی انسان کو مارنے کی بجائے کسی زہریلے

سانپ کا سر کچل کر آیا ہو۔ اور واقعی عمران کے ذہن کے مطابق نچلے درجے کے غنڈے انسان نہیں ہوتے بلکہ معاشرے کے لئے ان کا درجہ زہریلے سانپوں جیسا ہی ہوتا ہے ——— اس لئے ایسے غنڈوں کے خاتمہ کے وقت وہ ذرا سی بھی پشیمانی محسوس نہ کرتا تھا۔

عمارت کے سامنے کے رخ پہنچ کر جب عمران برآمدے میں پہنچا تو وہاں چار مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے۔

"جیک ——— بڑی دیر لگا دی رپورٹ لکھتے لکھتے" ——— ایک مسلح شخص نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— بس کچھ دیر لگ گئی" ——— عمران نے جیک کے لہجے میں جواب دیا۔

"ابھی تک چیف باس نہیں پہنچے۔ حالانکہ انہوں نے تو فوراً ہی پہنچنے کے لئے کہا تھا" ——— ایک دوسرے شخص نے کہا۔

"ہو سکتا ہے راستے میں کوئی کام پڑ گیا ہو" ——— ایک اور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے ان بے ہوش افراد کو چیک کر لینا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہوش میں آ جائیں۔ اور مصیبت کھڑی ہو جائے۔ سنا ہے بڑے خطرناک لوگ ہیں"

"کیا خیال ہے جیک۔ چیک کر لیں" ——— پہلے نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ——— کوئی حرج نہیں۔ آؤ" ——— عمران نے کہا۔ اور پھر مڑتے

ہوئے وہ اچانک جھکا اور بوٹ کے تسمے باندھنے لگا۔ ظاہر ہے
اب اُسے تو علم نہ تھا کہ اس کے ساتھی کہاں ہیں۔ بولنے والا دو
قدم آگے بڑھ کر رک گیا وہ شاید عمران کا انتظار کر رہا تھا۔
" تم چلو۔ میں آرہا ہوں" ـــــ عمران نے بوٹ کے تسمے کو
مزید الجھاتے ہوئے کہا۔
اور وہ آدمی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ راہداری کے آخر میں
وہ سیڑھیاں نیچے اتر گیا۔ تو عمران بھی اٹھ کر اس کے پیچھے چل پڑا۔ جب
عمران سیڑھیاں اترنے لگا تو وہ آدمی نیچے چھوٹی سی راہداری کے
آخر میں ایک دروازے تک پہنچ کر رک گیا تھا ـــــ عمران تیز تیز
قدم اٹھاتا اس کے قریب پہنچا تو اس نے دروازہ کھول دیا۔ اور پھر
عمران اور وہ دونوں ہی اندر پہنچ گئے۔ یہ ایک خاصا بڑا ہال نما کمرہ
تھا ـــــ اور کمرے کے درمیان میں عمران کے ساتھی اور کنیڈی بیہوش
پڑے تھے۔
" یہ کیسے ہوش میں آسکتے ہیں۔ انہیں تو گیس اٹیک سے بیہوش
کیا گیا ہے" ـــــ عمران نے جیک کے لہجے میں کہا۔
" یس باس ـــــ ویسے ہمارے پاس انٹی انجکشنز تو موجود ہی
ہیں اور اتفاق سے پڑے بھی یہیں ہیں" ـــــ دوسرے نے کہا۔
اور عمران نے سر ہلا دیا۔
" چلیں باس" ـــــ دوسرے آدمی نے تسلی بھرے لہجے
میں کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اور پھر وہ دونوں ہی تہہ خانے
سے نکل کر اوپر برآمدے میں پہنچ گئے۔ ابھی وہ وہاں پہنچے ہی تھے

کہ پھاٹک کے باہر مخصوص انداز میں ہارن کی آوازیں سنائی دیں۔
" چیف باس آگیا ہے۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں" ـــــ ایک
نے کہا۔ اور تیزی سے دوڑتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ عمران
چاہتا تو ان چاروں کو چیف باس سے پہلے ہی ڈھیر کر سکتا تھا۔ لیکن
وہ خاموش کھڑا رہا ـــــ کیونکہ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ایڈورڈ اکیلا
آتا ہے یا اس کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے زیادہ افراد ہوں۔
پھاٹک کھلا اور ایک کار تیزی سے برآمدے کے سامنے آ
کر رکی۔ اور پھر اس میں سے دو آدمی باہر نکل آئے۔ ان میں سے ایک
کے چہرے پر زخموں کے بے شمار نشانات تھے۔ اُسے دیکھتے ہی
عمران سمجھ گیا کہ یہی ایڈورڈ باس ہے۔
" وہ بے ہوش افراد کہاں ہیں جیک" ـــــ ایڈورڈ نے بڑے
سخت اور تحکمانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔
" نچلے تہہ خانے میں ہیں باس" ـــــ عمران نے جیک کے
لہجے میں جواب دیا۔ ظاہر ہے اس کا لہجہ مؤدبانہ ہی ہونا تھا۔
" وہاں ان کی نگرانی کون کر رہا ہے" ـــــ ایڈورڈ نے تیز لہجے
میں کہا۔
" نگرانی ـــــ باس وہ سب بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ اور
دروازہ بند ہے" ـــــ عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے
ہوئے کہا۔
" اوہ ـــــ وہ تو انتہائی خطرناک افراد ہیں۔ تم نے ان کی نگرانی
نہیں کی۔ جلدی چلو۔ کہیں وہ ہوش میں نہ آگئے ہوں" ـــــ ایڈورڈ

نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" باس وہ ہوش میں کیسے آسکتے ہیں۔ ان پر گیس اٹیک ہوا ہے۔ جب تک ان کو انٹی انجکشنز نہیں لگائے جائیں گے وہ ہوش میں نہیں آسکتے "۔۔۔۔ ایڈورڈ کے ساتھ آنے والے نے کہا۔ اور اس کی آواز سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ مائیکل ہے جس نے الفریڈ ہاؤس پر چھاپہ مارا تھا اور وہاں سے ایڈورڈ کو ٹرانسمیٹر کال کی تھی۔

" اوہ ۔۔۔ ہاں ۔۔۔ ٹھیک ہے۔ مجھے خیال نہ رہا تھا جیک۔ یہاں تمہارے گروپ کے کتنے آدمی ہیں "۔۔۔۔ ایڈورڈ نے دوبارہ عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" جناب۔ ہم پانچ افراد ہیں "۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ کیونکہ پھاٹک کھولنے والا بھی اس دوران وہاں پہنچ چکا تھا۔

" کافی ہیں ۔۔۔ آؤ میرے ساتھ "۔۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا۔ اور تیزی سے اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران جیک کے میک اپ میں دوسرے لوگوں کے ہمراہ اس کے پیچھے چلتا ہوا تہہ خانے کے دروازے پر پہنچ گیا۔

تہہ خانے کا دروازہ باہر سے بند نہ تھا۔ اس لئے اسے دیکھتے ہی ایڈورڈ نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

" اسے باہر سے بند کیوں نہیں کیا گیا "۔۔۔۔ اس کے لہجے سے عمران نے خوف کی جھلکیاں بھی محسوس کیں اور وہ دل ہی دل میں ہنس پڑا۔

" باس میرے خیال میں اس کی ضرورت ہی نہ تھی "۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

اور ایڈورڈ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ ظاہر ہے عمران بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ ہی اندر داخل ہو گیا۔ البتہ وہ دوسرے لوگوں کی طرح ایڈورڈ کے پیچھے کھڑے ہونے کی بجائے ذرا ساہٹ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا ۔۔۔۔ کمرے میں اس کے ساتھی کینیڈی سمیت اُسی طرح بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

ایڈورڈ چند لمحے ان سب کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ایسا کرو۔ پہلے ان کی تلاشی لے لو۔ اور پھر ان میں سے ایک آدمی کو ہوش میں لے آؤ۔ اور مجھے ہنٹر لا دو۔ میں ایک ایک کر کے ان کو ہوش میں لاؤں گا۔ اور ایک ایک کر کے ان کی کھال ادھیڑوں گا "۔۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا۔ اور عمران اس کے گھٹیا پن پر منہ بنا کر رہ گیا۔ اب معاملہ اس کی برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔

" لیکن باس۔ یہ تو بزدلی ہے۔ کیا آپ ان سے ڈرتے ہیں " عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا لہجہ جیک کا ہی تھا۔ اور اس کی بات سن کر ایڈورڈ سمیت سب لوگ اس بُری طرح چونک پڑے جیسے ان کے سروں پر اچانک بم پھٹ گیا ہو ۔۔۔۔ اور پھر عمران نے انتہائی تیز رفتاری سے مائیکل اور اس کے باقی ساتھیوں پر فائر کھول دیا۔

" تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم ۔۔۔ جیک تم "۔۔۔۔ ایڈورڈ کی

آنکھیں خوف اور حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اپنے ہاتھ سر پر رکھ لو ایڈورڈ ـــــــ تمہارا جیک کسی گٹر میں پڑا ہوگا" ـــــــ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں مشین گن کا رخ ایڈورڈ کی طرف کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

لیکن دوسرے لمحے ایڈورڈ نے خلافِ توقع عمران پر بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگا دی۔ اور نہ صرف مشین گن عمران کے ہاتھوں سے نکل گئی بلکہ وہ بھی اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا ـــــــ ایڈورڈ اس کے اوپر تھا۔ لیکن نیچے گرتے ہوئے عمران نے یک لخت گھٹنے جوڑ کر اوپر کر دیئے۔ اور ایڈورڈ چیختا ہوا الٹ کر اس کے سر کے اوپر سے گزر کر پیچھے جا گرا ـــــــ اور پھر دونوں ہی بیک وقت اٹھ کھڑے ہوئے۔ مشین گن ذرا دور جا گری تھی۔

"تم جیسے گھٹیا بدمعاشوں سے لڑنا میری توہین ہے ایڈورڈ" عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

ادھر ایڈورڈ اٹھتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈال چکا تھا۔ اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے باہر آیا۔ مگر اسی لمحے عمران نے اچھل کر لات ماری ـــــــ اور ایڈورڈ کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اچھل کر دور جا گرا ـــــــ ابھی ایڈورڈ سنبھل ہی رہا تھا کہ عمران ایک بار پھر اچھلا اور اس نے بڑے خوب صورت انداز میں فلائنگ کک مارتے ہوئے دونوں پیر پوری قوت سے ایڈورڈ کے سینے میں مارے ـــــــ اور ایڈورڈ بری طرح چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر گرا۔ عمران فلائنگ کک مار کر قلابازی کھا کر جیسے ہی سیدھا ہوا۔ اسی لمحے ایڈورڈ

نے یک لخت اچھل کر دروازے کی طرف جمپ لگایا۔ وہ شاید نکل جانا چاہتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اب عمران اسے اتنی آسانی سے کہاں جانے دیتا تھا ـــــــ اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتا۔ عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی اور اس نے دروازے کے قریب پہنچے ہوئے ایڈورڈ کے کالر پر ہاتھ ڈالا اور ایڈورڈ اس کے بازو کے زوردار جھٹکے سے اچھل کر اندر فرش پر گرا۔

"ابھی تو حساب کتاب بہت سا باقی ہے۔ ابھی کہاں جا رہے ہو" ـــــــ عمران نے کہا۔ اور دوسرے لمحے دوڑ کر وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور پھر دونوں پیر جوڑ کر اس نے فرش پر گرے ہوئے ایڈورڈ کے سینے پر جمپ لگا دیا ـــــــ ایڈورڈ کی چیخ سے پورا تہہ خانہ گونج اٹھا۔ اور اس کا جسم چند لمحے بری طرح پھڑکنے کے بعد یک لخت ساکت ہو گیا۔ عمران اسے اس طرح ساکت ہوتے دیکھ کر چونک کر اس کی طرف بڑھا ـــــــ اس نے جلدی سے جھک کر اس کا بازو اٹھایا اور نبض دیکھنے لگا۔ اسے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں ایڈورڈ مر تو نہیں گیا۔ لیکن دوسرے لمحے اطمینان بھرے انداز میں اس نے ایڈورڈ کا ہاتھ چھوڑ دیا ـــــــ ایڈورڈ بے ہوش ہوا تھا۔ مرا نہیں تھا۔

ایڈورڈ کا ہاتھ چھوڑ کر عمران تیزی سے اس الماری کی طرف بڑھا جس میں اینٹی گیس انجکشنز موجود تھے۔ اس نے الماری کھولی تو اسے ایک خانے میں رکھا ہوا ڈبہ نظر آ گیا ـــــــ ابھی وہ ڈبہ اٹھا ہی رہا تھا کہ اچانک اس نے اپنی پشت پر کراہ سنی۔ وہ ڈبہ اٹھائے

تیزی سے پلٹا اُسی لمحے اس نے ایڈورڈ کو اچھل کر کھڑے ہوتے
دیکھا۔ عمران اس کے پیچھے دوڑا۔ وہ چاہتا تو ڈبہ اُسے مار کر گرا
سکتا تھا ــــــ لیکن عمران نے دیکھ لیا تھا۔ کہ الماری میں انٹی گیس
انجکشنز کا ایک ہی ڈبہ تھا۔ اگر یہ انجکشنز ٹوٹ جاتے تو ساتھیوں
کا ہوش میں لے آنا مسئلہ بن جاتا۔ اس لئے وہ ڈبہ مارنے کی
بجائے خود ایڈورڈ کی طرف دوڑ پڑا ــــــ لیکن ایڈورڈ کے پیروں
میں تو شاید بجلیاں لگ گئی تھیں۔ وہ اتنی تیزی سے دروازے
کی طرف دوڑا کہ عمران کے پہنچنے سے پہلے ہی نہ صرف دروازہ
کراس کر گیا بلکہ اس نے دروازہ کراس کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں
سے جھٹکا دے کر اپنے پیچھے دروازے کے پٹ بھی بند کر دیئے۔
اور عین اُسی لمحے عمران پوری قوت سے دوڑتا ہوا دروازے تک
پہنچا تھا ــــــ نتیجہ یہ کہ وہ اپنی رفتار کی وجہ سے اپنے آپ کو نہ
کنٹرول کر سکا اور پھر اس کے ہاتھ میں ڈبہ بھی تھا اس لئے وہ بند
ہوتے دروازے سے ٹکرایا اور لڑکھڑاتا ہوا چار قدم پیچھے ہٹتا گیا۔
چونکہ اس کا چہرہ اچانک بند ہوتے دروازے سے ٹکرایا تھا۔ اس
لئے ایک لمحے کے لئے تو عمران کا ذہن شل سا ہو گیا ــــــ لیکن
دوسرے لمحے اس نے سر کو جھٹکا دیا اور اس نے ڈبہ جھک کر فرش
پر رکھا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر پسٹل نکالا اور دروازے کی طرف
دوڑ پڑا ــــــ اُسے خطرہ تھا کہ ایڈورڈ دروازے کے باہر نہ چھپا
ہوا ہو۔ لیکن ایڈورڈ واقعی فرار ہو چکا تھا۔ وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر
پہنچا تو اس وقت ایڈورڈ دوڑتا ہوا گیٹ کی کھڑکی سے باہر نکل رہا تھا۔

س صورت میں فائر کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا اور پھر ساتھی بھی بے ہوش
پڑے ہوئے تھے۔ اس لئے عمران وہیں رک گیا۔ اور پھر تیزی سے
واپس تہہ خانے کی طرف دوڑ پڑا ــــــ اب ایڈورڈ کے پیچھے بھاگنے
کی بجائے ضرورت اس بات کی تھی کہ وہ جلد از جلد اپنے ساتھیوں
کو ہوش میں لے آتا۔ کیونکہ ایڈورڈ کسی بھی لمحے دوبارہ اس جگہ پر
حملہ آور ہو سکتا تھا ــــــ ویسے اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب
ادھر ادھر ٹامک ٹوئیاں مارنے کی بجائے براہِ راست کیم ہاؤس
اور ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر دیا جائے۔

ایڈورڈ کی حالت انتہائی خراب تھی۔ وہ مارٹن روڈ کے اڈے سے نکل آنے میں کامیاب تو ہو گیا تھا۔ لیکن اس کا ذہن ابھی تک ماؤف ہو رہا تھا ــــــ جس وقت عمران اس کے سینے پر کودا تھا۔ اس وقت اس کا سانس واقعی چند لمحوں کے لئے سینے میں ہی اٹک گیا تھا اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ لیکن پھر اچانک ہی اس کا سانس بحال ہو گیا ــــــ اور پھر باقی سارا کام اس نے لاشعوری حالت میں سر انجام دیا۔ اُسے نہیں معلوم کہ اس نے کس طرح یک لخت بھاگنے کا فیصلہ کیا اور پھر کس طرح وہ اس عمارت کے پھاٹک سے باہر نکل آیا ــــــ اس کا شعور صحیح معنوں میں اس وقت جاگا تھا جب وہ سڑک پر پہنچا تھا۔ وہ وہاں سے دوڑتا ہوا ابھی ذرا سا آگے پہنچا تھا کہ اُسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ اور اس نے اس میں بیٹھتے ہی اُسے کیم ہاؤس چلنے کا کہہ دیا ــــــ کیم ہاؤس کا نام بھی بس اس کی

زبان سے خود بخود نکل گیا تھا۔ اور اب چونکہ وہ کہہ بیٹھا تھا اس لئے خاموش ہو گیا۔

کیم ہاؤس پہنچ کر وہ سیدھا ہیڈ کوارٹر میں آیا اور اب وہ اپنے خاص دفتر میں بیٹھا دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے یہی سوچ رہا تھا کہ وہ کسی عذاب میں پڑ گیا ہے ــــــ اُسے اب پوری طرح احساس ہو گیا تھا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھی ہر لحاظ سے اس سے باہر ہیں۔ اب تک اس نے بچ نکلنے کی کتنی کوششیں کر ڈالی تھیں لیکن سوائے اپنے آدمی مروانے کے وہ ان میں سے ایک کو بھی خراش تک نہ ڈال سکا تھا ــــــ اور اب عمران کے اچانک جیکسن کے روپ میں نمودار ہونے اور پھر اس کے لڑنے کا انداز دیکھ کر وہ ذہنی طور پر یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا کہ وہ ان لوگوں کے کسی طور پر پاسنگ نہیں ہے ــــــ ٹیپ اس کے پاس سرے سے موجود ہی نہ تھا۔ اس نے یہ ساری کہانی صرف اپنی اہمیت جتلانے کے لئے گھڑی تھی اور اب وہ بُری طرح پھنس گیا تھا۔ البتہ اتنا درست تھا کہ ٹیپ جس آدمی سے ایکسیڈنٹ کے بعد برآمد ہوا تھا وہ ڈیتھ گروپ کا آدمی تھا ــــــ اور آرتھر سے جب اُسے اس صورت حال کا پتہ چلا تب ہی اس کو پہلی بار پتہ چلا تھا کہ وہ آدمی اسرائیلی ایجنٹ ہے۔ اور پھر آرتھر سے ہی اُسے پاکیشیا کے سیکرٹ ایجنٹوں کا پتہ چلا تھا۔ اور آرتھر نے ان کی تعریفوں میں جب قصیدے پڑھے تو اس کے دل میں ان لوگوں سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا ــــــ اور اس نے واقعی آرتھر سے ایئر پورٹ پر عمران اور اس کے ساتھیوں سے ملنے کا

پروگرام بنالیا تھا۔ لیکن پھر اچانک ہوٹل برگنزا کے سپیشل شو کا چکر
چل گیا اور اس کے بعد جب جولیا نے اُسے بتایا کہ اس کا تعلق
پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے ——— تو اس نے نجانے کس
ذہنی رو میں صرف اپنی اہمیت جولیا پر جتانے کے لئے ٹیپ اور
تھرڈ آدمی کی بات کر دی۔ اور اس کے بعد واقعات اسطرح پے در پے
بدلے کہ اس کی یہ کہانی پختہ ہوتی گئی ——— اب سے پہلے وہ
ذہنی طور پر اپنے آپ کو ہر لحاظ سے برتر محسوس کرتا تھا۔ اس لئے
اپنے عمل سے اس کہانی کو اور زیادہ پختہ کرتا گیا۔ اس کی سوچ بھی
بالکل اسی طرز عمل میں ڈھل گئی تھی ——— وہ لاشعوری طور پر دراصل
آرتھر پر اپنی صلاحیتوں کا رعب جمانے کے چکر میں تھا کہ عمران اور
اس کے ساتھیوں کے خلاف کے بعد وہ آرتھر پر یہ ثابت کر سکتا
تھا کہ جن لوگوں کی تعریفوں میں آرتھر زمین آسمان کے قلابے ملا رہا
تھا۔ وہ بھی اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے ——— لیکن
اب وہ پہلی بار مایوس ہو گیا تھا اس لئے پہلی بار اس کے ذہن نے
حقیقی انداز میں سوچنا شروع کر دیا۔ اب وہ کسی طرح بھی عمران اور
اس کے ساتھیوں سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتا تھا ——— لیکن اب
مسئلہ یہ تھا کہ وہ ان سے پیچھا کیسے چھڑائے۔ ایک بار اُسے خیال
آیا کہ وہ خاموشی سے ملک سے باہر نکل جائے۔ عمران اور اس کے
ساتھی خود ہی ٹکریں مار کر واپس چلے جائیں گے ——— لیکن پھر اُسے
یہاں اپنے گروپ کی دہشت کا خیال آ گیا۔ ظاہر ہے عمران اور
اس کے ساتھیوں نے ٹیپ اور اس کی تلاش میں سب کچھ تباہ کر

ہے۔ اور اگر بعد میں وہ یہاں آیا بھی سہی تو اس کی کوئی حیثیت
نہ رہے گی۔ اس لئے اس نے اپنا یہ ارادہ بدل دیا۔ اُسی لمحے
ے آرتھر کا خیال آیا ——— اب آرتھر کو ہی درمیان میں ڈال کر وہ
ھوتوں سے اپنی جان چھڑا سکتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی اس نے میز
ڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھینچا اور پھر رسیور اٹھا کر تیزی سے
ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
" آرتھر سپیکنگ " ——— آرتھر کی آواز سنتے ہی ایڈورڈ نے
مینان کا طویل سانس لیا۔ اس نے اس کی رہائش گاہ پر اس لئے
ن کیا تھا۔ تاکہ اس کا پتہ چل سکے کہ وہ کہاں ہے ——— اور یہ اس
خوش قسمتی تھی کہ آرتھر سے براہِ راست ہی بات ہو گئی۔
" آرتھر ——— میں ایڈورڈ بول رہا ہوں۔ میں تم سے ایک
ردی بات کرنا چاہتا ہوں " ——— ایڈورڈ نے نرم لہجے میں
ہا۔
" کیا بات کرنا چاہتے ہو۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم نے ہوم
سیکرٹری سے کہہ کر مجھے معطل کر دیا ہے۔ میری بیوی اچانک
بار ہو گئی تھی اس لئے میں تمہاری طرف توجہ نہیں کر سکا۔ اب میں
رغ ہوں ——— اور اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ آرتھر کے مقابلے
ں تمہاری کیا حیثیت ہے " ——— آرتھر نے انتہائی غصیلے لہجے
ں پھنکارتے ہوئے جواب دیا۔
" تمہارا غصہ اپنی جگہ بجا ہے۔ مجھے احساس ہے۔ لیکن یہ سب
کچھ بس میری حماقت کہہ لو یا بے وقوفی کہہ لو۔ جس کی وجہ سے ہوا

ہے۔ میں تم سے شرمندہ ہوں۔ مجھے اب اپنی بے وقوفی کا پوری طرح احساس ہو گیا ہے۔ اور میں اس کی تلافی کرنا چاہتا ہوں" ایڈورڈ نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"کیا تلافی کرنا چاہتے ہو"۔۔۔۔ آرتھر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"سنو۔۔۔۔ سب سے پہلے تو میں تمہیں بحال کراتا ہوں۔ ہوم سیکرٹری تم سے باقاعدہ معافی مانگے گا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ تھرڈ آدمی والا ٹیپ میرے پاس موجود نہیں ہے۔ البتہ یہ درست ہے کہ ایکسیڈنٹ میں ملوث آدمی جس سے ٹیپ ملا تھا اس کا تعلق میرے گروپ سے تھا۔۔۔۔ لیکن یقین جانو مجھے تمہارے بتلانے سے پہلے اس کا علم نہ تھا کہ وہ اسرائیلی ایجنٹ ہے۔ باقی ساری کہانی میں نے صرف اپنی اہمیت جتلانے کے لئے گھڑی۔ اور اب میں بُری طرح پھنس گیا ہوں۔۔۔۔ وہ تمہارے پاکیشیا سیکرٹ سروس والے ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ وہ ہر لحاظ سے مجھ سے برتر ہیں۔ خدا کے لئے میری ان سے جان بخشی کراؤ۔۔۔۔ یقین کرو۔ میں ساری عمر تمہارا احسان مند رہوں گا"۔۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا۔ وہ چونکہ ایک عام سا غنڈہ تھا۔ اس لئے اس کی نفسیات بھی عام غنڈوں جیسی تھی کہ جب وہ ذہنی طور پر کسی کو برتر تسلیم کر لیتے تھے تو پھر بالکل ہی ہاتھ جوڑنے اور پیر پکڑنے تک آجاتے تھے۔ یہی حالت اب ایڈورڈ کی ہو گئی تھی۔

"مجھے اب تمہاری کمینگی اور گھٹیاپن کا پوری طرح علم ہو چکا ہے

نہ سچے ہو یا جھوٹے بہرحال یہ دیکھ لو کہ تم نے عمران کے مقابلے میں آ کر اپنی زندگی کی سب سے بڑی حماقت کی ہے اور اب تمہیں بہرحال اس کا خمیازہ بھگتنا ہی پڑے گا"۔۔۔۔ آرتھر نے جواب دیا۔

"آرتھر۔۔۔۔ یقین کرو میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میرے پاس ٹیپ نہیں ہے اور نہ ہی تھرڈ آدمی یا اسرائیل سے میرا کوئی تعلق ہے۔ اور میں عمران سے بھی معافی مانگنے کے لئے تیار ہوں"۔۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا۔

"تم اب کہاں سے بول رہے ہو"۔۔۔۔ آرتھر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"میں اپنے ہیڈکوارٹر سے بول رہا ہوں۔ پلیز آرتھر فار گاڈ سیک میری جان چھڑواؤ"۔۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا۔ وہ واقعی اب رو دینے کی حالت تک پہنچ گیا تھا۔

"مجھے تو معلوم نہیں کہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں" آرتھر نے کہا۔

"وہ جہاں بھی ہوں۔ کسی طرح پلیز ان سے رابطہ قائم کرو" ایڈورڈ نے کہا۔

"اچھا۔۔۔۔ پھر تم ایسا کرو کہ مجھے بحال کرا کر میرے دفتر آ جاؤ۔ میں عمران کا پتہ کراتا ہوں۔ اس کے بعد باقی بات چیت ہو گی" آرتھر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔ میں ابھی تمہیں بحال کراتا ہوں"۔۔۔۔ ایڈورڈ

نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور کریڈل دبا کر اس نے جلدی جلدی انکوائری فون کیا تاکہ وہاں سے ہوم سیکرٹری کی رہائش گاہ کا نمبر معلوم کر کے اس سے بات کرے ــــــ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

لیکن اس سے پہلے کہ انکوائری سے اس کا رابطہ قائم ہوتا۔ کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایڈورڈ کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ رسیور اس کے ہاتھوں سے گر پڑا۔

عمران تیزی سے دوڑتا ہوا واپس تہہ خانے میں پہنچا۔ اور اس نے جلدی سے ڈبہ کھول کر اس میں موجود اینٹی گیس محلول کی شیشی اور سرنج باہر نکالی ــــ اور پھر اس نے باری باری اپنے ساتھیوں کو انجکشن لگانے شروع کر دیئے۔ اس کے انداز میں بے پناہ پھرتی تھی۔ کیونکہ اسے ایڈورڈ کی واپسی کا خطرہ تھا۔ کیونکہ ہو سکتا تھا ایڈورڈ کا کوئی اور اڈہ قریب ہو اور وہ وہاں سے اپنے ساتھی لے کر حملہ آور ہو جائے ــــــ سب سے آخر میں اس نے کینیڈی کو بھی انجکشن لگا دیا۔ سب سے پہلے صفدر ہوش میں آیا اور اس کے بعد کیپٹن شکیل۔

"صفدر اور شکیل۔ تم دونوں مشین گنیں اٹھاؤ اور باہر جا کر پہرہ دو۔ ہم پر کسی بھی وقت حملہ ہو سکتا ہے۔ جلدی کرو۔ میں اس کینیڈی سے تھوڑی سی پوچھ گچھ کر لوں" ــــــ عمران نے پسٹل لے کر کینیڈی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ کینیڈی کا جسم اب حرکت

میں آنے لگا تھا۔ تنویر اور جولیا بھی اب تقریباً ہوش میں آ چکے تھے۔

"یہ ہم کہاں ہیں۔ ہمیں کیا ہوا تھا" ـــــ جولیا نے ہوش میں آتے ہی پوچھا۔

"بات کرنے کا وقت نہیں ہے۔ اسلحہ اٹھاؤ اور باہر جاؤ جلدی" عمران نے جھک کر کینیڈی کی کنپٹی سے پسٹل لگاتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

اسی لمحے کینیڈی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ کینیڈی" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور کینیڈی اس کی آواز سنتے ہی ہڑبڑا کر پہلے بیٹھا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ حیرت بھرے انداز میں عمران کو اور ادھر ادھر دیکھ رہا تھا ـــــ جولیا اور تنویر بھی اس دوران تہہ خانے سے باہر جا چکے تھے اور اب صرف عمران ہی کینیڈی کے ساتھ تہہ خانے میں موجود تھا۔

"تت ــ تت ــ تم ــ جیک ــ تم ــ جیک....." کینیڈی کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ عجیب سی الجھن کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"سنو ــ جیک مر چکا ہے۔ اور تم دیکھ رہے ہو کہ مائیکل اور جیک کے باقی ساتھیوں کی لاشیں یہاں پڑی ہوئی ہیں۔ اگر تم ان میں شامل نہیں ہونا چاہتے تو جو میں پوچھوں سچ سچ بتا دو۔ ورنہ ایک لمحے کے لئے بھی ہچکچائے بغیر تمہیں چھلنی کر دوں گا" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ کینیڈی کا جسم

بے اختیار جھٹکے کھانے لگا۔

"تت ــ تت ــ تم کون ہو" ـــــ کینیڈی نے بُری طرح ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم مجھے نہیں جانتے۔ بس وہی لارڈ ایسٹ ووڈ سمجھ لو۔ اور سنو۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تمہاری حیرت دور کرتا رہوں ـــــ اس لئے اگر تم سچ بتانا چاہتے ہو تو بولو ورنہ میں تمہیں گولی ماردوں اور جاؤں" ـــــ عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سرد ہو گیا۔

"تت ــ تت ــ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو" ـــــ کینیڈی نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔ اسے شاید یقین ہو گیا تھا کہ عمران جو کچھ کہہ رہا ہے وہ اس پر عمل بھی کرنے والا ہے۔

"گیم ہاؤس سے ہیڈ کوارٹر کا راستہ بتاؤ اور یہ بھی بتاؤ کہ ایڈورڈ کا خاص کمرہ کہاں ہے" ـــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"گیم ہاؤس ـــــ ہیڈ کوارٹر" ـــــ کینیڈی نے چونکتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چیخ مار کر بے اختیار اچھل پڑا۔ کیونکہ عمران نے اس کے پیروں کے قریب گولی مار دی تھی۔

"اب اگر تم ایک لمحے کے لئے بھی ہچکچائے تو گولی دل پر پڑے گی" ـــــ عمران نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

اور اس بار کینیڈی واقعی اس طرح شروع ہو گیا جیسے بٹن آن ہوتے ہی ٹیپ ریکارڈر چل پڑتا ہے۔ اس نے عمران کی مطلوبہ بات سے بھی زیادہ تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

"بس اتنا ہی کافی ہے۔ اس سے زیادہ سننے کا میرے پاس وقت نہیں ہے" ——— عمران نے کہا اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی کینیڈی کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ مشین پسٹل کی گولیاں براہِ راست اس کے سینے پر پڑی تھیں عمران کینیڈی کے گرتے ہی مڑا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا ——— اس نے پلٹ کر اتنا بھی دیکھنا گوارا نہ کیا کہ کینیڈی مر گیا ہے یا زندہ ہے کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ سینے پر آٹھ دس گولیاں کھانے کے بعد اس کے زندہ بچ جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا ——— اور اس کے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ وہ اس کی موت کی تصدیق کرنے میں ضائع کرتا۔ باہر برآمدے میں ہی اس کے سارے ساتھی موجود تھے۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

"یہ آخر چکر کیا ہے عمران صاحب" ——— کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چکر تو بہت بڑا ہے۔ لیکن اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس چکر کو گھن چکر بنانے کی بجائے بے چکر بنا دوں۔ آؤ میرے ساتھ" عمران نے کہا۔ اور تیزی سے سامنے کھڑی کار کی طرف بڑھ گیا یہ وہی کار تھی جس میں ایڈورڈ اور مائیکل آئے تھے۔

"آخر کچھ پتہ تو چلے۔ ہم اچانک بے ہوش کیسے ہوئے اور پھر یہاں نئی جگہ پر اور امدگرد لاشیں" ——— صفدر نے کار میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ تنویر اور جولیا دونوں خاموش تھے۔

اس بار عمران نے انہیں مختصر طور پر اب تک گزرنے والی

صورت حال بتا دی۔ کیونکہ وہ خود بھی اب ذہنی طور پر الجھا ہوا تھا۔

"میرا خیال ہے اس ٹیپ والے قصے کو یہاں کی مقامی انٹیلی جنس پر چھوڑ دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے" ——— جولیا سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑی۔

"واہ ——— یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بھلا پاکیشیا کی مونٹ کو یہاں کیسے چھوڑا جا سکتا ہے۔ ایسا نہ ہو پھر ہمیں دوسری مونٹ بھی چھوڑنی پڑ جائے۔ ویسے یہ سارا چکر ہے مونٹ کا ہی" ——— عمران کا موڈ یک لخت بدل گیا تھا۔ وہ نارمل ہو گیا تھا۔ کار اب اس عمارت سے نکل کر سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

"تم نے پھر وہی بکواس شروع کر دی" ——— جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ بعض اوقات آپ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ مجھے آپ کی ذہنی حالت پر شک پڑنے لگتا ہے" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شک کرنا اچھی بات نہیں ہوتی۔ اب دیکھو تم اگر جولیا پر شک کرنے لگ جاؤ تو جولیا کو کتنا بُرا محسوس ہو گا" ——— عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"دوسری مونٹ سے تو میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ کا مطلب لامحالہ جولیا سے تھا۔ لیکن یہ پہلی مونٹ کون ہے" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ ٹیپ جس میں پاکیشیا کے مفادات بند ہیں" ——— عمران

نے کہا۔ اور اس بار صفدر کے ساتھ ساتھ کیپٹن شکیل بھی ہنس پڑا۔

" اس شخص کو صرف بکواس کرنا ہی آتا ہے۔ اب مشن ہی رہ گئے ہیں کہ بس بیٹھے اس کی بکواس سنتے رہو" ۔۔۔ تنویر حسب عادت جب بولا تو اپنے مخصوص انداز میں ہی بولا۔

" یہ تو تمہارا مشن ہوا لیکن میرا مشن کیا رہا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکرا کر پوچھا۔

" بکواس کرنا ۔۔۔ اور تم کر بھی کیا سکتے ہو" ۔۔۔ تنویر نے خار کھائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔۔۔ تم غلط سمجھے ہو۔ میرا مشن اب یہ رہا ہے کہ بکواس سننے والوں کی سماعت بحال رکھنے کی جدوجہد کرتا رہوں۔ اب تم خود سوچو اگر میں جدوجہد نہ کرتا تو تم اس وقت وہاں تہہ خانے میں لاشیں بنے پڑے ہوتے پھر میری بکواس کون سنتا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اور تنویر اس بار کوئی جواب دینے کی بجائے خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے۔ عمران کی اس بات کا وہ کیا جواب دے سکتا تھا۔

" ویسے فکر نہ کرو۔ ہم اس وقت جہاں جا رہے ہیں وہاں تمہاری طبیعت کے مطابق مشن ہو گا۔ دل بھر کے اپنی کسریں نکال لینا" ۔ عمران نے اسے خاموش دیکھ کر کہا۔

" اوہ ۔۔۔ تو آپ کہیں ریڈ کرنے جا رہے ہیں" ۔۔۔ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

" ہاں ۔۔۔ اب میں اس فضول سے سلسلے کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔

ہے میں نے کوشش کی کہ براہِ راست گیم ہاؤس اور اس ایڈورڈ
ے ہیڈ کوارٹر پر حملہ نہ کر دوں۔ کیونکہ وہاں بے شمار افراد مر سکتے
ں ۔۔۔ اور دوسری بات یہ کہ مجھے پہلے یہ علم نہ تھا کہ ایڈورڈ نے
ہ ٹیپ یہاں رکھی ہوئی ہے۔ لیکن اب جب کہ یہ معلوم ہو گیا ہے۔
ہ ٹیپ وہاں موجود ہے تو اب براہِ راست ریڈ کئے بغیر اور کوئی چارہ
ہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" لیکن گیم ہاؤس اور ہیڈ کوارٹر میں تو ڈیتھ گروپ کے بے شمار
سلح افراد ہو سکتے ہیں۔ یہ تو صریحاً خودکشی ہے" ۔۔۔ جولیا نے
ز لہجے میں کہا۔

" تو پھر میں کیا کروں۔ اب تنویر کا مشن پورا ہو سکتا ہے یا میرا۔ اور میرا مشن تنویر کو پسند نہیں آیا۔ اس لئے اب ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ تنویر کا مشن پورا کیا جائے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" کیا ایڈورڈ وہاں موجود ہو گا" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔ بہرحال میرا مقصد ٹیپ حاصل کرنا ہے۔ باقی رہا ایڈورڈ سے جولیا کا انتقام لینا تو اس کے لئے جولیا اور تنویر دونوں کو یہاں چھوڑا جا سکتا ہے۔ دل بھر کر انتقام لیتے رہیں گے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

" بالکل ٹھیک ہے ۔۔۔ عمران درست کہہ رہا ہے۔ میں اور جولیا اس سے ایسا انتقام لیں گے کہ دنیا یاد کرے گی" ۔۔۔ تنویر اپنی مرضی کی بات سنتے ہی فوراً بول پڑا۔

"بکواس مت کرو۔ میں تمہاری ساری رگیں جانتی ہوں۔ تم سیدھی طرح بات کرو کہ تم نے ہمیں یہاں چھوڑ دینے کی بات کیوں کی ہے" جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"جب تم ساری رگیں جانتی ہو۔ تو پھر اس رگ کا بھی تمہیں علم ہوگا۔ میرا مطلب ہے عشق در قابت والی رگ کا" ——— عمران نے کہا اور پھر تیزی سے سر ایک طرف کر لیا۔ ورنہ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا کا بھرپور تھپڑ اس کے چہرے پر ہی پڑتا۔

"ارے ارے ——— یہ رگ تو مجھ میں نہیں ہے۔ ورنہ نجانے کتنی پہلے شادی ہو چکی ہوتی۔ میرا مطلب ہے بیوی سے مار کھانے والی" عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو ایک سائیڈ پر کر کے بریکیں لگا دیں۔

"سنو ——— اب ہم نے گیم ہاؤس پر ریڈ کرنا ہے۔ وہاں سے ہیڈ کوارٹر کو راستہ جاتا ہے۔ اس راستے کا میں نے کینیڈی سے معلوم کر لیا ہے۔ ہیڈ کوارٹر بند ہے۔ اس میں کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ اس لئے اس کا دوسرا خفیہ راستہ بھی بند ہے ——— ورنہ ہم اس راستے سے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتے۔ لیکن اب مجبوری ہے۔ گیم ہاؤس سے گزرے بغیر ہم ہیڈ کوارٹر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اور تم جانتے ہو کہ گیم ہاؤس میں ڈیتھ گروپ کے کئی آدمی موجود ہوں گے اس لئے تنویر کا مشن گیم ہاؤس میں داخل ہوتے ہی شروع ہو جائے گا۔ جو بھی مسلح آدمی نظر آئے بلا دریغ گولی چلا دینا ——— اور یہ بھی سن لو کہ یہ لوگ عام آدمی نہیں ہیں چھٹے ہوئے غنڈے اور بدمعاش ہیں اور

ان کی دہشت پورے شہر پر چھائی ہوئی ہے۔ اس لئے تم میں سے کسی نے ذرا سی بھی غفلت کی تو پھر میری بکواس سننے سے ہمیشہ کے لئے محروم رہ جائے گا" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ باقی ساتھی بھی کار سے نیچے اتر آئے۔ ان سب نے مشین گنیں اپنے کوٹ کے اندر چھپائی ہوئی تھیں۔

"عمران صاحب ——— بہتر یہ ہے کہ اندھا دھند فائرنگ کرنے کی بجائے ہم منظم طریقے پر کام کریں" ——— صفدر نے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اب تک بہت منظم کام کر لیا ہے۔ اب ذرا غیر منظم بھی ہو جائے کچھ ذائقہ ہی تبدیل ہو جائے گا کیوں تنویر" ——— عمران نے مسکرا کر تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل بالکل ——— میں تو اس منظم اور پلان وغیرہ کے الفاظ سے ہی الرجک ہو گیا ہوں" ——— تنویر نے جوشیلے لہجے میں جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آگئی تھی۔

"بس اتنا خیال رہے کہ کوئی غیر مسلح آدمی نہ مارا جائے۔ ہاں اگر کوئی اسلحہ نکالنا چاہے تو بے دریغ بھون ڈالنا" ——— عمران نے گیم ہاؤس کے دروازے کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

گیم ہاؤس کے دروازے پر دو مسلح اشخاص کھڑے تھے۔ کافی لوگ گیم ہاؤس کے اندر جا اور باہر آ رہے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی بڑے اطمینان سے سیڑھیاں چڑھتے اندر داخل ہو گئے۔

" یس تنویر ۔۔۔ اپنا مشن شروع کر دو" ۔۔۔۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی مسکرا کر کہا۔ اور دوسرے لمحے پلک جھپکنے میں ان سب نے اپنے کوٹوں کے اندر سے مشین گنیں نکالیں اور پھر تڑتڑاہٹ کی خوف ناک آوازوں کے ساتھ ہی گیم ہاؤس کا ہال انسانی چیخوں سے گونج اٹھا ۔۔۔۔ عمران نے پہلا نشانہ کاؤنٹر مین کا لیا اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر گیٹ کی طرف رخ کر کے ٹریگر دبا دیا۔ اور گیٹ میں دوڑ کر داخل ہوتے ہوئے دونوں مسلح افراد چیخ مار کر پشت کے بل نیچے گر گئے۔

عمران کے ساتھی اور خاص طور پر تنویر تو بجلی بنا ہوا تھا۔ چند ہی لمحوں میں وہاں موجود دس کے قریب مسلح افراد فرش پر ڈھیر ہو چکے تھے ۔۔۔۔ جب کہ باقی افراد بری طرح چیختے ہوئے از خود نیچے گر گئے۔

" خبردار ۔۔۔۔ کسی نے اسلحہ نکالنے کی کوشش کی" ۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر فائرنگ روکنے کے لئے کہا۔ اس کے ہاتھ اٹھاتے ہی اس کے ساتھیوں نے فائرنگ روک دی ۔۔۔۔ مگر اسی لمحے تنویر نے یک لخت ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ اور ایک مشین کی آڑ میں دبکے ہوئے دو افراد چیخ مار کر گرے ان کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔

" سب لوگ باہر نکل جائیں ایک لمحے میں ۔۔۔۔ ورنہ ان کی موت کے ہم ذمہ دار نہ ہوں گے" ۔۔۔۔ عمران نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ خود تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔

دوسرے لمحے ہال میں جیسے بھگدڑ سی مچ گئی۔ لوگ دیوانہ وار اٹھ کر گیٹ کی طرف بھاگے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ہال خالی ہو گیا۔ اب وہاں صرف زخمی تڑپ رہے تھے یا لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

" دروازہ بند کر کے لاک کر دو صفدر" ۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل بجلی کی سی تیزی سے گیٹ کی طرف لپکے اور انہوں نے گیٹ بند کر کے اسے لاک کر دیا۔

" اب آؤ میرے ساتھ اس چوہے کے بل کی تلاش میں" عمران نے کہا اور تیزی سے ایک راہداری کی طرف دوڑ پڑا۔

دروازہ ایک دھماکے سے کھلتے ہی ایڈورڈ نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی اور ریسیور اس کے ہاتھوں سے گر پڑا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھا تو بل میں چوہے صاحب بذات خود بھی موجود ہیں" دروازے میں سے داخل ہوتے ہوئے عمران نے مسکرا کر کہا۔

"تت۔۔۔ تت۔۔۔ تم۔۔۔ اور یہاں......" ۔۔۔ ایڈورڈ نے بُری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ اُسے شاید اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا۔

"تو تم نے کیا سمجھ لیا تھا ایڈورڈ۔ کہ تم یہاں اپنے بل میں چھپ کر موت سے بچ نکلو گے" ۔۔۔ عمران نے دو قدم آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں" ۔۔۔ ایڈورڈ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختا ہوا سائیڈ کے بل ریک کے اوپر جا گرا۔ عمران نے پوری قوت سے مشین گن کا بٹ اس کے کاندھے پر مارا تھا۔

"تنویر۔۔۔ اس چوہے کو باہر نکالو۔ اور دیکھو ذرا اس کی دم کتنی لمبی ہے جس کے بل پر یہ ناچ رہا تھا" ۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور تنویر جو شاید پہلے سے اسی انتظار میں تھا کہ اُسے اجازت ملے۔ وہ کسی بھوکے بھیڑیئے کی طرح ایڈورڈ پر جھپٹا اور ایڈورڈ بُری طرح چیختا ہوا اس کے ہاتھ کے ایک ہی جھٹکے سے میز پر سے گھسٹتا ہوا فرش پر آ گرا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ بزدل۔ آج میں تمہیں بتاؤں گا کہ مس جولیا کی طرف ہاتھ بڑھانے والے کا انجام کیا ہوتا ہے" ۔۔۔ تنویر نے نہایت قہرناک لہجے میں کہا اور ساتھ ہی زوردار کک ایڈورڈ کے پہلو میں جما دی۔

مگر دوسرا لمحہ ان سب کے لئے حیرت انگیز ثابت ہوا جب ایڈورڈ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے سیدھا کھڑا ہونے کی بجائے یک لخت قوس کی صورت میں اچھل کر جولیا کو پکڑا اور بجلی کی سی تیزی سے اُسے اپنے جسم کے آگے کر لیا ۔۔۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر بُری طرح چیختا ہوا الٹ کر سامنے فرش پر آ گرا۔ جولیا نے انتہائی خوب صورت انداز میں آگے کی طرف جھک کر

ایڈورڈ کو اپنے سر کے اوپر سے الٹا کر فرش پر گرا دیا تھا۔ تنویر تیزی
سے ایڈورڈ کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ جولیا نے ہاتھ اٹھا کر اُسے
روک دیا۔

"رک جاؤ تنویر ۔۔۔ اس نے میری عزت کی طرف ہاتھ بڑھایا
تھا اس کا انتقام میں خود لوں گی" ۔۔۔ جولیا نے غراتے
ہوئے کہا۔

اور تنویر جولیا کا لہجہ سنتے ہی دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"رک جاؤ ۔۔۔ پہلے میری بات سن لو" ۔۔۔ ایڈورڈ نے اچھل
کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس وقت میری بات سنی تھی۔ جو اب میں سنوں"
جولیا نے کہا اور دوسرے لمحے وہ اپنی جگہ پر کسی لٹو کی طرح گھومی۔
اور اس کی لات نصف دائرے کی صورت میں گھومتی ہوئی ایڈورڈ
کی پنڈلی پر پوری قوت سے پڑی اور ایڈورڈ اچھل کر منہ کے بل گرا۔
مگر اب شاید اس کے ذہن پر بھی بھوت سوار ہو گیا تھا ۔۔۔ کیونکہ
اس کے گرتے ہی جولیا نے اچھل کر دوسرا وار کرنا چاہا ہی تھا کہ
ایڈورڈ نے یک لخت قلابازی کھائی اور اس کی دونوں ٹانگیں
پوری قوت سے جولیا کے پہلو پر پڑیں اور جولیا بے اختیار دوڑتی
ہوئی سائیڈ پر موجود بڑی میز پر جا گری۔

"تم ۔۔۔ تم لوگوں نے ایڈورڈ کو کیا سمجھ رکھا ہے"
ایڈورڈ نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت
سے سیاہ پڑ گیا تھا۔

"جوہا ۔۔۔ اور کیا سمجھنا ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز
میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور ایڈورڈ کراتا ہوا جولیا پر حملہ آور ہوا لیکن جولیا بجلی سے بھی
زیادہ تیزی سے ایک طرف ہٹ گئی اور ایڈورڈ اپنے ہی زور میں
منہ کے بل میز پر جا گرا ۔۔۔ جولیا نہ صرف دوبارہ اپنے قدموں پر
کھڑی ہوئی بلکہ اس نے ایڈورڈ کی گدی میں ہاتھ ڈالا اور پھر اس
بھاری بھرکم ایڈورڈ کو نہ صرف ایک ہاتھ کے بل پر اٹھا کر کھڑا کر دیا
بلکہ اس کے دوسرے ہاتھ کی کلائی پوری قوت سے ایڈورڈ کی گردن
پر پڑی ۔۔۔ اور ایڈورڈ کسی گیند کی طرح اچھل کر تنویر کے قدموں میں
جا گرا۔ تنویر نے پوری قوت سے اس کے سر پر بوٹ کی ٹھوکر ماری
اور ایڈورڈ کسی پلے کی طرح چیختا ہوا پیچھے کی طرف گھسٹا ہی تھا کہ جولیا
نے فضا میں اچھل کر دونوں پیر جوڑ کر اس کی پشت پر عین ریڑھ کی ہڈی
پر جمپ لگایا ۔۔۔ اور ایڈورڈ کے حلق سے اس طرح چیخ نکلی جیسے یہ
اس کی زندگی کی آخری چیخ ہو۔ جولیا کا جسم کسی گیند کی طرح ایک بار پھر
اچھلا اور اس بار ایڈورڈ کا پھڑکتا ہوا جسم یک لخت ساکت ہو گیا۔

"بس جولیا ہٹ جاؤ۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی بیکار ہو گئی ہے اب
یہ زندہ لاش ہے" ۔۔۔ عمران نے آگے بڑھ کر قدرے سخت لہجے
میں کہا۔

اور جولیا جو شاید تیسرا جمپ لگانے کے لئے اچھلی تھی اپنے جسم
کو موڑ کر ایک طرف فرش پر کھڑی ہو گئی۔

ایڈورڈ اب فرش پر سینے کے بل ہاتھ پیر پھیلائے ہوئے اس

طرح پڑا کراہ رہا تھا جیسے زمین سے چمٹا ہوا ہو۔ عمران نے آگے بڑھ کر
اُسے گردن سے پکڑا اور اٹھا کر میز کی سائیڈ میں پڑی ہوئی ایک کرسی
میں ٹھونس دیا ۔۔۔ تکلیف کی شدت سے اس کا بھیانک چہرہ اب
اس قدر مسخ ہو چکا تھا کہ دیکھنے کے قابل بھی نہ رہا تھا۔

" ابھی تو تم نے صرف ریہرسل دیکھی ہے مسٹر ایڈورڈ ۔۔۔ ورنہ
مس جولیا تو ہڈیاں توڑنے کی اتنی ماہر ہے کہ انہیں بڑے سے بڑا
سرجن بھی دوبارہ نہیں جوڑ سکتا "۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں راضی نامے کے چکر میں مار کھا گیا۔ ورنہ میں
ایڈورڈ ہارڈ ہوں جس کا نام سنتے ہی دنیا دہشت زدہ ہو جاتی ہے"۔
ایڈورڈ ہارڈ نے رک رک کر کہا۔ اس کے حلق سے آواز بھی پوری طرح
نہ نکل رہی تھی۔ اس کا پورا جسم بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔

" راضی نامہ ۔۔۔ اچھا تو تم راضی نامہ کرنا چاہتے تھے ۔ واہ کیا
بات ہے۔ واقعی اچھا طریقہ ہے۔ جب اپنا داؤ لگا تو جھگڑا اور جب داؤ
نہ لگا تو راضی نامہ "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تمہارے آنے سے پہلے میں آرتھر سے ہی
بات کر رہا تھا۔ میں نے اُسے معطل کرا دیا تھا ۔۔۔ اور اب میں ہوم سیکرٹری
کو فون کر کے اُسے بحال کرانا ہی چاہتا تھا کہ تم آ گئے ۔۔۔ میں نے
اُسے تفصیل سے بتایا ہے تم بے شک اس سے بات کر لو۔ اس کا نمبر
ٹریل ون زیرو ٹریل تھری ہے "۔۔۔ ایڈورڈ نے اُسی طرح تکلیف
بھرے لہجے میں رک رک کر کہا۔

" آرتھر کو تم نے معطل کرا دیا ۔۔۔ وہ کیوں "۔۔۔ عمران نے واقعی

حیران ہوتے ہوئے کہا۔

اور جواب میں ایڈورڈ نے مختصر طور پر ساری بات بتا دی جو
اس سے پہلے وہ آرتھر کو بتا چکا تھا۔

" کمال ہے ۔۔۔ یہاں کے ہوم سیکرٹری اس طرح غنڈوں کے
ہاتھوں بلیک میل ہو کر انٹیلی جنس کے چیف کمشنر کو معطل کر دیتے ہیں
خوب ۔۔۔ ایسے سیکرٹری کو تو واقعی سیکرٹریٹ کی بجائے ہوم
میں ہونا چاہیئے۔ بہرحال تم فکر نہ کرو میں آرتھر کو بھی بحال کرا لوں گا اور
سیکرٹری کو بھی اس کے ہوم یعنی گھر بھجوا دوں گا۔ تم اپنی بات کرو۔
وہ ٹیپ کہاں ہے "۔۔۔ عمران نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے
کہا۔

" میرے پاس ٹیپ نہیں ہے۔ میں نے تو صرف اپنی بڑائی کے
لئے کہانی گھڑی تھی "۔۔۔ ایڈورڈ نے جواب دیا۔

" تو اس کا مطلب ہے تمہارے دماغ میں ابھی چند کیڑے رینگ
رہے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ پہلے ان کیڑوں کا علاج ہونا چاہئے"۔
عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور جیب سے مشین پسٹل نکال کر ایڈورڈ
کی طرف بڑھا۔ اس کا انداز بے حد جارحانہ تھا۔

" مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ یقین کرو۔ میں سچ کہہ
رہا ہوں "۔۔۔ ایڈورڈ نے بری طرح گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا اور
عمران یک لخت رک گیا۔

ایڈورڈ کا چہرہ۔ آنکھیں اور انداز بتا رہا تھا کہ یا تو وہ واقعی سچ
بول رہا ہے یا پھر وہ غضب کا اداکار ہے۔

"اب تو چاہے تمہارے پاس ٹیپ ہو یا نہ ہو۔ تمہیں ٹیپ تو بہرحال دینی ہی پڑے گی" ——— عمران نے غور سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"تمہاری مرضی ——— یقین کرو یا نہ کرو۔ میں اب سچ بول رہا ہوں۔ ٹھیک ہے مجھے مار ڈالو۔ پورے ہیڈ کوارٹر کی تلاشی لے لو۔ جو چاہے کرو" ——— ایڈورڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے پسٹل واپس جیب میں ڈال لیا۔ اب اُسے یقین ہو گیا تھا کہ واقعی ایڈورڈ سچ بول رہا ہے۔

"تم واقعی ایک گھٹیا بدمعاش ہو۔ تم نے خواہ مخواہ ہمارا وقت ضائع کیا ہے۔ اور اس کا نتیجہ تمہیں اور تمہارے پورے ڈیتھ گروپ کو بھگتنا ہو گا" ——— عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ اور میز کے کنارے پر موجود ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— پرائم منسٹر ہاؤس" ——— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں ——— پرائم منسٹر سے بات کراؤ" ——— عمران نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— ہولڈ آن کریں" ——— دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

اور ایڈورڈ کی آنکھیں حیرت سے ابل کر باہر اچھلنے کے قریب ہو گئیں۔ وہ شاید تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ کوئی شخص یوں پرائم منسٹر آفس سے

اس طرح بھی بات کر سکتا ہے۔

"یس ——— پرائم منسٹر رابنسن" ——— ایک لمحے بعد دوسری طرف سے وزیر اعظم کی باوقار آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ" ——— عمران نے اُسی طرح باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ پرنس آپ ابھی تک یہاں ہیں۔ جب کہ میرے خیال میں آپ پاکیشیا واپس چلے گئے ہیں" ——— وزیر اعظم کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"آپ کے خیال کی ٹکٹیں ہمیں نہیں مل سکی تھیں سنتے ہیں بہت مہنگی ہیں" ——— عمران یک لخت اپنے اصل موڈ میں آ گیا۔

"ٹکٹیں ——— میرے خیال کی ——— اوہ اچھا اچھا ——— سمجھ گیا" وزیر اعظم نے یک لخت بڑے بے تکلفانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"مقصد۔ کہ رقم کی ضرورت ہے" ——— وزیر اعظم نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"رقم کی ضرورت ہوتی تو مجھے یہاں رقم کمانے کا بہت اچھا نسخہ معلوم ہو گیا ہے۔ ذرا سی بدمعاشی کی اور ہوم سیکرٹری تک کے لیول کے لوگ رقم تو ایک طرف۔ انٹیلی جنس کے چیف کمشنر کو معطل کر دینے پر تیار ہو جاتے ہیں" ——— عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے" ——— وزیر اعظم

نے اس بار انتہائی سنجیدہ اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ آپ نے کبھی ڈیتھ گروپ کا نام سنا ہے " ـــــ عمران نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

" ڈیتھ گروپ ـــ اوہ ہاں ـــ بس مجھے اتنی اطلاعات ضرور ملتی رہی ہیں کہ اس نام کا ایک گروپ ہمارے ملک میں موجود ہے جو ہر قسم کے جرائم میں ملوث ہے۔ لیکن اس سے زیادہ تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے ـــ ویسے ایسے مجرم تو بہر حال سوسائٹی میں ہوتے ہی ہیں اور پولیس وغیرہ ان کے خلاف کام کرتی رہتی ہے " وزیر اعظم نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" لیکن اگر ایسے لوگ اتنے بااثر ہو جائیں کہ ہوم سیکرٹری تک کو بلیک میل کر سکتے ہوں۔ تو پھر ایسے مجرموں کو زندہ رہنے کا حق نہیں ہوتا " ـــ عمران نے جواب دیا۔

" آپ درست کہہ رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آپ مجھے تفصیلات بتلایئے میں ابھی اس کے خلاف سپیشل آرڈر پاس کرتا ہوں " وزیر اعظم نے کہا۔

اور عمران نے اُسے تمام تفصیلات بتا دیں۔

" اوہ پرنس ـــ آپ کی رپورٹ سن کر مجھے احساس ہو رہا ہے کہ آپ کو رقم کی نہ سہی ہمیں عقل کی بہر حال ضرورت ہے۔ ایسے گروپوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ انہیں پوری قوت سے کرش کر دینا چاہیئے ـــ یہ سوسائٹی تو ایک طرف حکومت کے لئے بھی خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں ـــ " وزیر اعظم کا لہجہ انتہائی خشک تھا۔

" چلو شکر ہے۔ آپ کو احساس ہو گیا۔ اب میری رپورٹ کا یہ فائدہ تو ضرور ہو گا کہ ہمیں آپ کے خیال کی ٹکٹیں مفت مل جائیں گی ـــ میں یہاں ڈیتھ گروپ کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہوں۔ اس کا سرغنہ میرے سامنے بے حس ہوا پڑا ہے آپ مسٹر آرتھر کو بحال کر کے یہاں بھجوا دیں " ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ ـــ یس ـــ یس ـــ میں ابھی خصوصی آرڈر کرتا ہوں " وزیر اعظم نے جلدی سے کہا۔

" ٹکٹیں ضرور بھجوا دیجئے گا۔ مسٹر آرتھر کے ہاتھ " ـــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" صفدر ـــ تم گیٹ پر جاؤ مسٹر آرتھر آئیں تو انہیں اندر لے آنا " عمران نے رسیور رکھ کر صفدر سے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

" کیا اسے زندہ چھوڑ دو گے " ـــ تنویر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے ایڈورڈ کی طرف اشارہ کر کے عمران سے کہا۔

" کیا تم اس کی ریڑھ کی ہڈی جوڑ سکتے ہو " ـــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

" ریڑھ کی ہڈی ـــ نہیں ـــ میں تو نہیں جوڑ سکتا۔ لیکن ....." تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تو پھر رہنے دو۔ اور اس سے عبرت پکڑو۔ یہ مس جولیا کی طرف سے تمہیں اشارہ ہے کہ جولیا کو یہ فن بھی آتا ہے " ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم پھر پٹڑی سے اتر رہے ہو" ــــــ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پٹڑی سے اترتا تو وہ ہے جو پٹڑی پر ہو۔ اور پٹڑی......"

عمران نے فقرہ شروع ہی کیا تھا کہ یک لخت اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔ ورنہ جولیا کا گھومتا ہوا ہاتھ اس کے چہرے پر پڑتا۔

"ارے ارے ــــ میں تو کہہ رہا تھا کہ پٹڑی ہی ٹیڑھی ہے۔ میں کیا کہہ دوں" ــــــ عمران نے کہا اور اس بار کیپٹن شکیل کے ساتھ ساتھ تنویر بھی ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں قطعی منفرد، انتہائی دلچسپ اور سحر انگیز یادگار ناول

بلیک ورلڈ

اسپیشل نمبر

مصنف ...... مظہر کلیم ایم اے

بلیک ورلڈ شیطان کی دنیا، شیطان اور اس کے کارندوں کی دنیا جہاں سیاہ قوتوں کا راج ہے۔ جہاں انسانیت کے خلاف ہر سطح پر شیطانی انداز میں کام جاری رہتا ہے۔

پروفیسر البرٹ شیطانی دنیا کا ایک ایسا کردار جو شیطان کا نائب تھا اور جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کے خاتمے کے لئے ایک خوفناک شیطانی منصوبے پر کام شروع کر دیا۔ یہ منصوبہ کیا تھا ——— ؟

رعمیس ایک ایسا جادوئی زیور جو صدیوں پہلے ایک شیطانی معبد کے پجاری کی ملکیت تھا اور پروفیسر البرٹ کو اس کی تلاش تھی۔ کیوں؟ وہ اس سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا

جبوتی ایک شیطانی قوت جو انتہائی خوبصورت عورت کے روپ میں عمران سے ٹکرائی اور اس کا دعویٰ تھا کہ عمران اس کی شیطینت سے کسی صورت بھی نہ بچ سکے گا۔ کیا واقعی ایسا ہوا ——— ؟ کیا جبوتی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی ——— ؟

بلیک ورلڈ جس کے مقابل عمران، جوزف، جوانا اور ٹائیگر سمیت جب میدان میں اترا تو عمران کو پہلی بار احساس ہوا کہ بلیک ورلڈ کی شیطانی قوتیں کس قدر طاقتور اور خوفناک قوتوں کی مالک ہیں۔

بلیک ورلڈ ایک ایسی پراسرار، سحر انگیز اور انوکھی دنیا جس کا ہر معاملہ عام دنیا سے ہٹ کر تھا۔

بلیک ورلڈ جس کی پراسرار اور انوکھی قوتوں کے مقابل عمران کو بالکل منفرد انداز میں جدوجہد کرنی پڑی۔ انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی جدوجہد۔

وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کے خوفناک پنجوں میں پھنس کر رہ گئے اور ان کے بچ نکلنے کی کوئی راہ باقی نہ رہی۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کا شکار ہو گئے۔ یا ؟

بلیک ورلڈ جس کے خلاف طویل جدوجہد کے بعد آخر کار ناکامی ہی عمران کا مقدر بنی۔ کیوں اور کیسے؟ کیا واقعی عمران ناکام ہو گیا تھا۔ یا ؟

بلیک ورلڈ جس کے خلاف کام کرتے ہوئے عمران کو عام دنیاوی اسلحے کی بجائے قطعی مختلف انداز کی طاقت کا سہارا لینا پڑا۔ وہ طاقت کیا تھی ؟

قطعی مختلف انداز کی کہانی ۔ انتہائی منفرد انداز کی جدوجہد
تحیر اور سحر کی فسوں کاریوں میں لپٹی ہوئی ایک پراسرار دنیا کی کہانی
ایک ایسا ناول جو اس سے قبل صفحہ قرطاس پر نہیں ابھرا

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان